Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 64

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The weekly BADR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

شمارہ 2-3

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر
امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

16-23 ربیع الاوّل 1436 ہجری 8-15 صلح 1394 ہش 8-15 جنوری 2015ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدۡ اِمَامَنَا بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ
وَبَارِکۡ لَنَا فِیۡ عُمُرِہٖ وَاَمۡرِہٖ۔

جوشخص خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اس کے لئے راستہ مخلصی کا نکال دیتا ہے اور اس کے لئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے علم و گمان میں نہ ہوں

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

برکات تقویٰ

ہمیشہ دیکھنا چاہیئے کہ ہم نے تقویٰ و طہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اس کا معیار قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متقی کے نشانوں میں ایک یہ بھی نشان رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو مکروہاتِ دُنیا سے آزاد کر کے اُس کے کاموں کا خود کفیل ہو جاتا ہے جیسے کہ فرمایا وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ ؕ (الطلاق: 3-4) جو شخص خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اس کے لئے راستہ مخلصی کا نکال دیتا ہے اور اس کے لئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے علم و گمان میں نہ ہوں یعنی یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا۔ مثلاً ایک دوکاندار یہ خیال کرتا ہے کہ دروغگوئی کے سوا اس کا کام ہی نہیں چل سکتا اس لئے وہ دروغ گوئی سے باز نہیں آتا اور جھوٹ بولنے کیلئے وہ مجبوری ظاہر کرتا ہے لیکن یہ امر ہرگز سچ نہیں۔ خدا تعالیٰ متقی کا خود محافظ ہو جاتا ہے اور اُسے ایسے مواقع سے بچا لیتا ہے جو خلافِ حق پر مجبور کرنے والے ہوں۔ یاد رکھو جب اللہ تعالیٰ کو کسی نے چھوڑا، تو خدا نے اُسے چھوڑ دیا۔ جب رحمان نے چھوڑ دیا تو ضرور شیطان اپنا رشتہ جوڑے گا۔ یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے وہ بڑی طاقت والا ہے۔ جب اس پر کسی امر میں بھروسہ کرو گے وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسۡبُہٗ ۝ (الطلاق: 4) لیکن جو لوگ ان آیات کے پہلے مخاطب تھے وہ اہل دین تھے۔ ان کی ساری فکریں محض دینی امور کے لئے تھیں اور دُنیوی اُمور حوالہ بخدا تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُن کو تسلی دی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ غرض برکات تقویٰ میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو ان مصائب سے مخلصی بخشتا ہے جو دینی امور میں حارج ہوں۔

متقی کیلئے روحانی رزق:

ایسا ہی اللہ تعالیٰ متقی کو خاص طور پر رزق دیتا ہے۔ یہاں میں معارف کے رزق کا ذکر کروں گا۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو باوجود اُمّی ہونے کے تمام جہان کا مقابلہ کرنا تھا۔ جس میں اہل کتاب، فلاسفر، اعلیٰ درجہ کے علمی مذاق والے لوگ اور عالم فاضل شامل تھے لیکن آپؐ کو روحانی رزق اس قدر ملا کہ آپؐ سب پر غالب آئے اور اُن سب کی غلطیاں نکالیں۔ یہ روحانی رزق تھا جس کی نظیر نہیں۔ متقی کی شان میں دوسری جگہ یہ بھی آیا ہے اِنۡ اَوۡلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ (الانفال: 35) اللہ تعالیٰ کے ولی وہ ہیں جو متقی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے دوست۔ پس یہ کیسی نعمت ہے کہ تھوڑی سی تکلیف سے خدا کا مقرب کہلائے۔ آج کل زمانہ کس قدر پست ہمت ہے۔ اگر کوئی حاکم یا افسر کسی کو یہ کہدے کہ تو میرا دوست ہے یا اُس کو کرسی دے اور اُس کی عزت کرے تو وہ شیخی کرتا ہے۔ فخر کرتا پھرتا ہے لیکن اُس انسان کا کس قدر افضل رُتبہ ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ اپنا ولی یا دوست کہہ کر پکارے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان سے یہ وعدہ فرمایا ہے جیسے کہ ایک حدیث بخاری میں وارد ہے لَا یَزَالُ یَتَقَرَّبُ عَبۡدِیۡ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحۡبَبۡتُہٗ کُنۡتُ سَمۡعَہُ الَّذِیۡ یَسۡمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیۡ یُبۡصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیۡ یَبۡطِشُ بِھَا وَرِجۡلَہُ الَّتِیۡ یَمۡشِ بِھَا وَلَئِنۡ سَأَلَنِیۡ لَاُعۡطِیَنَّہٗ وَلَئِنِ اسۡتَعَاذَنِیۡ لَاُعِیۡذَنَّہٗ۔ (صحیح بخاری جز رابع باب التواضع) یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا ولی ایسا قُرب میرے ساتھ بذریعہ نوافل پیدا کر لیتا ہے۔

فرائض اور نوافل

انسان جس قدر نیکیاں کرتا ہے اس کے دو حصے ہوتے ہیں ایک فرائض دوسرے نوافل فرائض یعنی جو انسان پر فرض کیا گیا ہو۔ جیسے قرضہ کا اُتارنا یا نیکی کے مقابل نیکی ان فرائض کے علاوہ ہر ایک نیکی کے ساتھ نوافل ہوتے ہیں یعنی ایسی نیکی جو اس کے حق سے فاضل ہو جیسے احسان کے مقابل احسان کے علاوہ اور احسان کرنا۔ یہ نوافل ہیں۔ یہ بطور مکملات اور متممات فرائض کے ہیں۔ اس حدیث میں بیان ہے کہ اولیاء اللہ کے دینی فرائض کی تکمیل نوافل سے ہوتی رہتی ہے۔ مثلاً زکوٰۃ کے علاوہ وہ اور صدقات دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کا ولی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُس کی دوستی یہاں تک ہوتی ہے کہ میں اُس کے ہاتھ، پاؤں حتیٰ کہ اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔

ہر ایک فعل خدا کی منشاء کے مطابق ہو

بات یہ ہے کہ جب انسان جذبات نفس سے پاک ہوتا اور نفسانیت چھوڑ کر خدا کے ارادوں کے اندر چلتا ہے اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک فعل خدا کی منشاء کے مطابق ہوتا ہے۔ جہاں لوگ ابتلاء میں پڑتے ہیں وہاں یہ امر ہمیشہ ہوتا ہے کہ وہ فعل خدا کے ارادہ سے مطابق نہیں ہوتا۔ خدا کی رضا اس کے برخلاف ہوتی ہے۔ ایسا شخص اپنے جذبات کے نیچے چلتا ہے۔ مثلاً غصہ میں آکر کوئی ایسا فعل اس سے سرزد ہو جاتا ہے جس سے مقدمات بن جایا کرتے ہیں۔ فوجداریاں ہو جاتی ہیں مگر اگر کسی کا یہ ارادہ ہو کہ بلا استصواب کتاب اللہ اس کا حرکت و سکون نہ ہوگا اور اپنی ہر ایک بات پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرے گا تو یقینی امر ہے کہ کتاب اللہ مشورہ دے گی۔ جیسے فرمایا: وَلَا رَطۡبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ۝ (الانعام: 60) سو اگر ہم یہ ارادہ کریں کہ ہم مشورہ کتاب اللہ سے لیں گے تو ہم کو ضرور مشورہ ملے گا۔ لیکن جو اپنے جذبات کا تابع ہے وہ ضرور نقصان ہی میں پڑے گا۔ بسا اوقات وہ اس جگہ مواخذہ میں پڑے گا۔ سو اس کے مقابل اللہ نے فرمایا کہ ولی جو میرے ساتھ بولتے چلتے کام کرتے ہیں۔ وہ گویا اس میں محو ہیں۔ سو جس قدر کوئی محویت میں کم ہے وہ اتنا ہی خدا سے دُور ہے لیکن اگر اس کی محویت ویسی ہی ہے جیسے خدا نے فرمایا تو اس کے ایمان کا اندازہ نہیں۔ اُن کی حمایت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنۡ عَادَلِیۡ وَلِیًّا فَقَدۡ اٰذَنۡتُہٗ بِالۡحَرۡبِ (الحدیث) جو شخص میرے ولی کا مقابلہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔ اب دیکھ لو کہ متقی کی شان کس قدر بلند ہے اور اس کا پایہ کس قدر عالی ہے۔ جس کا قرب خدا کی جناب میں ایسا ہے کہ اس کا ستایا جانا خدا کا ستایا جانا ہے تو خدا اس کا کس قدر معاون و مددگار ہوگا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 8 تا 10 ایڈیشن 2003)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بورڈ بدر قادیان

2013ء اور 2014ء میں جماعت احمدیہ عالمگیر پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کا ایمان افروز تذکرہ

ریویو آف ریلیجنز، موازنہ مذاہب، وکالت اشاعت (ترسیل) اور وکالت تعمیل وتنفیذ (بھارت، نیپال، بھوٹان) کا تذکرہ

اس سال 2235 نمائشوں کے ذریعہ 5 لاکھ 81 ہزار افراد تک اور 11047 بک سٹال اور 226 بک فیئرز میں شمولیت کے ذریعہ 80 لاکھ سے زائد افراد تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا۔ نمائشوں، بک سٹالز اور بک فیئرز کے بعض ایمان افروز واقعات وتاثرات کا بیان

اس سال 1550 اخبارات نے 3826 جماعتی مضامین، آرٹیکلز اور خبریں وغیرہ شائع کیں
جن کے قارئین کی مجموعی تعداد 55 کروڑ 14 لاکھ 65 ہزار بنتی ہے

اس سال مجموعی طور پر ایک کروڑ 34 لاکھ سے زائد لیفلیٹس تقسیم ہوئے۔ لیفلیٹس وفلائرز کی تقسیم کے دوران پیش آمدہ دلچسپ واقعات

رشین ڈیسک، بنگلہ ڈیسک، فرنچ ڈیسک، چینی ڈیسک، ٹرکش ڈیسک اور عربی ڈیسک کی مساعی کا مختصر تذکرہ

ایم ٹی اے اور عربی پروگراموں کے بارہ میں لوگوں کے تاثرات۔ تحریک وقف نو۔ جماعتی ویب سائٹ، پریس اینڈ میڈیا آفس، ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی مساعی اور ایم ٹی اے کے ذریعہ سے بیعتوں کے ایمان افروز واقعات

جماعت احمدیہ انگلستان کے 48ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 30/اگست 2014ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی، (آلٹن) میں دوسرے دن بعد دوپہر کا خطاب

(قسط دوم)

ریویو آف ریلیجنز

ریویو آف ریلیجنز جس کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1902ء میں فرمایا تھا۔ اب یہ ریویو آف ریلیجنز انگلش میں یوکے، کینیڈا اور انڈیا سے پرنٹ ہوتا ہے۔ تیرہ ہزار سے زائد کاپیاں پرنٹ ہو کر دنیا بھر کے 83 ممالک میں بھیجی جاتی ہیں۔ ریویو کے سب سے زیادہ خریدار انڈیا میں ہیں۔ تین ہزار پانچ سو ان کی تعداد ہے۔ باقی ملکوں کو بھی کوشش کرنی چاہئے۔ کیونکہ انٹرنیٹ پر آجاتا ہے اس لئے لوگ خریدتے نہیں کہ مفت پڑھ لیں گے۔ غانا اور نائیجیریا نے اس کے خریداران کے حوالے سے نمایاں کوشش کی ہے۔ کینیڈا اور امریکہ کی پرنٹنگ اب کینیڈا منتقل کر دی گئی ہے۔ اسے کینیڈا اس لئے منتقل کیا گیا تھا کہ جلدی لوگوں تک پہنچ جائے گا لیکن شکایات یہ موصول ہو رہی ہیں کہ یہاں سے جلدی پہنچ جاتا تھا وہاں وہ وقت پہ پرنٹ ہی نہیں کر رہے۔ اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ امیر صاحب کینیڈا ابھی بیٹھے ہیں وہ اپنی ایک ٹیم بنائیں اور باقاعدہ کام کریں۔ دنیا آگے بڑھ رہی ہے۔ صرف ایک طرف توجہ دے کے یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم نے بڑے کام کر لئے۔ ہر میدان میں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

موازنۂ مذاہب

ماہنامہ رسالہ موازنہ مذاہب بھی بڑا اچھا رسالہ ہے اور سید میر محمود احمد صاحب ناصر اس کے ایڈیٹر ہیں۔ یہاں یوکے سے ہر ماہ شائع ہوتا ہے اور اس میں اچھے علمی تحقیقی مضامین ہوتے ہیں۔ اس کا سالانہ چندہ بیس پاؤنڈ ہے۔ اس کو بھی لوگوں کو پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

وکالت اشاعت ترسیل

اب ایک نئی وکالت اشاعت، ترسیل کے لئے بنائی گئی تھی کہ مرکز میں جو کتب شائع ہوتی ہیں ان کو مختلف ملکوں میں بھیجنا اور وہاں ان کی تقسیم اور فروخت کا انتظام کرنا۔ اس کے تحت دنیا کی تینتالیس مختلف زبانوں میں تین لاکھ باون ہزار پانچ سو اکسٹھ سے زائد کتب جماعت کی تبلیغی اور تربیتی ضروریات کے لئے بھجوائی گئیں۔ اسی طرح لندن کے علاوہ قادیان سے مختلف ممالک کی مرکزی اور ریجنل لائبریریوں کے لئے بھی پچاس ہزار سے زائد کی تعداد میں کتب مختلف ممالک میں بھجوائی گئیں۔ قادیان کا پریس بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا اچھا کام کر رہا ہے۔

وکالت تعمیل وتنفیذ (بھارت، نیپال، بھوٹان)

وکالت تعمیل وتنفیذ لندن کا انڈیا، نیپال، بھوٹان کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ نئی وکالت بھی یہاں قائم کی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے تحت بھی قادیان (انڈیا) اور نیپال اور بھوٹان کے کام ہو رہے ہیں۔ اور کافی وسیع طور پر پریس کا کام بھی، تبلیغ کا کام بھی اور قادیان میں دوسرے کام بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو رہے ہیں۔

رقیم پریس

رقیم پریس اور افریقن ممالک کے جو پریس ہیں ان کے ذریعہ چھپنے والی کتب اور رسائل کی تعداد چار لاکھ نوّے ہزار ہے۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں لندن سے بھی کام ہو رہا ہے اور افریقہ کے آٹھ ممالک گھانا، نائیجیریا، سیرالیون، گیمبیا، آئیوری کوسٹ، برکینا فاسو کینیا اور تنزانیہ میں بھی یہ پریس کام کر رہے ہیں۔

نمائشیں، بک سٹالز و بک فیئرز

اس سال نمائشیں اور بک سٹالز اور بک فیئرز کے ذریعہ انہوں نے جو خاص پروگرام بنائے ان میں 2235 نمائشوں کے ذریعہ پانچ لاکھ اکیاسی ہزار افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا اور 11047 بک سٹال اور 226 بک فیئرز میں شمولیت کے ذریعے اسّی لاکھ سے اوپر افراد تک پیغام حق پہنچا۔

نمائشوں کے بارے میں تاثرات

مالی سے امیر صاحب لکھتے ہیں۔ فروری 2013ء میں سِیکاسُو (Sikasso) شہر میں جماعت احمدیہ مالی کو قرآن کریم کی ایک خوبصورت نمائش لگانے کی توفیق ملی۔ اس نمائش میں شہر کی بڑی تعداد شامل ہوئی۔ اس میں ایک پروفیسر شامل ہوئے جو افریقہ کے علاوہ مختلف ممالک میں پڑھاتے رہے ہیں اور جماعت احمدیہ سے شدید اختلاف رکھتے ہیں۔ نمائش کے دیکھنے کے بعد ان کے یہ تاثرات تھے کہ گو کہ میں جماعت احمدیہ کے عقائد سے اختلاف رکھتا ہوں لیکن قرآن کریم، اسلام اور انسانیت کی جو خدمت پوری دنیا میں احمدیت کر رہی ہے باقی تمام مسلمان اپنے تمام وسائل کے باوجود اس کا عشر عشیر بھی نہیں کر رہے۔

پھر امیر صاحب ماریشس لکھتے ہیں کہ تین جگہوں پر قرآن کریم کی نمائشوں کا انعقاد کیا گیا اور مختلف افراد نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا کہ ہم نے ایسی خوبصورت نمائش کبھی نہیں دیکھی۔ پہلی مرتبہ قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم سے آگاہی ہوئی ہے۔ اسلام کا ایک خوبصورت چہرہ دیکھنے کو ملا ہے۔ یہی اصل اسلام ہے۔

پھر مالی سے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک سکول کے ڈائریکٹر نے نمائش کے دیکھنے کے بعد اپنے تاثرات میں لکھا کہ: ’’عام طور سے یہ دیکھا گیا ہے کہ ہر فرقہ اور مذہب سے تعلق رکھنے والے افراد اپنے مذہبی رہنماؤں کی کتابوں کو پرنٹ کرنا اور ترجمہ کروانا کافی سمجھتے ہیں جس سے پتا چلتا ہے کہ ان کا اصلی پیشوا کون ہے؟ جماعت احمدیہ کی طرف سے قرآن کریم اس قدر زبانوں میں پرنٹ کرنا بتاتا ہے کہ ان کا حقیقی پیشوا اور رہنما قرآن ہے اور قرآن کی اس خدمت میں بلاشبہ یہ جماعت تمام اسلامی فرقوں سے آگے ہے‘‘۔

اس طرح اور بہت سارے لوگ ہیں جنہوں نے تاثرات پیش کئے۔

بُک فیئرز اور بُک سٹالز کے بعض ایمان افروز واقعات

بک فیئرز اور بُک سٹالز کے ذریعہ بعض ایمان افروز واقعات ہوئے۔ ٹوکیو انٹرنیشنل بک فیئر کے موقع پر 3/جولائی 2014ء کو جاپان کے سعودی سفارت خانے میں متعین ایک اعلیٰ سعودی شخصیت ہمارے سٹال پر تشریف لائے۔ پہلے دن انہوں نے ابتدائی تعارف کے بعد کچھ کتابیں حاصل کیں اور کہنے لگے کل تفصیلی بات کرنے کے لئے آنا چاہتا ہوں۔

(باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

اس زمانے کے حَکَم اور عدل نے واضح فرمادیا کہ سوائے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں کی نفی کرنے والے احکامات کے عموماً دنیاوی احکامات میں ایک مومن کا کام ہے کہ وہ مکمل طور پر ملکی قوانین کی پابندی کرے۔ اگر یہ سنہری اصول اس وقت کے مسلمان بھی اپنالیں کہ حکومت وقت سے لڑنا نہیں ہے تو بہت سے ملکوں میں جو فساد کی صورتحال ہے اس میں بہت حد تک سکون آسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو اور پھر اولوا الامر یعنی اپنے سرداروں، حکومت وغیرہ کی اطاعت کرو۔ اس میں حکومتی نظام بھی آجاتا ہے اور نظامِ جماعت بھی آجاتا ہے۔ اور خلافت کی اطاعت تو ان دونوں سے اوپر ہے کیونکہ خلافت اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو ہی قائم کرتی ہے۔ اور نظام جماعت خلافت کے تابع ہے۔ مَیں نے کہا کہ خلافت کی اطاعت حکومت سے بھی اوپر ہے تو کسی قسم کی غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے۔ خلیفۂ وقت ملکی قوانین کی سب سے زیادہ پابندی کرتا ہے، کرنے والا ہے اور کروانے والا ہے۔

ہم پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ خلافت کا نظام ہم میں جاری ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف لوٹانے کے بارے میں مختلف فرقوں اور فقہاء کی اپنی اپنی تشریح ہے، تفسیریں ہیں اور بعض ایسی ہیں جو معاملوں کو سلجھانے کے بجائے الجھانے والی ہیں اور الجھا سکتی ہیں۔ اسی طرح حکومت وقت کے ساتھ معاملات میں بھی مختلف نظریات مختلف مسائل پیدا کر سکتے ہیں۔ پس ایک اجتہاد اور فیصلہ خلافت کے تابع رہ کر ہی ہوسکتا ہے اور اس بات پر احمدی جتنا بھی شکر کریں وہ کم ہے۔ اور اس شکر کا اظہار خلافت کی مکمل اطاعت سے ہی ہوسکتا ہے۔

حکومت وقت کی اطاعت سے امن اور سکون تو پیدا ہوگا لیکن روحانی روشنی اور لذّت روحانی نظام کی اطاعت میں ہی ہے۔

بیعت کا تو مفہوم ہی اطاعت میں اپنے آپ کو فنا کرنا ہے۔ اور یہ مفہوم اتنا بلند ہے کہ دنیوی امور میں فرمانبرداری اس کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کو ہر وقت سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ قوم بننے کے لئے یگانگت اور فرمانبرداری انتہائی ضروری ہے اور اس کے بغیر گراوٹ اور تنزل ہی ہوگا۔

بیعت کے معیار کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں اطاعت کا جذبہ ہے لیکن بعض ایسے بھی ہیں جب کسی عہدہ سے ہٹایا جائے تو سوال ہوتا ہے کیوں ہٹایا گیا ہے؟ کس لئے ہٹایا گیا ہے؟ کیا کمی تھی ہم میں؟

یہ ایک احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کا ایسا نمونہ بنیں جو دنیا کی توجہ اپنی طرف کھینچنے والا ہو۔ اور یہی وہ حربہ ہے جس سے ہم دنیا کے دل جیت سکتے ہیں

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 05؍دسمبر 2014ء بمطابق 05 فتح 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل 26 دسمبر 2014 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (النساء:60)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حُکّام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں اولوا الامر سے اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو اگر فی الحقیقت تم اللہ پر اور یومِ آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر طریق ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

پس اس آیت میں ایک حقیقی مومن کے بارے میں ایک اصولی بات بیان فرما دی کہ اس نے اپنے اطاعت کے وصف کو نمایاں کرنا ہے، نکھار کر دکھانا ہے، چاہے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو، اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت ہو یا حکام کی اطاعت ہو۔ ہاں اگر حکومت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے واضح حکم کے خلاف کوئی حکم دے تو پھر بہر حال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم مقدّم ہے۔ لیکن اگر مذہبی معاملات میں دخل اندازی نہیں ہے تو پھر حُکّام چاہے مسلم ہوں یا غیر مسلم ان کی اطاعت ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’قرآن میں حکم ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ اب اولی الامر کی اطاعت کا صاف حکم ہے۔ اور اگر کوئی کہے کہ گورنمنٹ مِنْکُمْ میں داخل نہیں۔ تو یہ اُس کی صریح غلطی ہے۔ گورنمنٹ جو بات شریعت کے موافق کرتی ہے۔ وہ مِنْکُمْ میں داخل ہے۔ جو ہماری مخالفت نہیں کرتا۔ وہ ہم میں داخل ہے۔‘‘

فرمایا: ’’اشارۃ النص کے طور پر قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنی چاہئے۔‘‘ یعنی صاف طور پر ظاہر ہے۔ اس آیت میں قرآن کریم سے بڑا واضح ہے اشارہ ہے ’’کہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنی چاہئے۔‘‘ (رسالہ الانذار صفحہ 69 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 2 صفحہ 246)

پس اس زمانے کے حَکَم اور عدل نے واضح فرما دیا کہ سوائے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں کی نفی کرنے والے احکامات کے عموماً دنیاوی احکامات میں ایک مومن کا کام ہے کہ وہ مکمل طور پر ملکی قوانین کی پابندی کرے۔ اگر یہ سنہری اصول اس وقت کے مسلمان بھی اپنا لیں کہ حکومت وقت سے لڑنا نہیں ہے تو بہت سے ملکوں میں جو فساد کی صورتحال ہے اس میں بہت حد تک سکون آ سکتا ہے۔ بہرحال اس وقت میں اس بحث میں پڑے بغیر کہ حکمرانوں کا کتنا قصور ہے اور فساد پیدا کرنے والے گروہوں کا کتنا قصور ہے اور اس وجہ سے مُسلم اُمّہ کس حد تک متاثر ہو رہی ہے، مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس آپ کے سامنے رکھوں گا۔ کافی لمبا اقتباس ہے جو اطاعت کے معیار، اطاعت کی اہمیت، اطاعت نہ کرنے کے نقصانات اور اسلام کے پھیلنے میں اطاعت کے کردار وغیرہ پہلوؤں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اس زمانے میں احمدی ہی اس بات کا صحیح اظہار کر سکتے ہیں یا اطاعت کا صحیح اظہار کر سکتے ہیں اور دنیا کو دکھا سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے وقار کو کس طرح قائم کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال اپنے عملی نمونے پہلے ہیں۔ پہلے اپنے اطاعت کے معیاروں کو بلند کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’یعنی اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدُوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی۔ اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحّدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملّیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرماں برداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔ اور اگر اختلاف رائے اور پھوٹ رہے تو پھر سمجھ لو کہ یہ ادبار اور تنزل کے نشانات ہیں۔‘‘ (پھر زوال ہی زوال ہے۔ فرمایا) ’’مسلمانوں کے ضعف اور تنزل کے منجملہ دیگر اسباب کے باہم اختلاف اور اندرونی تنازعات بھی ہیں۔ پس اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی تو سرّ ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ بڑے بڑے اہل الرائے تھے خدا نے ان کی بناوٹ ایسی ہی رکھی تھی وہ اصول سیاست سے بھی خوب واقف تھے کیونکہ آخر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام خلیفہ ہوئے اور ان میں سلطنت آئی تو انہوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بارگراں کو سنبھالا ہے اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کیسی قابلیت تھی۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپ نے کچھ فرمایا اپنی تمام راؤں اور دانشوں کو اس کے سامنے حقیر سمجھا۔ اور جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی کو واجب العمل قرار دیا۔ ان کی اطاعت میں گمشدگی کا یہ عالم تھا کہ آپ کے وضو کے بقیہ پانی میں برکت ڈھونڈھتے تھے اور آپ کے لب مبارک کو متبرّک سمجھتے تھے۔ اگر ان میں یہ اطاعت، یہ تسلیم کا مادہ نہ ہوتا بلکہ ہر ایک اپنی ہی رائے کو مقدم سمجھتا اور پھوٹ پڑ جاتی تو وہ اس قدر مراتب عالیہ کو نہ پاتے۔ میرے نزدیک شیعہ سنّیوں کے جھگڑوں کو چکا دینے کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہے کہ صحابہ کرام میں باہم پھوٹ، ہاں باہم کسی قسم کی پھوٹ اور عداوت نہ تھی کیونکہ ان کی ترقیاں اور کامیابیاں اس امر پر دلالت کر رہی ہیں کہ وہ باہم ایک تھے اور کچھ بھی کسی سے عداوت نہ تھی۔ ناسمجھ مخالفوں نے کہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا۔ مگر میں کہتا ہوں یہ صحیح نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دل کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہو کر بہ نکلی تھیں یہ اس اطاعت اور اتحاد کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے دوسرے دلوں کو تسخیر کر لیا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ وہ تلوار جو اُن کو اٹھانی پڑی وہ صرف اپنی حفاظت کے لئے تھی ورنہ اگر وہ تلوار نہ بھی اٹھاتے تو یقیناً وہ زبان ہی سے دنیا کو فتح کر لیتے۔‘‘ فرماتے ہیں: ’’سخن کز دل بروں آید نشیند لا جرم بر دل‘‘۔ یعنی وہ بات جو دل سے نکلتی ہے۔ نشیند لا جرم بر دل۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ دل پر ضرور اثر کرتی ہے۔ جو بات دل سے نکلے وہ دل پر ضرور اثر کرتی ہے۔

فرماتے ہیں: ’’انہوں نے ایک صداقت اور حق کو قبول کیا تھا اور پھر سچے دل سے قبول کیا تھا۔ اس میں کوئی تکلف اور نمائش نہ تھی۔ ان کا صدق ہی ان کی کامیابیوں کا ذریعہ ٹھہرا۔ یہ سچی بات ہے کہ صادق اپنے صدق کی تلوار ہی سے کام لیتا ہے۔ آپ (پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم) کی شکل وصورت جس پر خدا پر بھروسہ کرنے کا نور چڑھا ہوا تھا اور جو جلالی اور جمالی رنگ کو لئے ہوئے تھی۔ اس میں ہی ایک کشش اور قوت تھی کہ وہ بے اختیار دلوں کو کھینچ لیتے تھے۔ اور پھر آپ کی جماعت نے اطاعت الرسول کا وہ نمونہ دکھایا اور اس کی استقامت ایسی فوق الکرامت ثابت ہوئی کہ جو اُن کو دیکھتا تھا وہ بے اختیار ہو کر اُن کی طرف چلا آتا تھا۔ (اس نمونے کی جو انہوں نے دکھایا اور پھر مستقل مزاجی سے دکھاتے چلے گئے اس کی ہی کرامت تھی کہ جس نے اس کو دیکھا وہ بے اختیار ان کی طرف کِھنچا چلا آیا) غرض صحابہ کی سی حالت اور وحدت کی ضرورت اب بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعود کے ہاتھ سے تیار ہو رہی ہے اسی جماعت کے ساتھ شامل کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی۔ اور چونکہ جماعت کی ترقی ایسے ہی لوگوں کے نمونوں سے ہوتی ہے اس لئے تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو۔ باہم محبت اور اخوّت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی۔‘‘

(الحکم جلد 5 نمبر 5 مورخہ 10 فروری 1901ء صفحہ 1-2 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 2 صفحہ 246 تا 248)

اس ایک اقتباس میں آپ علیہ السلام نے بہت سی باتوں کی وضاحت فرما دی۔ پہلی بات تو یہ کہ جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو اور پھر اولوا الامر یعنی اپنے سرداروں، حکومت وغیرہ کی اطاعت کرو۔ اس میں حکومتی نظام بھی آ جاتا ہے اور نظامِ جماعت بھی آ جاتا ہے۔ اور خلافت کی اطاعت تو ان دونوں سے اوپر ہے کیونکہ خلافت اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو ہی قائم کرتی ہے۔ اور نظام جماعت خلافت کے تابع ہے۔ اور یہ خلافت کی خوبصورتی ہے کہ بعض دفعہ اگر نظام جماعت کو چلانے کے لئے مقرر کردہ کارکنوں اور افراد جماعت کے تعلق میں کوئی مسئلہ پیدا ہو جائے، کوئی تنازعہ پیدا ہو جائے تو خلیفہ وقت اسے دُور کرتا ہے۔ یہ اس کے فرائض میں شامل ہے۔ یہاں یہ بھی واضح ہو کہ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ خلافت کی اطاعت حکومت سے بھی اوپر ہے تو کسی قسم کی غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے۔ خلیفۂ وقت ملکی قوانین کی سب سے زیادہ پابندی کرتا ہے، کرنے والا ہے اور کروانے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔‘‘

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 493)

پس حکومت کے دنیاوی نظام کے اندر ایک روحانی نظام بھی چل سکتا ہے اور چلتا ہے اور ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس روحانی نظام کا حصہ ہیں اور امام الزمان کے نظام کو جاری کرنے کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے خلافت کا نظام بھی جاری فرمایا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی حکومت دلوں میں قائم کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اور تنازعہ کی صورت میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔

یہ بھی ہم پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ خلافت کا نظام ہم میں جاری ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف لوٹانے کے بارے میں مختلف فرقوں اور فقہاء کی اپنی اپنی تشریح ہے، تفسیریں ہیں اور بعض ایسی ہیں جو معاملوں کو سلجھانے کے بجائے الجھانے والی ہیں اور الجھا سکتی ہیں۔ اسی طرح حکومت وقت کے ساتھ معاملات میں بھی مختلف نظریات مختلف مسائل پیدا کر سکتے ہیں۔ پس ایک اجتہاد اور فیصلہ خلافت کے تابع رہ کر ہی ہو سکتا ہے اور اس بات پر احمدی جتنا بھی شکر کریں وہ کم ہے۔ اور اس شکر کا اظہار خلافت کی مکمل اطاعت سے ہی ہو سکتا ہے۔

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
Courtesy:
ALLADIN BUILDERS
e-mail: khalid@alladinbuilders.com
وَسِّعۡ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پھر یہ بھی فرمایا اور یہ بڑی اہم بات ہے کہ اطاعت اگر سچے دل سے کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت و روشنی آتی ہے اور یقیناً اس سے مراد روحانی نظام کی اطاعت ہے اور ہر ایک کے لئے اپنی اطاعت کے ماپنے کا یہ معیار ہے کہ کیا دل میں نور پیدا ہو رہا ہے۔ اطاعت سے روح میں لذت روشنی آ رہی ہے؟ اگر ہر ایک خود اس پر غور کرے تو وہ خود ہی اپنے معیار اطاعت کو پرکھ لے گا کہ کتنی ہے۔ کس قدر وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر رہا ہے۔ کس قدر وہ رسول کی اطاعت کر رہا ہے۔ اور کس قدر مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قائم کردہ نظام خلافت کی اطاعت کر رہا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد کوئی نور حاصل نہیں ہوتا تو آپ نے فرمایا اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ حکومت وقت کی اطاعت سے امن اور سکون تو پیدا ہوگا لیکن روحانی روشنی اور لذّت روحانی نظام کی اطاعت میں ہی ہے۔

پھر اپنے روحانی معیار کو بلند کرنے کے لئے ایک نکتہ آپ نے یہ بیان فرمایا کہ ”مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں جتنی اطاعت کی ہے“۔ انسان جتنے چاہے مجاہدات کرتا رہے لیکن اگر اطاعت نہیں تو نہ ہی انسان کو روحانی لذّت اور روشنی مل سکتی ہے، نہ زندگی کا سکون مل سکتا ہے۔ پس جو لوگ اپنی نمازوں اور عبادتوں پر بہت مان کر رہے ہوتے ہیں اور اطاعت سے باہر نکلتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث نہیں بن سکتے۔

پھر اطاعت کا معیار حاصل کرنے کے لئے ایک اہم بات آپ نے بیان فرمائی کہ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کرنا ضروری ہے۔ اپنے تکبّر کو مارنا ہوگا۔ اپنی انانیت پر چھری پھیرنی ہوگی۔ اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے موافق کرنا ہوگا تب ہی اطاعت کا معیار حاصل ہوگا۔ ورنہ آپ فرماتے ہیں اس کے بغیر اطاعت ممکن ہی نہیں۔

آپ نے فرمایا کہ بڑے بڑے موحّدوں کے دلوں میں بھی بُت بن سکتے ہیں۔ ایسے لوگ جو خدائے واحد کی عبادت کرنے والے ہیں یہ کہتے ہیں کہ ہم ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہیں۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد بقول اُن کے ان کے دل میں ہے۔ فرمایا کہ ان کے دلوں میں بھی بُت بن سکتے ہیں۔ بیشک ایک خدا کی عبادت کا دعویٰ ہو لیکن خود پسندی اور فخر کے بت دلوں میں بیٹھے ہوں گے جو ایک وقت میں پھر انسان کو ادنیٰ اطاعت سے بھی باہر نکال دیتے ہیں۔ بڑی بڑی باتیں تو ایک طرف رہیں۔

آپ نے واضح فرمایا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے سچی اطاعت کے بعد ہی اپنی عبادتوں کے وہ اعلیٰ ترین نتائج حاصل کئے جو ہمارے لئے آج نمونہ ہیں۔ اطاعت کس طرح ہونی چاہئے؟ ایک حدیث میں آتا ہے آپؐ نے یہ فرمایا کہ تمہارے اوپر اگر حبشی غلام بھی امیر مقرر کیا جائے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ منقّہ کے سر والا بھی اگر امیر مقرر کیا جائے یعنی اگر اس میں عقلی لحاظ سے کچھ کمیاں بھی ہوں تو اس کی بھی اطاعت کرو۔

(صحیح البخاری کتاب الاحکام باب السمع و الطاعۃ... حدیث نمبر 7142)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قومی ترقی کو بھی اطاعت سے باندھ کر واضح فرمایا کہ کوئی قوم قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملّیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہیں کریں گے۔ پس اس اصول کو اپنانا ہی ترقی کا راز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے کہ ترقی جماعت کے ساتھ رہنے، امام وقت کی باتیں سننے اور اطاعت سے ہی ملنی ہے۔ اس کے بغیر ترقی نہیں مل سکتی۔ آج اس اصل کو اگر مسلمان بھی سمجھ لیں تو ایک ایسی عظیم طاقت بن جائیں جس کا دنیا کی کوئی طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی۔ لیکن ہم جو احمدی کہلاتے ہیں ہمیں کامل فرمانبرداری کے معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اطاعت کو روحانی جماعتوں کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے انجام کے لحاظ سے بہترین کہا ہی ہوا ہے۔ اور یہ تو ہے ہی کہ جب اطاعت کریں گے تو انجام بہتر ہوگا جس سے انقلاب پیدا ہوگا۔ لیکن دنیاوی نظاموں میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ فرمانبرداری کی روح کیسے کیسے انوکھے کام دکھاتی ہے۔

نپولین کے بارے میں ہم تاریخ میں دیکھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے فرانس کو ایسے وقت میں سنبھالا جب وہ اپنے عروج سے زوال کی طرف جا رہا تھا۔ نیچے نیچے گر رہا تھا۔ ملک کی حالت خراب سے خراب تر ہو رہی تھی۔ نپولین نے لوگوں سے کہا کہ جب تک تم میں تفرقہ اور پھاڑ ہے تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اگر تم اطاعت اور فرمانبرداری کا مادہ اپنے اندر پیدا کرو تو تم جیت جاؤ گے، ترقیاں حاصل کرو گے، اپنا مقام حاصل کر لو گے۔ چنانچہ ایسی روح اس نے پیدا کی کہ جو اس کے اردگرد تھے، ہر بات ماننے والے تھے، جو ملک کے خیرخواہ لوگ تھے انہوں نے اس کی بات مان لی اور اس کے اردگرد جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اسی کو اپنا لیڈر بنا لیا اور اطاعت اور فرمانبرداری کا بہترین نمونہ دکھایا۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ ایسا نمونہ دکھایا کہ اس نے نپولین کی اپنی زندگی کو بھی بدل دیا۔ باوجود اس کے کہ خود اس کو اطاعت کے لئے کہا جاتا تھا جب عملی طور پر اس کے سامنے اطاعت آئی تب اس نے اپنے آپ میں مزید انقلاب پیدا کیا۔

بہرحال ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ایک بڑی جنگ کے بعد نپولین ہار گیا اور اٹلی کے ایک جزیرے میں قید کر دیا گیا۔ وہاں کچھ وقت کے بعد کچھ لوگوں کی مدد سے آزاد ہوا۔ دوبارہ فرانس کے ساحل پر آیا۔ اس وقت تک فرانس میں نئی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ نیا نظام تھا۔ بادشاہ نے پادریوں کو بلا کر ان کے ذریعہ جرنیلوں اور سپاہیوں سے بائبل پر ہاتھ رکھوا کر قسمیں لی تھیں۔ یہ عہد لیا تھا کہ وہ نئی حکومت کی اطاعت اور فرمانبرداری کریں گے۔ بادشاہ نے بائبل پر ہاتھ رکھوا کر قسمیں اس لئے لی تھیں کہ اس کو پتا تھا کہ نپولین نے لوگوں میں اطاعت اور فرمانبرداری کی ایسی روح پیدا کر دی ہے کہ اگر وہ واپس آ گیا تو لوگ پھر اس کے ساتھ مل جائیں گے۔ نپولین جب کسی طریقے سے قید سے رہا ہو گیا اور کچھ ساتھیوں نے اس کی مدد کی تو قید سے رہا ہو کر وہ واپس فرانس آیا۔ وہاں اس نے اپنے اردگرد ایسے لوگوں کو، زمینداروں کو، عام لوگوں کو اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ عوام میں سے جو اس کے وفادار تھے ان کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ وہ تجربہ کار فوجی نہیں تھے۔ اسلحہ بھی ان کے پاس اتنا نہیں تھا۔ بہرحال جب بادشاہ کو پتا لگا تو اس نے ایک جنرل کو فوج دے کر بھیجا کہ اس کو ختم کریں۔ اتفاقاً ان کا آمنا سامنا ایک ایسی جگہ ہو گیا جہاں ایک تنگ درّہ تھا۔ جہاں سے صرف آدمی کندھا ملا کر گزر سکتے تھے۔ نپولین نے اپنے فوجیوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ وہ آگے بڑھے لیکن حکومتی فوجیوں نے انہیں گولیوں کی بارش کر کے ختم کر دیا۔ پھر اس نے اور آدمی بھیجے۔ وہ بھی مارے گئے۔ ان کا بھی وہی انجام ہوا۔ آخر سپاہیوں نے کہا کہ آگے بڑھنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ دشمن سامنے ہے اور جگہ تنگ ہے۔ ادھر ادھر ہم ہو نہیں سکتے۔ اور پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے بائبل پر قسمیں کھائی ہیں کہ حکومت کا ساتھ دینا ہے اور نپولین کے سپاہیوں کو ختم بھی کرنا ہے۔ بہرحال ہم حملہ پوری طرح کر نہیں سکتے۔ درّہ چھوٹا ہے اور مارے جاتے ہیں۔ کیونکہ نپولین نے خود ہی ان حکومتی سپاہیوں میں بھی تربیت کر کے اطاعت اور فرمانبرداری کا جذبہ پیدا کیا تھا۔ اس نے اپنے سپاہیوں سے جو اَب اس کے ساتھ تھے کہا کہ ان سے جا کے درّہ میں کھڑے ہو کے کہو کہ نپولین کہتا ہے کہ راستہ چھوڑ دو۔ لیکن اس پر بھی حکومتی سپاہی گولیوں کی بوچھاڑ کرتے رہے کہ ہم نے بائبل پر قسمیں کھائی ہیں۔ اس لئے اب نپولین کا حکم نہیں مان سکتے۔ نپولین کو اس پر یقین نہ آیا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ میری ایسی تربیت ہے کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ میری بات نہ مانیں کیونکہ میں نے ہی ان میں فرمانبرداری کا مادہ پیدا کیا ہے، اطاعت کا مادہ پیدا کیا ہے۔ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میرے سپاہیوں پر گولیاں چلائیں۔ پھر اس نے بھیجا اور مزید آدمی مارے گئے۔ یہی انجام ہوا۔ آخر نپولین خود گیا کہ مَیں دیکھوں گا وہ کس طرح میری بات نہیں مانتے۔ چنانچہ وہ گیا اور اس نے کہا مَیں نپولین ہوں اور تم سے کہتا ہوں کہ راستہ چھوڑ دو۔ حکومتی فوج کے افسر نے کہا کہ اب وہ دن گئے۔ ہم نے نئی حکومت سے وفاداری کی قسم کھائی ہے۔ مگر نپولین کو یہ یقین تھا کہ فرمانبرداری کا سبق تو اس نے لوگوں کو دیا ہے اور یہ سبق اتنی جلدی یہ لوگ بھول نہیں سکتے۔ نپولین نے انہی حکومتی فوجیوں کو کہا کہ میری فوجوں نے تو بہرحال آگے جانا ہے۔ اگر تم میرا سکھایا ہوا سبق بھول گئے ہو تو لو مَیں سامنے کھڑا ہوں جس سپاہی کا دل چاہتا ہے وہ اپنے بادشاہ کے سینے میں گولی مار دے۔ میں ہی اب تک تم پر حکومت کرتا رہا ہوں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے بادشاہ کو مارنا ہے تو لو میں کھڑا ہوں تم میرے سینے میں گولی مارو۔ جب نپولین نے یہ کہا تو ان سپاہیوں کا جو پرانا وفاداری اور فرمانبرداری کا جذبہ تھا وہ واپس آ گیا۔ انہوں نے نپولین زندہ باد کا نعرہ لگایا اور دوڑ کر اس میں شامل ہو گئے بلکہ کہتے ہیں کہ ان میں سے بعض بچوں کی طرح رو رہے تھے۔ جب یہ خبر جنرل کو ملی جو فوج کے بڑے حصے کے ساتھ پیچھے تھا تو وہ آگے بڑھا کہ حملہ کرے۔ لیکن جب اس کے کان میں نپولین کی آواز پہنچی کہ تمہارا بادشاہ نپولین تمہیں بلاتا ہے تو وہ فوج اور جنرل بھی اپنا جو بعد کا اقرار تھا وہ بھول کر اس کے ساتھ شامل ہو گئے اور فرمانبرداری کا جو پہلا اقرار تھا اس پر قائم ہو گئے۔ بہرحال یہ نپولین کی کوششیں تھیں کہ فرانس کے شدید تفرقے کو دور کر کے اس نے فرمانبرداری کا جذبہ پیدا کر دیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ یہ مثال بیان کر کے فرماتے ہیں کہ نپولین یا اس جیسے دوسرے لیڈروں کے پاس تو خدا تعالیٰ کی وہ تائید نہیں تھی جو سچے مذہب کے پاس ہوتی ہے۔ لیکن پھر بھی انہوں نے انقلاب پیدا کیا۔ لیکن بیعت کرنے والوں کی تو مختلف صورت ہوتی ہے۔ بیعت کا تو مفہوم ہی اطاعت میں اپنے آپ کو فنا کرنا ہے۔ اور یہ مفہوم اتنا بلند ہے کہ دنیوی امور میں فرمانبرداری اس کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ گُر اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ایسا ہے کہ جب تک کوئی قوم اس

www.intactconstructions.org
وَسِّعْ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
Intact Constructions
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

پر عمل نہیں کرتی خواہ وہ سچے مذہب کی پابند ہو یا اس سے ناواقف، کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 509 تا 512)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کو ہر وقت سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ قوم بننے کے لئے یگانگت اور فرمانبرداری انتہائی ضروری ہے اور اس کے بغیر گراوٹ اور تنزل ہی ہوگا۔ اس بارے میں قرآن کریم نے بھی ہمیں واضح فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا۔ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا۔ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ (آل عمران: 104) یعنی اللہ کی رسّی کو سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچالیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے۔ لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی کہ اس واضح ارشاد کے باوجود تفرقہ کی انتہا تک پہنچے ہوئے ہیں اور اپنے اوپر جو انعامات ہوئے تھے ان کو بھلا بیٹھے ہیں اور ادبار اور تنزّل کی انتہاؤں کو اس وجہ سے چھو رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے اس وقت مسلمانوں کی یہ حالت تھی جیسا کہ آپ نے فرمایا اور اب تو اس کی انتہا ہوئی ہوئی ہے۔ اس زمانے کی نسبت اب تو یہ انتہا کو پہنچی ہوئی ہے لیکن سمجھتے نہیں ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اختلاف رائے چھوڑ دو اور ایک کی اطاعت کرو یعنی زمانے کے امام کی اطاعت کیونکہ اس زمانے میں وہ ایک جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے طور پر بھیجا ہے وہ مسیح موعود ہی ہیں تو فرمایا کہ پھر دیکھو کہ کس طرح ہر کام میں برکت پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اور یہی بات ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں بھی ملتی ہے۔ اور جب تک یہ وحدت قائم نہیں ہو گی نہ خدا تعالیٰ ملے گا نہ دوسری کامیابیاں مل سکیں گی۔ خدا تعالیٰ بھی انہی کو ملتا ہے، توحید کا صحیح ادراک بھی انہیں ہی ہوتا ہے جن میں وحدت ہوتی ہے۔

پس ہمیں بھی صرف اس بات پر راضی نہیں ہو جانا چاہئے کہ ہم نے بیعت کر لی۔ بیعت کے معیار کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اور وہ ہے جیسا کہ بیعت کے لفظ سے پتا لگتا ہے بک جانا۔ اور تبھی خدا تعالیٰ کے فضلوں کے بھی ہم وارث بنیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال دے کر اور دوسرے صحابہ کا عمومی ذکر کر کے یہ بتایا کہ یہ لوگ صائب الرائے اور دنیاوی اور سیاسی سوجھ بوجھ رکھتے تھے اور وقت آنے پر ان کی یہ خوبیاں ان پر ظاہر ہوئیں اور بڑے شاندار طریق پر انہوں نے حکومت چلائی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں لگتا تھا کہ انہیں کچھ پتا نہیں۔ مکمل اطاعت اور فرمانبرداری اور حکموں پر چلنا ان کا کام تھا۔ اپنی تمام راؤں اور دانشوں اور عقلمندیوں کو وہ لوگ انتہائی حقیر سمجھتے تھے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ ایک دن صحابہ نے کس طرح دنیا کی رہنمائی کی۔ یہی تربیت تھی جس نے خلافت راشدہ میں بھی اتحاد کے اعلیٰ ترین نمونے دکھائے۔

تاریخ میں جو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ کی دانشمندی، بےنفسی اور قومی مفاد کو پیش نظر رکھنے کا ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک جنگ کے دوران حضرت ابوعبیدہ کو حضرت عمر کا خط ملا جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا ذکر تھا اور حضرت عمر نے حضرت خالد بن ولید کو معزول کرتے ہوئے حضرت ابوعبیدہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد کو وسیع تر قومی مفاد کے پیش نظر اس وقت تک اس کی اطلاع نہیں کی جب تک اہل دمشق کے ساتھ صلح نہیں ہو گئی۔ اور جو معاہدہ صلح تھا اس پر آپ نے حضرت خالد بن ولید سے دستخط کروائے۔ حضرت خالد بن ولید کو بعد میں پتا چلا کہ مجھے تو معزول کر دیا گیا تھا اور ان کو سپہ سالار بنایا گیا تھا تو انہوں نے شکوہ کیا مگر آپ ٹال گئے اور ان کے کارناموں کی تعریف کرتے ہوئے انہیں مطمئن کر دیا۔ اسلامی جرنیل حضرت خالد بن ولید نے اس موقع پر اطاعتِ خلافت کا انتہائی شاندار نمونہ دکھاتے ہوئے کہا کہ لوگو! تم پر اس اُمّت کے امین امیر مقرر ہوئے ہیں۔ (حضرت ابوعبیدہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امین کے لقب کا خطاب دیا تھا۔) حضرت ابوعبیدہ نے جواب میں کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ خالد خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اور قبیلے کا بہترین نوجوان ہے۔

(تاریخ الطبری جزء 4 صفحہ 82 ثم دخلت سنۃ ثلاث عشر...... صفحہ 242 ثم دخلت سنۃ سبع عشرۃ...... دارالفکر بیروت لبنان 2002ء)

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 751 مسند خالد بن ولید حدیث نمبر 16947، 16948 عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس یہ تھا خوشدلی سے خلیفہ وقت کے فیصلے کو ماننا۔ آج بھی بعض دفعہ ایسے واقعات ہو جاتے ہیں۔ عموماً تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں اطاعت کا جذبہ ہے لیکن بعض ایسے بھی ہیں۔ جب کسی عہدہ سے ہٹایا جائے تو سوال ہوتا ہے کیوں ہٹایا گیا ہے؟ کس لئے ہٹایا گیا ہے؟ کیا کمی تھی ہم میں؟ اگر یہ نمونے اپنے سامنے رکھیں جو تاریخ ہمیں دکھاتی ہے تو کبھی اس قسم کے سوال نہ اٹھیں۔ بہرحال ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ آج بھی وہی قرآن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں۔ اسی رسول کی ہم پیروی کرتے ہیں جس نے ہماری رہنمائی کی ہے اور احادیث کی کتب میں ہمیں وہ رہنمائی مل بھی جاتی ہے۔ لیکن مسلمانوں کی حالت کیا ہے؟ یا آپس کا فتنہ و فساد ہے یا دنیا کے آگے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آج جو یہ پھوٹ ہے اور شیعہ سنّی کے جھگڑے ہیں، (بلکہ اب تو اور بھی مزید تقسیمیں ہو گئی ہیں)، یہ اطاعت سے باہر نکلنے کی وجہ سے ہی ہیں۔ یہ زوال ہے اگر آج آپس میں ایک ہو جائیں تو یہ اعتراض بھی مخالفین کے ختم ہو جائیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا تھا۔ صحابہ کی یگانگت اور اطاعت ایسی تھی کہ اس نے دلوں کو فتح کر لیا تھا۔ پس اس اتحاد کی ضرورت ہے اور خاص طور پر مسیح موعود کی جماعت کو، آپ نے اپنی جماعت کو توجہ دلائی کہ تم صحابہ کا نمونہ پیدا کرو تا کہ تمہاری سچائی کی تلوار دشمنوں کو کاٹتی چلی جائے۔ اور یہ اس وقت ہوگا جب کامل اطاعت اور فرمانبرداری ہم میں سے ہر ایک میں پیدا ہوگی۔ ہر ایک اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت ہوگی تو اس نور سے بھی حصہ ملے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا۔

پس یہ ایک احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ کا ایسا نمونہ بنیں جو دنیا کی توجہ اپنی طرف کھینچنے والا ہو۔ اور یہی وہ حربہ ہے جس سے ہم دنیا کے دل جیت سکتے ہیں، جس سے ہم دنیا کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا کے ڈال سکتے ہیں، جس سے ہم دنیا کی رہنمائی کر سکتے ہیں، جس سے ہم دنیا کے فسادوں کو ختم کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے کہا ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے احکام قرآن کریم کی صورت میں موجود ہیں جو ہمارے لئے قابل اطاعت ہیں اور قابل عمل ہیں۔ ہمارے پاس اُسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے جس کی اطاعت کرنا ہم پر فرض کیا گیا ہے۔ ہمارے اندر اولی الامر کا روحانی نظام بھی موجود ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے میں اور دوسروں میں ایک نمایاں امتیاز پیدا نہ کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور جو توقعات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے رکھی ہیں ہم ہمیشہ ان کو پورا کرنے والے ہوں۔ ❁

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''انسان اصل میں اُنسان سے ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے۔ ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے۔'' (ملفوظات جلد 2 صفحہ 5 ایڈیشن 2003)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری۔ صدر و امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

وَسِّعْ مَكَانَكَ الہام حضرت مسیح موعود
RAICHURI CONSTRUCTIONS
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985
EMAIL:RAICHURI.CONSTRUCTION@GMAIL.COM
B/007,ITKAR SOC ,SURESH NAGAR ,R.T.O .
ANDHERI (WEST) ,MUMBAI - 400056.
MAQBOOL AHMED: 09987652552 / 09664334252

نیو اشوک جیولرز قادیان
New Ashok Jewellers
Main Bazar, Qadian Dt. Gurdaspur, Punjab
9815156533, 8054650500, 01872-221731
E-mail: newashokjewellers007@gmail.com

خطبہ جمعہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیّبہ سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ بعض واقعات کا تذکرہ

ان واقعات سے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام و مرتبہ اور آپ کے ساتھ تائیدات الٰہی کا بھی پتہ چلتا ہے

نشانات کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ کیپٹن ڈگلس کے نواسے نے مجھے پیغام بھجوایا کہ مَیں بیعت کرنی چاہتا ہوں۔

مارٹن کلارک کے پڑپوتے نے یہاں (جلسہ پر) آ کے واضح طور پر اعلان کیا تھا کہ میرا پردادا غلط تھا اور حضرت مرزا صاحب سچے تھے۔

یہ باتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل ہیں اور آپ کے بعد جاری خلافت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کی دلیل ہیں اور ہمارے ایمانوں میں اضافہ کرنے والی ہیں

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 12 دسمبر 2014ء بمطابق 12 فتح 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل 2 جنوری 2015 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج بھی میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت کے بعض واقعات پیش کروں گا۔ چاہے ہمارے علم میں پہلے بھی ہوں لیکن حضرت مصلح موعود جس طرح بیان فرماتے ہیں اس سے بعض باتیں مختلف زاویوں سے سامنے آتی ہیں اور اس سے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام و مرتبہ اور آپ کے ساتھ تائیدات الٰہی کا ایک اور رنگ میں بھی پتا چلتا ہے۔

سورۃ یونس کی آیت سترہ میں جو اصول اللہ تعالیٰ نے نبی کی صداقت کا بیان فرمایا ہے کہ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ یعنی پس پہلے مَیں تمہارے درمیان ایک لمبی عمر گزار چکا ہوں۔ کیا تم عقل نہیں کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ یہ کہیں یا آپؐ نے کفار کو یہ کہا۔ بہر حال یہ ایک اصول ہے نبی کی صداقت کا کہ جو اس کا ماضی ہے وہ اس کی زندگی کو ظاہر کرتا ہے۔

حضرت مصلح موعود ایک جگہ اپنی تقریر میں فرماتے ہیں۔ یہ تقریر کا موقع بھی اس طرح پیدا ہوا کہ قادیان میں مخالفین کے بعض بڑے بڑے مخالف علماء جمع ہوئے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بڑی دشنام طرازیاں کیں، بڑی تقاریر کیں اور بڑا منصوبہ کر کے وہ جلسہ انہوں نے منعقد کیا اور ارادہ ان کا یہ تھا کہ فساد پیدا کیا جائے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ وہ فساد تو نہ کر سکے لیکن انہوں نے جو بھی دریدہ دہنی کی جا سکتی تھی، گند بکا جا سکتا تھا بکا۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک جلسہ منعقد کیا یا کہنا چاہئے کہ ایک اجلاس کی صورت تھی جہاں آپ نے ان اعتراض کرنے والوں کے اعتراضات کے جواب بھی دیئے اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ثابت کی۔

بہر حال وہ ساری باتیں تو نہیں، ایک آدھ اقتباس مَیں اس میں سے لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ: ''حضرت مرزا صاحب کی دعوے سے پہلے کی زندگی کو دیکھتے ہیں تو آپ نے یہاں کے ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں کو بار بار باعلان یہ فرمایا کہ کیا تم میری پہلی زندگی پر کوئی اعتراض کر سکتے ہو؟ مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی بلکہ آپ کی پاکیزگی کا اقرار کرنا پڑا''۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ۔ اس کے تحت ہر ایک نے یہ گواہی دی کہ آپ کی پہلی زندگی بالکل پاک تھی یا کم از کم اعتراض نہیں اٹھا سکے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ مولوی محمد حسین بٹالوی جو بعد میں سخت ترین مخالف ہو گیا اس نے اپنے رسالے میں آپ کی زندگی کی پاکیزگی اور بے عیب ہونے کی گواہی دی اور مسٹر ظفر علی خان کے والد نے اپنے اخبار میں آپ کی ابتدائی زندگی کے متعلق گواہی دی کہ بہت پاکباز تھے۔ پس جو شخص چالیس سال تک بے عیب رہا اور اس کی زندگی پاکباز رہی وہ کس طرح راتوں رات کچھ کا کچھ ہو گیا اور بگڑ گیا۔ علمائے نفس نے مانا ہے کہ ہر عیب اور اخلاقی نقص آہستہ آہستہ پیدا ہوا کرتا ہے۔ (جو نفسیات کے ماہر ہیں وہ یہی کہتے ہیں کہ جو اخلاقی برائیاں ہیں وہ آہستہ آہستہ پیدا ہوتی ہیں) ایک دم کوئی تغیر اخلاقی نہیں ہوتا ہے۔ پس دیکھو کہ آپ کا ماضی کیسا بے عیب اور بے نقص اور روشن ہے'' کہ کسی کو جرأت نہیں ہوئی۔

(معیار صداقت۔ انوار العلوم جلد 6 صفحہ 61)

پھر اللہ تعالیٰ سورۃ مومن فرماتا ہے میں کہ إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا (المومن: 52) کہ ہم اپنے رسول کی مدد فرماتے ہیں۔ یہ مدد ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کس طرح دیکھتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ ''آپ کو طرح طرح سے مارنے کی کوشش کی گئی۔ لوگ مارنے پر متعین ہوئے جن کا علم ہو گیا اور وہ اپنے ارادے میں ناکام ہوئے۔ مقدمے آپ پر جھوٹے مقدمے اقدام قتل کے بنائے گئے۔ چنانچہ ڈاکٹر مارٹن کلارک نے جھوٹا مقدمہ اقدام قتل کا بنایا اور ایک شخص نے کہہ بھی دیا کہ مجھے حضرت مرزا صاحب نے متعین کیا تھا۔ مجسٹریٹ وہ جو اس دعوے کے ساتھ آیا تھا کہ اس مدعیٔ مہدویت و مسیحیت کو اب تک کسی نے پکڑا کیوں نہیں؟ مَیں پکڑوں گا مگر جب مقدمہ ہوتا ہے وہی مجسٹریٹ کہتا ہے کہ میرے نزدیک یہ جھوٹا مقدمہ ہے۔ بار بار اس نے یہی کہا اور آخر اس شخص کو عیسائیوں سے علیحدہ کر کے (جس نے الزام لگایا تھا) پولیس افسر کے ماتحت رکھا گیا اور وہ شخص رو پڑا اور اس نے بتا دیا کہ مجھے عیسائیوں نے سکھایا تھا اور خدا نے اس جھوٹے الزام کا قلع قمع کر دیا''۔ اس کی باقی تفصیل بعد میں مَیں آگے بیان کروں گا۔

فرماتے ہیں کہ ''اسی طرح ہماری جماعت کے پُرجوش مبلغ مولوی عمر دین صاحب شملوی اپنا واقعہ سنایا کرتے ہیں کہ وہ بھی اسی معیار پر پرکھ کر احمدی ہوئے ہیں۔ وہ سناتے ہیں کہ شملہ میں مولوی محمد حسین اور مولوی عبدالرحمن سیاح اور چند اور آدمی مشورہ کر رہے تھے کہ اب مرزا صاحب کے مقابلہ میں کیا طریق اختیار کرنا چاہئے۔ مولوی عبدالرحمن صاحب نے کہا کہ مرزا صاحب اعلان کر چکے ہیں کہ مَیں اب مباحثہ نہیں کروں گا۔ ہم اشتہار مباحثہ دیتے ہیں اگر وہ مقابلے پر کھڑے ہو جائیں گے تو ہم کہیں گے کہ انہوں نے جھوٹ بولا کہ پہلے تو اشتہار دیا تھا کہ ہم مباحثہ کسی سے نہ کریں گے اور اب مباحثے کے لئے تیار ہو گئے اور اگر مباحثے پر آمادہ نہ ہوئے تو ہم شور مچا دیں گے کہ دیکھو مرزا صاحب ہار گئے ہیں۔ اس پر مولوی عمر دین نے کہا کہ اس کی کیا ضرورت ہے۔ مَیں جاتا ہوں اور جا کر ان کو قتل کر دیتا ہوں۔ مولوی محمد حسین نے کہا کہ لڑکے! تجھے کیا معلوم یہ سب کچھ کیا جا چکا ہے۔ مولوی عمر دین صاحب کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ جس کی خدا اتنی حفاظت کر رہا ہے وہ خدا ہی کی طرف سے ہو گا۔ انہوں نے جب بیعت کر لی تو واپس جاتے ہوئے مولوی محمد حسین صاحب بٹالے کے سٹیشن پر ملے اور کہا تُو کدھر؟۔ انہوں نے کہا کہ قادیان بیعت کر کے آیا ہوں۔...... (مولوی صاحب کہنے لگے کہ) تُو بہت شریر ہے، تیرے باپ کو لکھوں گا۔ انہوں نے کہا کہ مولوی صاحب! یہ تو آپ ہی کے ذریعہ ہوا ہے جو کچھ ہوا ہے۔''

(معیار صداقت۔ انوار العلوم جلد 6 صفحہ 62-61)

پس مخالف مارنا چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کو بچاتا ہے۔ بلکہ دشمنی کرنے والا اگر نیک فطرت ہے تو وہ خود گھائل ہو کر جاتا ہے، خود اپنے دل کو بیچ کر جاتا ہے۔

میں نے پہلے مقدمہ قتل کا جو بتایا تھا یہ مقدمہ قتل عیسائیوں کی طرف سے ہوا تھا۔ اس کی تفصیل حضرت مصلح موعودؓ نے بیان کی ہے۔ یہ مارٹن کلارک کا مقدمہ تھا اور مولوی محمد حسین بٹالوی بھی اس میں گواہ کے طور پر پیش ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان کی ذلت کا سامان کیا۔ حضرت مصلح موعودؓ یہ لکھتے ہیں بلکہ خطبے میں ذکر کیا ہے کہ ”مارٹن کلارک نے عدالت میں یہ دعویٰ کیا کہ میرے قتل کے لئے مرزا صاحب نے ایک آدمی بھیجا ہے۔ مسلمانوں میں علماء کہلانے والے بھی اس کے ساتھ اس شور میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی تو اس مقدمے میں آپ کے خلاف شہادت دینے کے لئے بھی آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت بتا دیا تھا کہ ایک مولوی مقابل پر پیش ہو گا مگر اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرے گا لیکن باوجود اس کے کہ الہام میں اس کی ذلّت کے متعلق بتا دیا گیا تھا اور الہام کے پورا کرنے کے لئے خاص ظاہری طور پر جائز کوشش کرنا ضروری ہوتا ہے“ (لیکن ہوا کیا؟) حضرت مصلح موعود کہتے ہیں۔ ”مجھے خود مولوی فضل دین صاحب نے جو لاہور کے ایک وکیل اور اس مقدمے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیروی کر رہے تھے سنایا کہ جب میں نے ایک سوال کرنا چاہا جس سے مولوی محمد حسین صاحب کی ذلّت ہوتی تھی تو آپ علیہ السلام نے مجھے اس سوال کے پیش کرنے سے منع کر دیا۔ ...... مقدمات میں گواہوں پر ایسے سوالات کئے جاتے ہیں کہ جن سے ظاہر ہو کہ وہ بے حقیقت آدمی ہے۔ (کسی آدمی کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے بعض سوال کئے جاتے ہیں)۔ مولوی فضل دین صاحب نے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وہ سوالات سنائے جو وہ مولوی محمد حسین (صاحب) پر کرنا چاہتے تھے تو ان میں ایک سوال ...... سن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم ایسے سوال کو برداشت نہیں کر سکتے۔ مولوی فضل دین صاحب نے کہا کہ اس سوال سے آپ کے خلاف مقدمہ کمزور ہو جائے گا اور اگر یہ نہ پوچھا جائے تو آپ کو مشکل پیش آئے گی اس لئے کہ گواہ اپنے آپ کو مسلمانوں کا لیڈر ہونے کی حیثیت سے پیش کر رہا ہے اور ضروری ہے کہ ثابت کیا جائے کہ وہ ایسا معزز نہیں۔ مگر آپ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ نہیں۔ ہم اس سوال کی اجازت نہیں دے سکتے۔ مولوی فضل دین صاحب احمدی نہیں تھے بلکہ حنفی تھے اور حنفیوں کے لیڈر تھے۔ انجمن لقمانیہ وغیرہ کے سرگرم رکن تھے۔ اس لئے مذہبی لحاظ سے تعصب رکھتے تھے۔ مگر جب کبھی غیر احمدیوں کی مجالس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پر کوئی حملہ کیا جاتا تو وہ پرزور تردید کرتے اور کہتے کہ عقائد کا معاملہ الگ ہے لیکن مَیں نے دیکھا ہے کہ آپ کے اخلاق ایسے ہیں کہ ہمارے علماء میں سے کوئی بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور اخلاق کے لحاظ سے مَیں نے بھی ایسے ایسے مواقع پر ان کی آزمائش کی ہے کہ کوئی مولوی وہاں نہیں کھڑا ہو سکتا تھا جس مقام پر آپ (علیہ السلام) کھڑے تھے۔ اب دیکھو اِدھر گواہ کے ذلیل ہونے کا الہام ہے۔ اُدھر اس کی گواہی آپ (علیہ السلام) کو مجرم بناتی ہے۔ مگر جو بات اس کی (مجرم کی یا گواہ کی) پوزیشن کو گرانے والی ہے۔ (گواہ کی پوزیشن کو گرانے والی تھی) وہ آپ پوچھنے ہی نہیں دیتے۔ لیکن جس خدا نے قبل از وقت مولوی محمد حسین کی ذلت کی خبر آپ کو دی تھی اس نے ایک طرف تو آپ کے اخلاق کو دکھا کر آپ کی عزت قائم کی (کہ غیر احمدی جو وکیل تھا اس کی نظر میں بھی آپ کا مقام بہت بلند ہو گیا) اور دوسری طرف غیر معمولی سامان پیدا کر کے مولوی صاحب کو بھی ذلیل کرا دیا۔ اور یہ اس طرح ہوا۔ (مولوی صاحب کی ذلت) کہ وہی ڈپٹی کمشنر جو پہلے سخت تھا اس نے جونہی آپ کی شکل دیکھی (ایک طرف تو کہہ رہا تھا میں پکڑوں گا جب شکل دیکھی، آپ کا چہرہ دیکھا) اس کے دل کی کیفیت بدل گئی اور باوجود اس کے کہ آپ مقام ملزم کی حیثیت میں اس کے سامنے پیش ہوئے تھے اس نے کرسی منگوا کر اپنے ساتھ بچھوائی اور اس پر آپ کو بٹھایا۔ جب مولوی محمد حسین صاحب گواہی کے لئے آئے تو چونکہ وہ اس امید میں آئے تھے کہ شاید آپ کے ہتھکڑی لگی ہوئی ہو گی یا کم از کم آپ کو ذلت کے ساتھ کھڑا کیا گیا ہو گا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مجسٹریٹ نے اپنے ساتھ کرسی پر بٹھایا ہوا ہے تو وہ غصے سے مغلوب ہو گئے اور جھٹ مطالبہ کیا کہ مجھے بھی کرسی ملے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میں معزز خاندان سے ہوں اور گورنر سے ملاقات کے وقت بھی مجھے کرسی ملتی ہے۔ ڈپٹی کمشنر نے جواب دیا کہ ملاقات کے وقت تو چوہڑے کو بھی کرسی ملتی ہے مگر یہ عدالت ہے۔ مرزا صاحب کا خاندان رئیس خاندان ہے۔ ان کا معاملہ اَور ہے“۔ (خطبات محمود جلد 17 صفحہ 553 تا 555)

اب چہرہ دیکھ کر ایک ڈپٹی کمشنر کے اور وہ بھی انگریز کے رویے میں جو تبدیلی پیدا ہوئی جس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اب میں پکڑوں گا کیونکہ معمولی بات نہیں ہے۔ کیپٹن ڈگلس جو تھے ان کی مخالفت کوئی معمولی مخالفت نہیں تھی بلکہ اس نے مذہبی رنگ اختیار کر لیا تھا۔ اس کی مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ”چند دن پہلے اس نے کہا تھا کہ قادیان میں ایک شخص نے مسیح کا دعویٰ کیا ہے اور اس طرح وہ ہمارے خدا کی ہتک کر رہا ہے اس کو آج تک کسی نے پکڑا کیوں نہیں؟ جب مسل آئی تو (ڈپٹی کمشنر کیونکہ اس پر وارنٹ کرنا چاہتا تھا۔) مسل خوان نے کہا۔ جناب والا! یہ کیس وارنٹ کا نہیں بلکہ سمن کا کیس ہے۔ اس لئے وارنٹ جاری نہیں کیا جا سکتا۔ سمن بھیجا جا سکتا ہے۔ ان دنوں جلال الدین ایک انسپکٹر پولیس تھے جو احمدی تو نہیں تھے لیکن بڑے ہمدرد انسان تھے۔ انہوں نے بھی ڈپٹی کمشنر کو توجہ دلائی کہ بڑے ظلم کی بات ہے کہ وارنٹ جاری کیا جا رہا ہے۔ یہ وارنٹ کا کیس نہیں۔ سمن کا کیس ہے۔ لہٰذا وارنٹ کے بجائے سمن بھیجنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام سمن جاری کیا گیا اور انہی جلال الدین صاحب کو اس کی تعمیل کرنے کے لئے قادیان بھیجا گیا۔ چنانچہ بعد میں مقررہ تاریخ پر آپ بٹالہ حاضر ہوئے جہاں ڈپٹی کمشنر صاحب دورہ پر آئے ہوئے تھے۔ جب آپ عدالت میں پہنچے تو وہی ڈپٹی کمشنر جس نے چند دن پہلے کہا تھا کہ یہ شخص خداوند یسوع کی ہتک کر رہا ہے اس کو کوئی پکڑتا کیوں نہیں؟ اس نے آپ کا بہت اعزاز کیا (جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ) عدالت میں کرسی پیش کی اور (یہ بھی) کہا کہ آپ بیٹھے بیٹھے میری بات کا جواب دیں۔ اس مقدمے میں (جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی بطور گواہ کے پیش ہوئے۔ (اس وقت) عدالت کے باہر ایک بہت بڑا ہجوم بھی تھا اور لوگ بڑے شوق سے مقدمہ سننے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ جب مولوی محمد حسین صاحب عدالت میں پہنچے اور (جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کرسی پر بیٹھے دیکھا تو آگ بگولہ ہو گئے۔ کیونکہ وہ تو سوچ کے آئے تھے کہ جب میں جاؤں گا تو مرزا صاحب کو ہتھکڑی لگی ہو گی اور بڑی ذلت کی حالت ہو گی۔ (لیکن یہ تو بالکل الٹ ہو رہا تھا۔) مقدمہ ایک انگریز ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں پیش ہوا تھا۔ مدعی بھی ایک انگریز پادری ڈاکٹر مارٹن کلارک تھا۔ (ان کے متعلق مشہور ہے کہ وہ انگریز تھے لیکن درحقیقت وہ کسی پٹھان کی نسل میں سے تھے جس نے ایک انگریز سے شادی کی ہوئی تھی اور وہ انگریز کا لے پالک بھی تھا۔) مولوی محمد حسین صاحب جیسے مشہور عالم بطور گواہ پیش ہو رہے تھے مگر پھر بھی دشمن ناکام و نامراد رہا اور جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اعزاز کیا گیا وہاں آپ کے مخالفین کو ذلت و رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا۔ مولوی محمد حسین صاحب نے جب دیکھا کہ آپ کو کرسی پیش کی گئی ہے“ (جیسے پہلے ذکر ہو چکا ہے) اور بجائے اس کے مجھے گواہوں کے کٹہرے میں کھڑا کیا گیا ہے تو وہ اس پر بڑے سیخ پا ہوئے۔ انہوں نے ڈپٹی کمشنر کو کہا کہ مجھے بھی کرسی دی جائے۔ ”اس وقت انگریز مولویوں کو بہت ذلیل سمجھتے تھے۔ وہ (ڈپٹی کمشنر) کہنے لگا کہ ہماری مرضی ہے ہم جسے چاہیں کرسی پر بٹھائیں اور جسے چاہیں کرسی نہ دیں“۔ وہ کہنے لگا کہ ”میں نے دیکھا ہے کہ ان کا خاندان کرسی نشین ہے اس لئے میں نے انہیں کرسی دی ہے۔ تمہاری حیثیت کیا ہے؟ مولوی محمد حسین صاحب کہنے لگے کہ میں اہلحدیث کا ایڈووکیٹ ہوں اور میں گورنر کے پاس جاتا ہوں“ (اور بڑی باتیں کی)۔ تو اس نے کہا تم مجھے جاہل آدمی لگتے ہو۔ گورنر کے پاس تو کوئی بھی آدمی جائے گا کرسی پیش کی جائے گی۔ یہ عدالت ہے گورنر کا دربار نہیں ہے۔ بہر حال ان کی تسلی نہ ہوئی۔ پھر مولوی محمد حسین صاحب نے ڈپٹی کمشنر سے بحث کرنی شروع کر دی۔ ”ڈپٹی کمشنر کو (بھی) غصہ آ گیا اور اس نے کہا بک بک مت کرو۔ پیچھے ہٹو اور جوتیوں میں کھڑے ہو جاؤ۔ چپڑاسی تو دیکھتے ہیں کہ ڈپٹی کمشنر صاحب کی نظر کس طرف ہے۔ چپڑاسی نے جب ڈپٹی کمشنر صاحب کے الفاظ سنے تو اس نے مولوی محمد حسین صاحب کو بازو سے پکڑ کر جوتیوں میں لا کھڑا کیا۔ جب مولوی صاحب نے دیکھا کہ میری ذلت ہوئی ہے۔ باہر ہزاروں آدمی کھڑے ہیں اگر انہیں میری اس ذلت کا علم ہوا تو وہ کیا کہیں گے؟ تو کمرہ عدالت سے باہر نکلے۔ برآمدے میں ایک کرسی پڑی تھی۔ مولوی صاحب نے سمجھا کہ اس ذلت کو چھپانے کا بہترین موقع ہے۔ جھٹ کرسی کھینچی اور اس پر بیٹھ گئے اور خیال کر لیا کہ لوگ کرسی پر بیٹھے دیکھیں گے تو خیال کریں گے کہ مجھے اندر بھی کرسی ملی تھی۔ چپڑاسی نے دیکھ لیا وہ ڈپٹی کمشنر صاحب کا انداز دیکھ چکا تھا۔ اس نے مولوی محمد حسین صاحب کو کرسی پر بیٹھے دیکھ کر خیال کیا کہ اگر ڈپٹی کمشنر صاحب نے انہیں یہاں بیٹھا دیکھ لیا تو وہ مجھ پر ناراض ہوں گے۔ اس خیال کے آنے پر اس نے مولوی صاحب کو وہاں سے بھی اٹھا دیا اور کہا کہ کرسی خالی کر دیں۔ چنانچہ برآمدے والی کرسی بھی چھوٹ گئی۔ باہر آ گئے تو لوگ چادریں بچھائے انتظار میں بیٹھے تھے کہ مقدمے کا کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ ایک چادر پر کچھ جگہ خالی دیکھی تو وہاں جا کر بیٹھ گئے۔ یہ چادر (حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ) میاں محمد بخش صاحب مرحوم بٹالوی کی تھی جو مولوی محمد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ

سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

رابطہ: عبدالقدوس نیاز

09815-409445

ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم

احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”اللہ کا لفظ اسی ہستی پر بولا جاتا ہے جس میں کوئی نقص ہو ہی نہیں“۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۸)

منجانب: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

حسین صاحب مربی سلسلہ کے والد تھے۔(جن کی یہ چادر تھی ان کے بیٹے مربی سلسلہ تھے۔ بعد میں مربی بنے۔) اور اس وقت (یہ محمد بخش صاحب جو تھے) غیر احمدی تھے (احمدی نہیں ہوئے تھے) بعد میں احمدی ہوگئے۔ بہرحال کہتے ہیں یہ چادر ان کی تھی۔) انہوں نے مولوی محمد حسین صاحب کو اپنی چادر پر بیٹھے دیکھا تو غصے میں آگئے اور کہنے لگے۔ میری چادر چھوڑ۔ تُو نے تو میری چادر پلید کردی ہے۔ تُو مولوی ہوکر عیسائیوں کی تائید میں گواہی دینے آیا ہے۔ چنانچہ اس چادر سے بھی انہیں اٹھنا پڑا اور اس طرح ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل کیا۔ تو دیکھو یہ آیات بینات ہیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دشمن کے ہاتھوں سے بری فرمایا۔ پھر اس پر ہی بس نہیں۔ سرڈگلس کو خدا تعالیٰ نے اور نشانات بھی دکھلائے جو مرتے دم تک انہیں یاد رہے اور (حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ) انہوں نے (سرڈگلس نے) خود مجھ سے بھی بیان کئے۔ 1924ء میں جب میں انگلینڈ گیا تو یہ سارا قصہ مجھ سے بیان کیا۔ سرڈگلس کے ایک ہیڈ کلرک تھے جن کا نام غلام حیدر تھا۔ وہ راولپنڈی کے رہنے والے تھے بعد میں وہ تحصیلدار ہو گئے تھے۔ (سرگودھا کے شاید رہنے والے تھے۔) انہوں نے خود مجھے یہ قصہ سنایا اور کہا جب ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک والا مقدمہ ہوا تو میں ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کا ہیڈ کلرک تھا۔ جب عدالت ختم ہوئی تو ڈپٹی کمشنر صاحب نے کہا کہ ہم فوراً گورداسپور جانا چاہتے ہیں۔ تم ابھی جا کر ہمارے لئے ریل کے کمرے کا انتظام کرو۔ ٹرین پر بکنگ کراؤ۔ چنانچہ مَیں مناسب انتظامات کرنے کے لئے ریلوے اسٹیشن پر آ گیا۔ مَیں اسٹیشن سے باہر نکل کر برآمدے میں کھڑا تھا تو مَیں نے دیکھا کہ سرڈگلس سڑک پر ٹہل رہے ہیں۔ وہ کبھی اِدھر جاتے ہیں اور کبھی اُدھر۔ ان کا چہرہ پریشان ہے۔ مَیں ان کے پاس گیا اور کہا۔ صاحب! آپ باہر پھر رہے ہیں۔ میں نے ویٹنگ روم میں کرسیاں بچھائی ہوئی ہیں آپ وہاں تشریف رکھیں۔ وہ کہنے لگے منشی صاحب! آپ مجھے کچھ نہ کہیں میری طبیعت خراب ہے۔ میں نے کہا کچھ بتائیں تو سہی۔ آخر آپ کی طبیعت کیوں خراب ہوگئی ہے تاکہ اس کا مناسب علاج کیا جاسکے۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ جب سے میں نے مرزا صاحب کی شکل دیکھی ہے اس وقت سے مجھے یوں نظر آتا ہے کہ کوئی فرشتہ مرزا صاحب کی طرف ہاتھ کر کے مجھ سے کہہ رہا ہے کہ مرزا صاحب گناہگار نہیں۔ ان کا کوئی قصور نہیں۔ پھر میں نے عدالت کو ختم کر دیا اور یہاں آیا تو اب ٹہلتا ٹہلتا جب اس کنارے کی طرف نکل جاتا ہوں تو وہاں مجھے مرزا صاحب کی شکل نظر آتی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ کام نہیں کیا۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ پھر مَیں دوسری طرف جاتا ہوں تو وہاں بھی مرزا صاحب کھڑے نظر آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں یہ سب جھوٹ ہے۔ میں نے یہ کام نہیں کیا۔ اگر میری یہی حالت رہی تو میں پاگل ہوجاؤں گا۔ میں نے کہا صاحب! آپ چل کر ویٹنگ روم میں بیٹھیں۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی آئے ہوئے ہیں وہ بھی انگریز ہیں۔ ان کو بلا لیتے ہیں۔ شاید ان کی باتیں سن کر آپ کو تسلی ہو جائے۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس کا نام لیمارچنڈ تھا۔ سرڈگلس نے کہا انہیں بلوا لو۔ چنانچہ مَیں انہیں بلا لایا۔ جب وہ آئے تو سرڈگلس نے ان سے کہا کہ دیکھو یہ حالات ہیں۔ میری جنون کی سی حالت ہورہی ہے۔ مَیں اسٹیشن پر ٹہلتا ہوں اور گھبرا کر اس طرف جاتا ہوں تو وہاں کنارے پر مرزا صاحب کھڑے نظر آتے ہیں اور ان کی شکل مجھے کہتی ہے کہ میں بے گناہ ہوں۔ مجھ پر جھوٹا مقدمہ کیا گیا ہے۔ پھر دوسری طرف جاتا ہوں تو وہاں کنارے پر مجھے مرزا صاحب کی شکل نظر آتی ہے اور وہ کہتی ہے کہ میں بے گناہ ہوں۔ یہ سب کچھ جھوٹ ہے جو کیا جارہا ہے۔ یہ دیکھ کے میری حالت پاگلوں کی سی ہوگئی ہے۔ اگر تم اس سلسلے میں کچھ کرسکتے ہو تو کرو ورنہ مَیں پاگل ہو جاؤں گا۔ تو سپرنٹنڈنٹ پولیس نے کہا اس میں کسی اور کا قصور نہیں آپ کا اپنا قصور ہے۔ آپ نے گواہ کو پادریوں کے حوالے کیا ہوا ہے۔ جو گواہ ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے اس کو قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا تو آپ نے پادریوں کے حوالے کیا ہوا ہے۔ وہ لوگ جو کچھ اسے سکھاتے ہیں وہ عدالت میں آکر بیان دیتا ہے۔ آپ اسے پولیس کے حوالے کریں اور پھر دیکھیں کہ وہ کیا بیان دیتا ہے۔ چنانچہ اسی وقت سرڈگلس نے کاغذ قلم منگوایا اور حکم دے دیا کہ عبدالحمید کو پولیس کے حوالے کیا جائے۔ اور حکم کے مطابق عبدالحمید کو پادریوں سے لے لیا گیا اور پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔ دوسرے دن یا اسی دن اس نے فوراً اقرار کرلیا کہ میں جھوٹ بولتا رہا ہوں۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس کا بیان ہے کہ مَیں نے اسے سچ سچ بیان دینے کے لئے کہا تو اس نے پہلے تو اصرار کیا کہ وہ واقعہ بالکل سچا ہے۔ مرزا صاحب نے مجھے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے قتل کے لئے بھیجا تھا لیکن میں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص پادریوں سے ڈرتا ہے۔ چنانچہ میں نے کہا کہ میں نے ڈپٹی کمشنر صاحب سے حکم لے لیا ہے کہ اب تمہیں پادریوں کے پاس نہیں جانے دیا جائے گا۔ اب تم پولیس کے حوالات میں ہی رہو گے۔ تو وہ میرے پاؤں پر گر گیا اور کہنے لگا صاحب! مجھے بچا لو۔ مَیں اب تک جھوٹ بولتا رہا ہوں۔ اس نے مجھے بتایا کہ صاحب آپ دیکھتے نہیں تھے کہ جب مَیں گواہی کے لئے عدالت میں پیش ہوتا تھا تو میں ہمیشہ ہاتھ کی طرف دیکھتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب پادریوں نے مجھے کہا کہ جاؤ اور عدالت میں بیان دو کہ مجھے مرزا صاحب نے ہنری مارٹن کلارک کے قتل کے لئے بھیجا تھا اور امرتسر میں مجھے فلاں مستری کے گھر میں جانے کے لئے ہدایت دی تھی۔ {حضرت مصلح موعود کہتے ہیں یہ دوست مستری قطب دین صاحب تھے جن کا ایک پوتا اس وقت (اس زمانے میں) جامعہ میں پڑھتا ہے۔ وہ کہتے ہیں اس نے کہا کہ} مَیں تو وہاں کے احمدیوں کو جانتا نہیں۔ مجھے اس کا نام یاد نہیں رہے گا۔ اس پر مستری صاحب کا نام کوئلے کے ساتھ میری ہتھیلی پر لکھ دیتے تھے۔ جب میں گواہی دینے آتا تھا اور ڈپٹی کمشنر مجھ سے دریافت کرتے تھے کہ تمہیں امرتسر میں کس کے گھر بھیجا گیا تھا تو مَیں ہاتھ اٹھاتا تھا اور اس پر سے نام دیکھ کر کہہ دیتا تھا کہ مرزا صاحب نے مجھے فلاں احمدی کے پاس بھیجا تھا۔ (ہر دفعہ مختلف گواہوں کے لئے نام بھی لکھے جاتے تھے۔) غرض اس نے ساری باتیں بتا دیں اور سرڈگلس نے اگلی پیشی پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بری کر دیا۔

تو دیکھو یہ سب واقعات ہمارے لئے آیات بینات ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے سرڈگلس کے لئے اور آیات بینات بھی پیدا کئے۔ ایک آیت بیّنہ یہ تھی کہ انہیں ٹہلتے ٹہلتے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر نظر آتی تھی اور وہ تصویر کہتی تھی کہ میں بے گناہ ہوں میرا کوئی قصور نہیں۔ (حضرت مصلح موعود کہتے ہیں) پھر انہوں نے خود مجھے سنایا کہ ایک دن مَیں گھر میں بیٹھا ہوا تھا اور ایک ہندوستانی آئی سی ایس آیا ہوا تھا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ اپنی زندگی کے عجیب حالات میں سے کوئی ایک واقعہ بتائیں تو میں نے اسے یہی مرزا صاحب والا واقعہ سنایا۔ مَیں یہ واقعہ سنا رہا تھا کہ ان کا جو بیرا تھا، کام کرنے والا تھا اس نے ایک کارڈ لا کر دیا اور کہا باہر ایک آدمی کھڑا ہے جو آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا اس کو اندر بلا لو۔ جب وہ شخص اندر آیا تو میں نے کہا نوجوان! مَیں آپ کو جانتا نہیں آپ کون ہیں؟ اس نوجوان نے کہا کہ آپ میرے والد کو جانتے ہیں آپ ان کے واقف ہیں ان کا نام پادری وارث دین تھا۔ مَیں نے کہا ہاں میں ابھی ان کا ذکر کر رہا تھا۔ وہ نوجوان کہنے لگا کہ ابھی تار آئی ہے کہ پادری وارث دین فوت ہوگئے ہیں۔ وارث دین ایک پادری تھا جس نے ڈاکٹر مارٹن کلارک کو خوش کرنے کے لئے اس کی طرف سے یہ ساری کارروائی کی تھی۔ (مقدمہ وغیرہ کروایا تھا) مگر خدا تعالیٰ نے ڈپٹی کمشنر صاحب پر حق کھول دیا اور خود جو گواہ تھا اس نے بھی اقرار کرلیا کہ جو کچھ کیا جارہا ہے یہ سب جھوٹ ہے۔ مگر عین اس وقت جب سرڈگلس وارث دین کا ذکر کر رہے تھے۔ ان کے بیٹے کا وہاں آنا اور اپنے والد کی وفات کی خبر دینا عجیب اتفاق تھا۔ سرڈگلس اپنی موت تک جس احمدی کو بھی ملتے رہے اسے یہ واقعہ بتاتے رہے۔ انہوں نے مجھے بھی یہ واقعہ سنایا، چوہدری فتح محمد صاحب سیال کو بھی اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو بھی یہ سب واقعہ سنایا۔ (حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ) 1924ء میں جب مَیں لندن آیا تو ان کی صحت اچھی تھی۔ کہتے ہیں یہ 32 سال قبل کا واقعہ ہے اور اب وہ (سرڈگلس) 93 سال کی عمر میں فوت ہوئے ہیں۔ 24ء میں ان کی 61 سال عمر تھی۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ اب جب مَیں 1953ء میں دوبارہ گیا تو مَیں نے انہیں بلایا تو انہوں نے معذرت کر دی اور کہا۔ میں اب بوڑھا ہوگیا ہوں اور بہت کمزور ہوں۔ اب میرے لئے چلنا پھرنا مشکل ہے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ اب سنا ہے کہ وہ فوت ہوگئے ہیں تو مجھے افسوس ہوا کہ موٹر ہمارے پاس تھی۔ ہم موٹر میں ہی انہیں منگوا لیتے۔ یا ان کے گھر چلے جاتے۔ تو (لکھتے ہیں کہ) یہ آیات بیّنات ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنے انبیاء کی سچائی ظاہر کرتا رہتا ہے اور مومن کو چاہئے کہ وہ سچے معنوں میں مومن بننے کے لئے کوشش کرے۔ اگر وہ حقیقی مومن بنے تو اللہ تعالیٰ ضرور غیب سے ایسے حالات پیدا کرتا ہے جس سے اس کا ایمان تازہ ہوتا رہتا ہے اور درحقیقت ایسے ایمان کے بغیر کوئی مزہ بھی نہیں۔ جس ایمان نے آنکھیں نہ کھولیں اور انسان کو اندھیرے میں رکھا اس کا کیا فائدہ۔ جو اس جہان میں اندھا رہے گا وہ دوسرے جہان میں بھی اندھا رہے گا اور جسے اسی جہان میں آیات بیّنات نظر نہیں آتیں اس کو اگلے جہان میں بھی آیات بیّنات نظر نہیں آئیں گی۔ اس دنیا میں آیات بیّنات نظر آئیں تو دوسری دنیا میں بھی آیات بیّنات نظر آتی ہیں۔''

(ماخوذ از الفضل 30 مارچ 1957 صفحہ 7-6 جلد 46/11 نمبر 77)

اب یہ نشانات کی بات ہے تو نشانات کا یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ گو اس بات کو سو سال سے بھی زیادہ عرصہ ہوگیا ہے جو ایک بڑا نشان تھا۔ اور یہ نشان اب اس طرح ظاہر ہورہا ہے کہ کیپٹن ڈگلس کے نواسے نے مجھے پیغام بھجوایا کہ مَیں بیعت کرنی چاہتا ہوں اور کہا کہ مَیں سوچتا ہوں کہ کون سا نیک کام میرے نانا سے ہوا تھا اور اتنی بڑی نیکی ہوئی تھی کہ میرے دل میں شدت سے خواہش پیدا ہورہی ہے کہ مَیں احمدیت میں شامل ہوجاؤں۔ اور یہ ہے نشان کہ آج اس کے نواسے کو یہ احساس ہورہا ہے کہ وہ سچائی جو سرڈگلس کو دکھائی گئی تھی اس کو اس نے تو قبول نہیں کیا لیکن اس سچائی کو دیکھ کر مَیں آج قبول کرتا ہوں اور مارٹن کلارک کے پڑپوتے کا قصہ تو آپ لوگ سن ہی چکے ہیں۔ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ اس نے یہاں (جلسہ پر) آ کے واضح طور پر اعلان کیا تھا کہ میرا پردادا غلط تھا اور حضرت مرزا صاحب سچے تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ ''پس مومن کو ہمیشہ دعاؤں اور ذکر الٰہی میں لگے رہنا چاہئے کہ وہ دن اسے نصیب ہو جب اللہ تعالیٰ اسلام اور اپنی ذات کی سچائی اس کے لئے کھول دے اور اس کو محمد رسول اللہ صلی

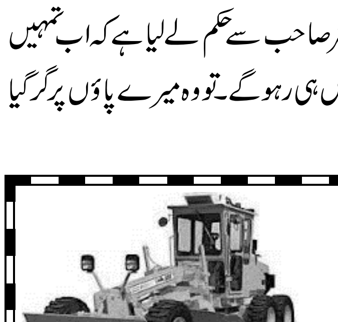
M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

اللہ علیہ وسلم کا منور چہرہ اور خدا تعالیٰ کا نورانی چہرہ نظر آجائے۔ جب یہ ہو جائے تو پھر رات اور دن اور سال تکلیف کے سال ہوں یا خوشی کے سال ہوں اس کے لئے برابر ہو جاتے ہیں۔ بس اگر اللہ تعالیٰ کا چہرہ نظر آجائے، آپ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ نظر آجائے تو پھر کوئی خوشی غمی کا احساس نہیں رہتا۔ بس ایک ہی احساس رہتا ہے اور اسی محبت میں انسان ڈوبا رہتا ہے۔ فرماتے ہیں اور چاہے کچھ بھی ہو ایسا آدمی ہمیشہ خوش رہتا ہے اور مطمئن رہتا ہے کسی سے ڈرتا نہیں۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جب کرم دین بھیں والا مقدمہ ہوا تو مجسٹریٹ ہندو تھا۔ آریوں نے اسے ورغلایا اور کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ضرور کچھ سزا دے اور اس نے ایسا کرنے کا وعدہ بھی کر لیا۔ خواجہ کمال الدین صاحب نے جب یہ بات سنی تو وہ ڈر گئے۔ کہنے لگے کہ حضور! بڑے فکر کی بات ہے۔ آریوں نے مجسٹریٹ سے کچھ نہ کچھ سزا دینے کا وعدہ لے لیا ہے۔ آپ کسی طرح قادیان تشریف لے چلیں۔ گورداسپور میں مزید عرصہ نہ ٹھہریں۔ اگر آپ گورداسپور میں ٹھہرے تو مجسٹریٹ نے کل آپ کو کوئی نہ کوئی سزا ضرور دے دینی ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ خواجہ صاحب! اگر میں قادیان چلا جاؤں تو وہاں سے بھی مجھے پکڑا جا سکتا ہے۔ پھر میں کہاں جاؤں۔ مجسٹریٹ کو اختیارات حاصل ہیں اگر قادیان گیا تو وہاں بھی وارنٹ آ سکتا ہے اور وہاں سے کسی دوسری جگہ گیا تو وہ بھی محفوظ جگہ نہیں ہوگی۔ وہاں بھی وارنٹ جاری کئے جا سکتے ہیں۔ پھر میں کہاں بھاگتا پھروں گا۔ خواجہ صاحب کہنے لگے حضور! آریوں نے مجسٹریٹ سے کچھ نہ کچھ سزا دینے کا وعدہ لے لیا ہے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لیٹے ہوئے تھے۔ آپ اٹھ کر بیٹھے اور فرمایا خواجہ صاحب! آپ کیوں پریشان ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے شیر پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ وہ دو مجسٹریٹ تھے جن کی عدالت میں مقدمہ پیش ہوا۔ ان دونوں کو بڑی سخت سزا ملی۔ ان میں سے ایک تو معطل ہوا اور ایک کا بیٹا پاگل ہو گیا اور چھت پر سے چھلانگ مار کر مر گیا۔ پھر اس پر یہ اثر تھا کہ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ (ایک دفعہ) میں دلّی جا رہا تھا کہ وہ لدھیانے کے اسٹیشن پر مجھے ملا اور کہنے لگا دعا کریں۔ میرا ایک اور بیٹا ہے خدا تعالیٰ اسے بچالے۔ مجھ سے بہت غلطیاں ہوئی ہیں۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ بات پوری ہوئی کہ خدا تعالیٰ کے شیر پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے اور آریوں کو ان کے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی۔

پس اگر انسان اللہ تعالیٰ کا ہو جائے تو پھر دنیا کی ہر شئے اس کی ہو جاتی ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا کہ ’’جے تُو میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو‘‘۔ یعنی اگر تُو خدا تعالیٰ کا ہو جائے تو سب جہان تیرا ہو جائے گا۔ دنیا کی کوئی چیز تمہیں ضرر نہیں پہنچا سکے گی اور کوئی دشمن تمہارے خلاف کوئی شرارت نہیں کر سکے گا۔ پس تم اللہ تعالیٰ کے بنو اور دعا کرتے رہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ۔ اس طرح تم بھی امن میں آ جاؤ اور تمہاری اولاد اور دوسرے عزیز اور دوست بھی امن میں آ جائیں۔ یاد رکھو جب تک جماعت امن میں نہیں رہے گی تم بھی امن میں نہیں رہ سکتے اور جماعت اسی وقت امن میں رہ سکتی ہے جب تمہاری آئندہ نسلیں امن میں ہوں‘‘۔ (ماخوذ از الفضل 30 مارچ 1957ء صفحہ 7-6 جلد 46/11 نمبر 77)

پھر اسی مقدمے کے سلسلے میں ایک جگہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جب پادری مارٹن کلارک نے مقدمہ کیا تو میں نے گھبرا کر دعا کی۔ رات کو رؤیا میں دیکھا کہ میں سکول سے آ رہا ہوں اور اس گلی میں سے جو مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کے مکان کے نیچے ہے اپنے مکان میں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہوں۔ وہاں مجھے بہت سی باوردی پولیس دکھائی دیتی ہے۔ پہلے تو ان میں سے کسی نے مجھے اندر داخل ہونے سے روکا مگر کسی نے کہا یہ گھر کا ہی آدمی ہے اسے اندر جانے دینا چاہئے۔ جب ڈیوڑھی میں داخل ہو کر اندر جانے لگا تو وہاں ایک تہہ خانہ ہوا کرتا تھا جو ہمارے دادا صاحب مرحوم نے بنایا تھا۔ ڈیوڑھی کے ساتھ سیڑھیاں تھیں جو اس تہہ خانے میں اترتی تھیں۔ بعد میں یہاں صرف ایندھن اور اپلے پڑے رہتے تھے۔ (یعنی کاٹھ کباڑ ہوتا تھا۔) جب میں گھر میں داخل ہونے لگا تو میں نے دیکھا کہ پولیس والوں نے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھڑا کیا ہوا ہے اور آپ کے آگے بھی اور پیچھے بھی اوپلوں کا انبار لگا ہوا ہے۔ صرف آپ کی گردن مجھے نظر آ رہی ہے اور میں نے دیکھا کہ وہ سپاہی ان اوپلوں پر مٹی کا تیل ڈال کر آگ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جب میں نے انہیں آگ لگاتے دیکھا تو میں نے آگے بڑھ کر آگ بجھانے کی کوشش کی۔ اتنے میں دو چار سپاہیوں نے مجھے پکڑ لیا۔ کسی نے کمر سے اور کسی نے قمیص سے اور میں سخت گھبرایا کہ ایسا نہ ہو یہ لوگ اوپلوں کو آگ لگا دیں۔ اسی دوران میں اچانک میری نظر اوپر اٹھی اور میں نے دیکھا کہ دروازے کے اوپر نہایت موٹے اور خوبصورت حروف میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ’’جو خدا کے پیارے بندے ہوتے ہیں ان کو کون جلا سکتا ہے۔ تو (فرماتے ہیں کہ) اگلے جہان میں ہی نہیں یہاں بھی مومنوں کے لئے سلامتی ہوتی ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ایسے بیسیوں واقعات دیکھے کہ آپ کے پاس گو نہ تلوار تھی نہ کوئی اور سامان حفاظت مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کے سامان کر دیئے‘‘۔

(سیر روحانی (3) انوار العلوم جلد 16 صفحہ 383)

کیپٹن ڈگلس صاحب نے جو واقعہ ایک آئی سی ایس افسر کو بیان کیا تھا۔ اس میں ایک بات یہ بھی بیان کی تھی کہ مجھے بڑی سخت گھبراہٹ تھی کہ مقدمہ غلط ہے تو کہتے ہیں بہر حال میں نے فیصلہ کر لیا اور حق ثابت ہو گیا۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ مَیں نے مرزا صاحب جیسا وسیع الحوصلہ بھی کوئی نہیں دیکھا۔ باوجود اس کے کہ ان پر ایک خطرناک جرم لگا کر انہیں خطرے میں ڈالا گیا تھا پھر بھی جب میں نے انہیں کہا یعنی عدالت نے جب انہیں کہا کہ آپ ان پر اپنی ہتک کا دعویٰ کر سکتے ہیں تو انہوں نے کہہ دیا کہ مَیں نہیں کرنا چاہتا‘‘۔

(ماخوذ از ضمیمہ اخبار الفضل قادیان 21 اکتوبر 1927ء صفحہ 22-21 جلد 15 نمبر 33)

ان تمام مخالفتوں کے باوجود جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سامنا کرنا پڑا یہ آپ کا حوصلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق نہ صرف آپ محفوظ رہے بلکہ آپ کی جماعت بھی بڑھتی رہی۔ قادیان بھی ترقی کرتا رہا۔

اسی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ’’ایک زمانہ تھا کہ یہاں احمدیوں کو مسجدوں میں نہیں جانے دیا جاتا تھا۔ مسجد کا دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔ چوک میں کِلّے گاڑ دیئے گئے تھے تا نماز پڑھنے کے لئے جانے والے گریں اور کنویں سے پانی نہیں بھرنے دیا جاتا تھا بلکہ یہاں تک سختی کی جاتی تھی کہ کمہاروں کو ممانعت کر دی گئی تھی کہ احمدیوں کو برتن بھی نہیں دینے۔ جو مٹی کے برتن بنانے والے ہیں ان کو بھی منع کر دیا گیا تھا۔ ایک زمانے میں یہ ساری مشکلات تھیں مگر اب وہ لوگ کہاں ہیں۔ ان کی اولادیں احمدی ہو گئی ہیں اور وہی لوگ جنہوں نے احمدیت کو مٹانے کی کوشش کی ان کی اولاد اسے پھیلانے میں مصروف ہے۔ یہی مدرسہ جس جگہ واقعہ ہے (مدرسے میں خطاب فرما رہے تھے) یہاں پرانی روایات کے مطابق جن رہا کرتے تھے۔ (پہلی روایات تھیں کہ یہاں اس جگہ پر جن رہتے ہیں) اور کوئی شخص دوپہر کے وقت بھی اس راستے سے اکیلا نہ گزر سکتا تھا۔ اب دیکھو وہ جن کس طرح بھاگے۔ مجھے یاد ہے اس (ہائی سکول والے) میدان سے جاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک رؤیا سنایا تھا کہ قادیان بیاس تک پھیلا ہوا ہے اور شمال کی طرف بھی بہت دُور تک اس کی آبادی چلی گئی ہے۔ اس وقت یہاں صرف آٹھ دس گھر احمدیوں کے تھے اور وہ بھی تنگدست۔ باقی سب بطور مہمان آتے تھے۔ لیکن اب دیکھو خدا تعالیٰ نے کس قدر ترقی اسے دے دی ہے‘‘۔

(الفضل قادیان 9 فروری 1932ء صفحہ 6 جلد 19 نمبر 95)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جگہ سے بھی نکل کے باہر قادیان کی وسعت ہوتی چلی جا رہی ہے۔ احمدی بھی خوبصورت مکانات بنا رہے ہیں۔ فلیٹ بنا رہے ہیں۔ جماعت کے بھی گیسٹ ہاؤسز بن رہے ہیں۔ فلیٹس بن رہے ہیں۔ کوارٹر بن رہے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعودؑ کی بستی کی ترقی تو ہم دیکھتے چلے جا رہے ہیں۔ اب وہ مخالف ہندو جو مسجد اقصیٰ میں اس وجہ سے غصے میں آتا تھا اور احمدیوں سے لڑتا تھا کہ بچوں کا شور ہوتا ہے اور یہاں زیادہ لوگ آ گئے ہیں کیونکہ اس کا گھر مسجد اقصیٰ کے صحن کے شرقی جانب تھا اور ساتھ جڑا ہوا تھا۔ آج وہ گھر جو ہے وہ مسجد اقصیٰ کی جب extension ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد اقصیٰ کا حصہ بن چکا ہے۔

مخالفین کی بائیکاٹ اور ایذا رسانی کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بائیکاٹ بھی ہم نے دیکھا۔ وہ وقت بھی دیکھا جب چوہڑوں کو صفائی کرنے اور سقّوں کو پانی بھرنے سے روکا جاتا تھا۔ پھر وہ وقت بھی دیکھا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کہیں باہر تشریف لے جاتے تو آپ پر مخالفین کی طرف سے پتھر پھینکے جاتے اور وہ ہر رنگ میں ہنسی اور استہزاء سے پیش آتے۔ مگر ان تمام مخالفتوں کے باوجود کیا ہوا۔ اس وقت حضرت مصلح موعود خطبہ دے رہے تھے۔ کہتے ہیں ’’آپ جتنے لوگ اس وقت یہاں بیٹھے ہیں آپ میں سے پچانوے فیصدی وہ ہیں جو اُس وقت مخالف تھے یا مخالفوں میں شامل تھے مگر اب وہی پچانوے فیصدی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ساتھ شامل ہیں۔ پھر حضرت خلیفہ اول کی وفات کے بعد جماعت میں شور اٹھا۔ اس کا کیا حشر ہوا۔ اس فتنہ کے سرگروہ وہ لوگ تھے جو صدر انجمن پر حاوی تھے اور تحقیر کے طور پر کہا کرتے تھے کہ کیا ہم ایک بچے کی غلامی کر لیں۔ خدا تعالیٰ نے اسی بچے کا ان پر ایسا رعب ڈالا کہ وہ لوگ قادیان چھوڑ کر بھاگ گئے اور اب تک یہاں آنے کا نام نہیں لیتے۔ انہیں لوگوں نے اس وقت بڑے غرور سے کہا تھا کہ جماعت کا اٹھانوے فیصدی حصہ ہمارے ساتھ ہے اور دو فیصدی ان کے ساتھ۔ (یعنی خلافت کے ساتھ۔) مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو فیصدی بھی ان کے ساتھ نہیں رہا اور اٹھانوے فیصدی بلکہ اس سے بھی زیادہ ہماری جماعت میں شامل ہو چکا ہے‘‘۔ (خطبات محمود جلد 15 صفحہ 207)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت جب خطبہ دے رہے تھے تو جتنے لوگ ان کے سامنے بیٹھے ہوں گے اِس وقت لندن میں میرے خیال میں اُس سے زیادہ تعداد میں لوگ میرے سامنے بیٹھے ہیں بلکہ مسجد فضل میں بھی جمعہ ہو رہا ہے وہاں بھی شاید اس سے زیادہ لوگ ہوں۔ تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی خاص تائیدات کی نشانی ہے کہ دنیا میں کہاں کہاں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو پھیلا دیا ہے۔

پس یہ باتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل ہیں اور آپ کے بعد جاری خلافت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کی دلیل ہیں اور ہمارے ایمانوں میں اضافہ کرنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ان باتوں کو ہم ہمیشہ سامنے رکھیں اور یہ باتیں ہمارے اور ہماری نسلوں کے ایمانوں میں ہمیشہ اضافہ کرتی رہیں۔

❀❀

❁......مَیں سب سے پہلے تو حکومتوں کو مشورہ دوں گا کہ ایسے نوجوان جو انتہا پسند بن رہے ہیں یہاں سے عراق اور شام جارہے ہیں ان کے لئے نوکریاں مہیا کریں اور ان کے لئے یہاں پر مشاغل پیدا کریں۔ کیونکہ اس قسم کے لوگ مایوسی کا شکار ہیں اور مولوی انہیں غلط راستہ پر ڈال رہے ہیں۔ پس انہیں حقیقی اسلامی تعلیمات سکھانے کی ضرورت ہے۔ ❁......جو لوگ ISIS کی سپورٹ کر رہے ہیں ان کا سب کو پتہ ہے۔ حکومتوں کو بھی ان کا اچھی طرح علم ہے۔ اسی وجہ سے میں نے کہا ہے کہ اگر آپ واقعی اس فنڈنگ کو روکنے کا عزم رکھتے ہیں تو آپ ان گروپوں پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں۔ ❁......جماعت احمدیہ کا یہی مشن ہے کہ اسلام کے حقیقی پیغام کو پھیلایا جائے۔ ہم انشاء اللہ العزیز اپنے اس مشن کو جاری رکھیں گے اور ضرور ایک دن ایسا آئے گا جب ساری دنیا ایک ہی جھنڈے تلے جمع ہوگی اور محبت اور امن کی بات کر رہی ہوگی۔ ❁......میرا پیغام وہی ہے جو میں نے اپنی تقریر کے آخر میں کہا ہے کہ لوگ اپنے خالق کو پہچانیں۔ ❁......جب تک مسلمانوں میں unity پیدا نہیں ہوگی غیر مسلم طاقتیں انہیں کبھی بھی ترقی نہیں کرنے دیں گی

پیس سمپوزیم منعقدہ طاہر ہال بیت الفتوح لندن کے موقع پر تقریب کے اختتام پر انگریزی میڈیا اور اردو میڈیا کے نمائندگان کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پریس کانفرنس۔ امن عالم کے قیام کے حوالہ سے صحافیوں کے سوالوں کے بصیرت افروز جوابات

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

قسط نمبر 3

دعا کے بعد تمام مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہِ شفقت مہمانوں کے پاس تشریف لے آئے۔ تمام مہمانوں نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ شرفِ ملاقات حاصل کیا اور حضور انور نے مہمانوں سے گفتگو فرمائی۔ مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوانے کا بھی شرف حاصل کیا۔

اس تقریب کے آخر میں انگریزی اور اردو میڈیا کے نمائندگان کے ساتھ ایک پریس کانفرنس کا پروگرام بھی رکھا گیا تھا۔ چنانچہ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کانفرنس ہال میں تشریف لے گئے جہاں انگریزی اور اردو میڈیا سے تعلق رکھنے والے صحافی حضرات و خواتین حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے منتظر تھے۔

انگریزی میڈیا کے نمائندگان کے ساتھ پریس کانفرنس

اس پروگرام میں نیوز ایجنسی Reuters، Ben Telivision، گھانا براڈکاسٹنگ کارپوریشن (GBC)، کرائیڈن ٹی وی، ایشن میڈیا گروپ، نائیجرین میڈیا کے نمائندگان، پاکستانی میڈیا سے تعلق رکھنے والے صحافیوں کے علاوہ بعض freelance journalists نے شمولیت اختیار کی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد پر پریس کے تمام نمائندگان نے کھڑے ہو کر حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام نمائندگان سے فرمایا کہ تشریف رکھیں اور ان کا حال دریافت فرمایا اور ان تمام نمائندگان کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد باقاعدہ پریس کانفرنس کا آغاز ہوا۔

☆......سب سے پہلے ایک جرنلسٹ Katherine صاحبہ نے جن کا تعلق نیوز ایجنسی Reuters سے ہے اور پاکستان و افغانستان میں اس نیوز ایجنسی کی نمائندہ کے طور پر کام کرتی ہیں سوال کیا کہ پاکستان میں تو آپ کی جماعت پر ہونے والے مظالم کے حوالہ سے ہم خبریں شائع کرتے رہتے ہیں، لیکن کیا آپ کی جماعت کو یہاں یوکے میں بھی کسی قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمیں یوکے میں تو مشکلات کا سامنا نہیں ہے۔ اسی لئے تو مَیں یہاں ہوں۔ اگر یہاں بھی مشکلات ہوتیں تو میں یہاں نہ ہوتا۔ اس ملک میں مکمل مذہبی آزادی ہے لیکن چونکہ پاکستان میں آپ کام کرتی ہیں اور وہاں رہ بھی چکی ہیں تو آپ کو پتہ ہوگا کہ وہاں بعض کالے قوانین کو ڈھال بنا کر کوئی بھی شخص تلوار اٹھا کر کسی کو قتل کر سکتا ہے۔ لیکن یہ صورتحال یہاں پر نہیں ہے اور میری دعا ہے کہ ایسی صورتحال یہاں پر کبھی پیدا بھی نہ ہو۔

☆......اس کے بعد Ben Television کی نمائندہ نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ ہمارا ٹی وی چینل یورپ اور افریقہ کو ملا کر کل تیس ملین افراد تک پہنچتا ہے۔ ہم عام طور پر افریقہ ریجن یا افریقہ سے تعلق رکھنے والی کمیونٹی کے حوالہ سے خبروں کو cover کرتے ہیں۔

موصوفہ نے کہا کہ سب سے پہلے تو مَیں آج کی دعوت پر خلیفۃ المسیح کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔ میں اپنے ٹیبل پر موجود دیگر مہمانوں سے کہہ رہی تھی کہ آج کی یہ تقریب آنکھیں کھول دینے والی تھی۔ مختلف پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے لوگ یہاں جمع ہوئے۔ خلیفہ سے ملاقات کا شرف ملا اور آپ کے نظریات کو دیکھنے اور سننے کا موقع ملا ہے۔ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو اور مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو اس تقریب میں شامل کرنے پر بھی مَیں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔ یقیناً یہ ایک غیر معمولی اقدام ہے۔

اس مختصر تعارف کے بعد موصوفہ نے سوال کیا کہ میڈیا آپ کی طرف سے دیئے گئے امن کے پیغام کو پھیلانے کیلئے کیا کر سکتا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ یہاں آئی ہیں اور میری تقریر سنی ہے۔ آپ میری تقریر کی ایک کاپی یا اس کی ریکارڈنگ حاصل کر سکتی ہیں۔ اب یہ ذمہ داری میں نے صرف سیاستدانوں یا اثر و رسوخ رکھنے والوں پر ہی نہیں ڈالی بلکہ یہ ذمہ داری میں نے عوام پر بھی ڈالی ہے۔ اور میڈیا کی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے آپ کا فرض بنتا ہے کہ اس پیغام کی تشہیر کریں کہ دنیا کو اس دور کے موجودہ حالات میں امن کی اشد ضرورت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایسے لوگ جو دنیا میں فساد پھیلانے کا باعث بن رہے ہیں ان کی مدد کرنے کی بجائے ہم سب کو یکجا ہو کر دنیا میں امن کے قیام کے لئے لڑنا ہوگا۔

موصوفہ نے کہا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ اس قسم کی تقاریب کی میڈیا کوریج میں مزید وسعت پیدا کی جائے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم نے تو جس حد تک ممکن ہوا اس تقریب کی اطلاع عام کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میڈیا کی طرف سے بہت زیادہ اچھا ردِعمل دیکھنے کو نہیں ملا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: اگر آپ اپنے ٹی وی کے ذریعہ میری تقریر کی coverage کریں گی تو انشاء اللہ اس سے میڈیا کو مزید توجہ پیدا ہوگی۔

☆......اس کے بعد نائیجیرین میڈیا کے نمائندہ نے سوال کیا کہ حضور انور اُن لوگوں کو کیا نصیحت کریں گے جو شام وغیرہ جا کر لڑائی میں حصہ لے رہے ہیں۔ وہ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں سب سے پہلے تو حکومتوں کو مشورہ دوں گا کہ ایسے نوجوان جو انتہا پسند بن رہے ہیں یہاں سے عراق اور شام جارہے ہیں ان کے لئے نوکریاں مہیا کریں اور ان کے لئے یہاں پر مشاغل پیدا کریں۔ کیونکہ اس قسم کے لوگ مایوسی کا شکار ہیں اور مولوی انہیں غلط راستہ پر ڈال رہے ہیں۔ پس انہیں حقیقی اسلامی تعلیمات سکھانے کی ضرورت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ مَیں نے اپنی تقریر میں چند آیاتِ قرآنیہ کے حوالے دیئے ہیں۔ سارے قرآن کریم میں سے یہ تو چند ایک مثالیں تھیں۔ اگر یہ لوگ مسلمان ہونے کے ناطہ قرآن کریم کی تعلیمات کا مطالعہ کریں تو وہ کبھی بھی شدت پسند نہ بنیں۔

☆......اسی صحافی نے سوال کیا کہ ISIS کی فنڈنگ کو کس طرح روکا جا سکتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہی سوال مَیں نے اپنی تقریر میں اُٹھایا ہے کہ اس فنڈنگ کو کس طرح روکا جائے؟ جو لوگ ISIS کی سپورٹ کر رہے ہیں ان کا سب کو پتہ ہے۔ حکومتوں کو بھی ان کا اچھی طرح علم ہے۔ اسی وجہ سے میں نے کہا ہے کہ اگر آپ واقعی اس فنڈنگ کو روکنے کا عزم رکھتے ہیں تو آپ ان گروپوں پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں۔

☆......اس کے بعد گھانا کے قومی ادارہ 'گھانا براڈکاسٹنگ کارپوریشن' (GBC) کے نمائندہ ابراہیم صاحب نے کہا کہ: سب سے پہلے تو میں حضور انور کی زبردست تقریر پر مبارکباد پیش کرتا ہوں جس میں حضور انور نے دفاعی جنگ کے اسلامی اصول بڑی وضاحت کے ساتھ اور مؤثر رنگ میں بیان فرمائے۔ حقیقی عدل و انصاف پر مشتمل اسلامی تعلیمات بیان کیں۔ ISIS کی مذمت کی اور کہا کہ ISIS حقیقی اسلام کی عکاسی نہیں کرتی۔ نیز حضور انور نے طاقت کے بل بوتے پر اسلام کی اشاعت ہونے کے نظریہ کی تردید کی۔

اس کے بعد موصوف نے سوال کیا کہ ISIS اور اس طرح کے دیگر انتہا پسند گروپ جو اسلام کے نام پر ظلم کرتے ہیں ان کے متعلق تو کہا جا سکتا ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات سے ہٹے ہوئے ہیں اور جان بوجھ کر اسلامی تعلیمات کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں۔ لیکن ہمارے ان غیر مسلم بھائیوں اور بہنوں کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے جو اسلام کی ان خوبصورت تعلیمات سے آگاہ نہیں ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: جماعت احمدیہ کا یہی مشن ہے کہ اسلام کے حقیقی پیغام کو پھیلایا جائے۔ آپ کے آباء و اجداد مسلمان نہ تھے لیکن انہوں نے تبلیغ کے ذریعہ ہی اسلام قبول کیا۔ پس اسی طرح ہم بھی اسلام کا حقیقی پیغام پھیلا رہے ہیں۔ ہم انشاء اللہ العزیز اپنے اس مشن کو جاری رکھیں گے اور ضرور ایک دن ایسا آئے گا جب ساری دنیا ایک ہی جھنڈے تلے جمع ہوگی اور محبت اور امن کی بات کر رہی ہوگی۔

☆......بعد ازاں یوکے سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون صحافی Lynda Bowyer نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کو سراہتے ہوئے حضور انور کا شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد موصوفہ نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ISIS جیسے بعض گمراہ گروپس اسلام کا نام بدنام کر رہے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم حکومتی سطح پر یا باقاعدہ طور پر بعض تنظیموں اور اداروں کے ذریعہ لوگوں میں آگاہی پیدا کرنے کا کوئی مؤثر پروگرام بنا سکیں؟ اس پروگرام کا تعلق صرف اماموں اور مدرسوں سے نہ ہو بلکہ انتہائی بنیادی سطح پر جیسے سکولوں وغیرہ میں بچوں کو educate کیا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ اصل میں 'اسلام' کیا ہے؟ اس حوالہ سے آپ کی کیا رائے ہے؟ اور کیا جماعت احمدیہ اس قسم کے پروگرام کا حصہ بن سکتی ہے؟ اگر بن سکتی ہے تو کس حد تک بن سکتی ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دیکھیں۔ ہم تو یہ کام پہلے ہی کر رہے ہیں۔ افریقہ میں کام کر رہے ہیں۔ وہاں سکول چلا رہے ہیں۔ میں آپ کو بتاتا چلوں کہ ہمارے سکولوں میں صرف اسلام کے بارے میں

ہی تعلیم نہیں دی جاتی بلکہ وہاں پر بائبل بھی پڑھائی جاتی ہے۔اس حوالہ سے ہم آزاد خیال ہیں۔ہم غیر مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم بھی دیتے ہیں تا کہ لوگ مذہب کی حقیقی تعلیم کو جان سکیں۔پس جس حد تک ممکن ہے ہم کر رہے ہیں۔ اسی طرح یہاں پر اگر آپ ہماری جماعت کے نوجوانوں کو دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے ہماری نوجوان نسل کو کبھی بھی شدت پسند نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ ہم شروع سے ہی انہیں ان کے حقیقی مذہب کے بارے میں بتاتے ہیں۔انہیں بتایا جاتا ہے کہ ان کے فرائض کیا ہیں؟ ان کو سکھایا جاتا ہے کہ حقوق اللہ کیا ہیں اور حقوق العباد کیا ہیں؟ جب انہیں ان ساری باتوں کا احساس ہوجاتا ہے تو کبھی بھی انتہا پسند نہیں بن پاتے۔پس ہم تو اپنے محدود ذرائع کے اندر رہتے ہوئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں بلکہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ دوسرے لوگ بھی ہماری ان کوششوں کا حصہ بنیں۔

اس پر موصوفہ نے کہا کہ جماعت احمدیہ کی ان کوششوں سے تو مَیں واقف ہوں لیکن کیا اس حوالہ سے بڑے پیمانہ پر بھی کام ہوسکتا ہے جہاں ہم دوسرے مذاہب کو بھی مؤثر رنگ میں ان کوششوں کا حصہ بنا سکیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:

یہی تو میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ ہم اپنی کوشش کر رہے ہیں۔ابھی اسی سال فروری میں ہم نے 'بین المذاہب' کانفرنس کا انعقاد کیا تھا جس کا موضوع 'اکیسویں صدی میں خدا کا تصور' تھا۔اس میں یہودی علماء، عیسائی پادری، ہندو سکالرز، اور بعض دیگر مذاہب کے علماء اور بعض سیاستدانوں نے تقاریر کیں اور میں نے خود بھی تقریر کی تھی۔اس کانفرنس میں تمام پڑھے لکھے اور عالم لوگ شامل ہوئے تھے۔پس ہم اس پیغام کو عام کرنے کی اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں۔لیکن کیا آپ کو پتہ ہے کہ برطانیہ میں احمدی مسلمانوں کی تعداد صرف تیس ہزار ہے جبکہ باقی مسلمان دو ملین یا اس سے بھی زیادہ ہیں؟ پس امن کے قیام کے حوالہ سے جو کوششیں ہم کر رہے ہیں وہ دو تین ملین مسلمانوں کی کوششوں سے کہیں زیادہ ہیں۔پس ہم تو کوششیں کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

☆......**اس کے بعد ایک انگریز مہمان نے سوال کرتے ہوئے کہا کہ حضور انور نے آج کی تقریر میں اسلامی جنگوں کی بات کی ہے۔اگر یہ جنگیں دفاعی تھیں تو مسلمانوں کی حکومت ایک طرف سپین اور دوسری طرف انڈیا تک کیسے پہنچ گئی؟ اس میں تضاد لگ رہا ہے۔کیا آپ اس حوالہ سے کچھ بتا سکتے ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں نے اپنی تقریر میں انڈیا کے جنوبی حصہ کا ذکر کیا ہے، اس میں سندھ کا ذکر نہیں کیا۔انڈیا میں اسلام سب سے پہلے جنوبی علاقہ کی طرف سے داخل ہوا اور اس کے بہت عرصہ بعد محمد بن قاسم نے سندھ پر حملہ کیا تھا۔یہ دونوں باتیں الگ الگ ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس کے علاوہ مَیں نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا تھا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین اور اسلام کی پہلی صدی میں جو جنگیں لڑی گئیں وہ ممالک پر قبضہ کرنے کیلئے نہیں لڑی گئیں تھیں بلکہ وہ جنگیں صرف اس لئے ہوئیں کہ دوسری قوموں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے کی کوشش کی اور اس کے جواب میں مسلمانوں کو جنگ لڑنا پڑی۔

☆......**اس کے بعد لندن ٹی وی کی نمائندہ صحافی Juliet نے سوال کیا کہ بعض مسلمان کہتے ہیں کہ Poppy Appeal غیر اسلامی ہے لیکن احمدی مسلمان تو poppy appeal کو سپورٹ کرتے ہیں۔احمدی مسلمانوں اور دیگر مسلمانوں کی سوچ میں یہ فرق کیوں ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: دوسرے مسلمانوں کا تو ہمیں پتہ نہیں۔ہمیں تو صرف اپنا پتہ ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس وقت ہم ہی وہ مسلمان ہیں جو حقیقی اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وطن سے محبت مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے۔پس اگر برطانیہ ہمارا ملک ہے اور ہم یہاں سے ہر قسم کے فوائد حاصل کرتے ہیں تو پھر ہمارا فرض ہے کہ ہم اس ملک سے پیار کریں۔پس اگر آپ اپنے ملک سے پیار کرتے ہیں تو پھر poppy appeal ہو یا اس طرح کی کوئی اور چیز ہو اس کا حصہ بننا ہوگا۔

اسی صحافی خاتون نے مزید سوال کیا کہ بعض پڑھے لکھے نوجوان بھی جہاد کی فلاسفی میں آسانی سے پھنس جاتے ہیں؟ ایسے نوجوانوں کو برطانیہ اور دیگر ممالک میں کیسے روکا جائے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ یہ لوگ مایوسی کا شکار ہیں۔ان میں سے بعض پڑھے لکھے تو ہیں لیکن انہیں نوکریاں نہیں مل رہیں۔ابھی حال ہی میں خبروں میں آیا تھا کہ یوکے میں بے روزگاری کی شرح میں کچھ کمی واقع ہوئی ہے لیکن اس کا سب سے کم فائدہ نوجوانوں کو ہوا ہے۔پس اگر تعلیم ہونے کے باوجود انہیں نوکریاں نہیں مل رہیں تو وہ مایوسی کا شکار ہونے لگ جاتے ہیں اور اسی حال میں جب وہ مولویوں کے پاس جاتے ہیں تو مولوی اُن سے کہتے ہیں کہ اگر آپ ISIS میں شامل ہوجاؤ تو تمہیں 7 ہزار ڈالرز یا اتنی رقم یکمشت ملے گی جبکہ اتنی رقم ہر ہفتہ یا ہر مہینہ ملے گی۔تو نوجوانوں کے لئے نوکریاں پیدا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔مَیں خود ایک ایسے نوجوان کو جانتا ہوں جو کہ احمدی نہیں ہے اور اُس نے کیمسٹری میں پی۔ایچ۔ڈی کر رکھی ہے لیکن اس کو مناسب نوکری نہیں مل رہی اور بس ڈرائیور کی نوکری کر رہا ہے۔یعنی کیمسٹری میں پی ایچ ڈی کرنے کے بعد بھی وہ اپنی قابلیت ضائع کر رہا ہے۔اور یہی چیزیں مایوسی کا باعث بنتی ہیں اور پھر مایوسی ان کو اس قسم کے گھناؤنے کاموں پر مجبور کرتی ہے۔

☆......**اس کے بعد خاتون صحافی ڈاکٹر Erica Hugg جو کہ لندن کے مشہور اخبار Asian News کی نمائندہ تھیں انہوں نے پوچھا کہ اس دنیا میں امن اور ہم آہنگی کے قیام میں عورت کا کیا کردار ہوسکتا ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: اصل کردار تو ہے ہی عورت کا نہ کہ مرد کا۔کیونکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر عورت اپنے بچوں کی اس طرز پر تربیت کرتی ہے کہ وہ معاشرہ کا، قوم کا، ملک کا اور اپنے مذہب کا مفید وجود بن جائیں تو وہ عورت دراصل جنت میں ایک گھر بنا لیتی ہے۔

موصوفہ نے کہا کہ آپ کا لندن اور Midlands میں موجود ایشین لوگوں کیلئے کیا پیغام ہوگا؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: میرا پیغام وہی ہے جو میں نے اپنی تقریر کے آخر میں کہا ہے کہ لوگ اپنے خالق کو پہچانیں۔اور مسلمانوں کو یہ بات بالخصوص یاد رکھنی چاہئے کہ قرآن کریم کی پہلی سورۃ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔اگر آپ کا اس آیت پر ایمان ہے تو پھر آپ کبھی بھی دوسرے کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

اردو میڈیا کے نمائندگان کے ساتھ
پریس کانفرنس

اس کے بعد اردو میڈیا سے تعلق رکھنے والے نمائندگان کے ساتھ پریس کانفرنس کا پروگرام شروع ہوا جس میں متعدد اخبارات و رسائل کے نمائندگان صحافی اور ممبر آف یورپین پارلیمنٹ امجد بشیر صاحب شامل ہوئے۔

☆......**ایک صحافی نے سوال کیا کہ** اس دفعہ آپ نے ISIS کے بارہ میں بہت زور دیا ہے۔اس کی کوئی خاص وجہ؟

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس لئے کہ یہاں کے لوگ جاننا چاہتے ہیں کہ ISIS کے بارہ میں اسلام کیا کہتا ہے؟ میں نے انہیں بتایا ہے کہ اس حوالہ سے قرآن کیا کہتا ہے۔اور اگر ISIS اس کے خلاف کر رہی ہے تو وہ اسلام نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:

کچھ میڈیا نے یہ معاملہ اُٹھایا ہوا تھا اور کچھ ISIS نے خود بھی باتیں کیں کہ ہمارے یہ پروگرام ہیں۔پس مَیں نے تو یہی بتانا تھا کہ اصل اسلام کی تعلیم کیا ہے۔میں نے ابھی چند پہلو بتائے ہیں ورنہ قرآن کریم تو ایسی باتوں سے بھرا پڑا ہے جہاں امن وسلامتی، پیار اور محبت کا ذکر ہے۔

☆......**اسی صحافی نے پوچھا کہ** ISIS اب عراق اور شام سے نکل کر پاکستان بھی پہنچ گئے ہیں اس بارہ میں آپ کا کیا خیال ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پاکستانیوں کا تو یہ حال ہے کہ جس کی لاٹھی اُس کی بھینس۔جہاں دیکھتے ہیں کہ زور ہے وہاں ساتھ ہوجاتے ہیں۔پاکستان میں ISIS آ تو گئی ہے لیکن ابھی تک صرف لاہور کے ایک علاقے کی خبر آئی تھی کہ وہاں ISIS پہنچی ہے۔مگر طالبان اور القاعدہ کی طرف سے پہلے بیان آیا تھا کہ وہ انہیں join کر رہے ہیں۔لیکن اس کے بعد ان کے کسی اور لیڈر کا بیان آیا کہ ہم تو ان کے خلاف ہیں، ہم ان کے ساتھ نہیں مل سکتے۔ہم تو 'مُلاّ عمرؒ' کے مرید ہیں یا اس کی پارٹی کے ہیں۔تو دیکھنے والی بات یہ ہے کہ وہ کس حد تک ISIS کے ساتھ sincere ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: باقی یہ بھی مَیں نے کہہ دیا ہے کہ جس تیزی سے یہ بڑھ رہی ہے اُسی تیزی سے اُس نے پیچھے بھی ہٹنا ہے بشرطیکہ حکومتیں بھی انصاف پسند ہو جائیں۔اور جو مسلمان حکومتیں ہیں وہ بھی انصاف پسند ہوں۔اور جو ان کے مددگار ہیں وہ بھی اس چیز کو realize کر لیں کہ یہ صرف مسلمان ملکوں میں نہیں رہے گی بلکہ اس نے ان کے ہاں بھی پہنچنا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اب آسٹریلیا والوں نے بھی وہاں بڑی alarming صورتحال کا اعلان کر دیا ہے۔تو آپ ٹھیک کہتے ہیں کہ یہ پھیل رہی ہے۔پاکستان، آسٹریلیا اور انڈونیشیا اور پتا نہیں far east میں کہاں کہاں تک چلی گئی ہے؟۔لیکن اس کے نام کا ہوا جو بیٹھ گیا ہے وہ اسی کا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔باقی ان کی طاقت اتنی زیادہ نہیں ہے۔طاقت وہیں اسی جگہ contained ہے جو عراق اور Syria کا علاقہ ہے۔

☆......**نمائندہ نے کہا کہ** مسئلہ یہ نہیں کہ ISIS پاکستان میں ہے یا نہیں ہے لیکن مسئلہ صرف یہ ہے کہ اب تک امریکہ نے یا رشیا نے یا دیگر بڑی طاقتوں نے کوئی ایسا قدم عملی طور پر نہیں اٹھایا ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

انہیں کی پیداوار ہے۔انہوں نے کیا قدم اٹھانا تھا؟ میں نے یہی تو اشارہ کیا تھا کہ انہی کی پیداوار ہے۔کل امریکہ نے کہا ہے کہ پہلے 1500 فوجی بھیجے تھے، اب ہم 1500 فوجی دوبارہ بھیج رہے ہیں۔وہ تو یہی خبریں شائع کر رہے ہیں۔

☆......**نمائندہ نے کہا کہ** اب ہمارے چار Militants ہوتے ہیں اور ڈرون attack کر کے چاروں کو مار دیتے ہیں۔ان کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ کہاں کہاں موجود ہیں۔لیکن ISIS پر ابھی تک ایک ڈرون حملہ بھی نہیں ہوا۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہی تو مَیں کہہ رہا ہوں۔ان کے پاس ایسے ایسے sophisticated اور precision والے ہتھیار آچکے ہیں کہ target کر کے جہاں مارنا چاہیں مار دیں۔لیکن وہ مارنا ہی نہیں چاہتے۔وہ چاہتے ہیں کہ تھوڑی سی disturbance بھی رہے تا کہ ہمارا کاروبار بھی چلتا رہے۔ہماری اسلحہ کی انڈسٹری بھی چلتی رہے اور مسلمان ملکوں کی ترقی بھی نہ ہو۔

☆......**اس کے بعد ایک نمائندہ صحافی نے سوال کیا کہ** آپ نے بتایا ہے کہ ISIS کے پیچھے بھی کسی کا ہاتھ ہے۔اس بارے میں ہمیں interfaith والوں کے فون آتے ہیں کہ آپ ISIS کے اوپر کوئی بات کریں۔تو ہم یہاں کی آبادی میں اس پیغام کو کس طرح propogate کر سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہی ذمہ داری تو میں نے ڈالی ہے۔میں نے تبھی لوگوں سے کہا ہے کہ تمہارا کام ہے کہ خود بھی کرو اور اپنی حکومتوں کو اور politicians کو pressurize کرو اور influential لوگوں سے کہا ہے کہ تم لوگوں کا کام ہے کہ اپنے اپنے علاقے میں اس پیغام کو پھیلاؤ تو پھر ISIS کا اختتام تیس یا سو سال کی بات نہیں رہے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک بات اور بتا دوں کہ جب تک مسلمانوں میں unity پیدا نہیں ہوگی غیر مسلم طاقتیں انہیں کبھی بھی ترقی نہیں کرنے دیں گی اور یہی ان کا plan ہے۔لبنان ترقی کر رہا تھا تو تباہ کر دیا۔لبنان کا شہر 'بیروت' پیرس بن رہا تھا لیکن تین سال میں کھنڈر بنا دیا۔اسی طرح عراق کے شہر بغداد کے بارے میں بھی کہتے تھے کہ وہ بھی یورپ کا کوئی شہر بن رہا ہے۔لیکن سال کے اندر اندر اس کو اڑا کے رکھ دیا۔لیبیا میں کیا ہوا؟ اب وہاں پر کوئی حکومت ہی نہیں ہے۔تو یہ اگر مسلمان مل کر کوشش کریں تو بہت کچھ ہوسکتا ہے۔

☆......**اس کے بعد یورپین پارلیمنٹ کے ممبر (MEP) امجد بشیر صاحب** نے کہا کہ اس ملک کی ترقی میں ہمارے پاکستانیوں اور مسلمانوں کا بھی بڑا ہاتھ ہے۔ہمارے آباء نے بڑی محنت کی اور بارہ بارہ گھنٹے کام کیا۔اس کی وجہ سے ہمارا بڑا وقار تھا۔ ٹھیک ہے ہمیں بھی فوائد ملے لیکن ہم نے بھی contribution کی ہے۔لیکن اس وقت ہم پر دو الزام لگ رہے ہیں۔ایک extremism کا اور دوسرا 'چائلڈ سیکس گرومنگ' کا۔میرا سوال ہے کہ ہم کیسے ان الزامات کو ردّ کریں۔اپنا وقار بڑھائیں اور اپنے نوجوانوں کو اچھے راستے پر لے کے آئیں؟

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب آپ یہاں آئے تھے تو آپ کے ساتھ خود غرض مُلاّں نہیں آیا تھا۔ آپ کے والدین آئے تھے۔وہ محنت کرنے آئے تھے بلکہ حکومت کی طرف سے انہیں لایا گیا تھا۔اس وقت حکومت کو انڈسٹری میں ان کی ضرورت تھی۔انہوں نے محنت کی، سب کچھ کیا لیکن محنت میں اتنے involve ہوگئے کہ اپنے بچوں کو دنیاوی تعلیم تو دے دی لیکن دوسری تعلیم نہیں دے سکے جو دین کی تعلیم تھی۔پھر جب احساس

ہوا کہ ہم نے دینی تعلیم دینی ہے پھر vested interest والے مُلّا کو import کیا گیا جس نے آ کر مسجد کے نام پر اسلام کی غلط تعلیم پیش کرنی شروع کر دی۔ ایک دوسرے کو فرقہ بازی کی تعلیم دینی شروع کر دی۔ وہیں سے تو یہ radicalization شروع ہو گئی تھی۔ یہ سب آج سے تیس چالیس سال پہلے سے شروع ہو چکا تھا اور آج اس کی انتہا ہو گئی ہے۔ جب مُلّاں نے اپنا کردار ادا کیا اور لوگ پڑھ لکھ بھی گئے تو ان میں frustration پیدا ہوئی۔ اس لئے کہ ان کو صحیح طرح jobs نہیں مل رہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: اب پچھلے دنوں خبر آئی تھی کہ یوکے میں unemployment rate میں کافی کمی پیدا ہوئی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی تھا کہ جو unemployment rate میں کمی آئی ہے اس میں سب سے کم فائدہ youth کو ہوا ہے۔ وہ frustrated لوگ جو پڑھے لکھے ہیں انہوں نے پھر کہیں تو جانا تھا؟ جب ان کو القاعدہ اور دوسری جگہوں سے ایک وقت میں چھ چھ ہزار ڈالر مل جاتے ہیں اور پھر ماہوار بھی ملتے رہتے ہیں تو وہاں چلے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: آپ یورپی یونین میں ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ recently آپ کی یونین میں ہی پارلیمنٹ میں ایک انٹیلی جنس کی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ اس میں انہوں نے یہی کہا ہے کہ 'وہابیت' کے فروغ کے لئے اسلامک گروپس کی طرف سے ملینز آف ڈالر خرچ کئے جا رہے ہیں یا شیعوں کو مارنے کے لئے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ تو ہم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے پر اور فسادوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اب سعودی عرب میں پچھلے دنوں شیعوں کو مار دیا۔ وہاں ایک چینل چلتا ہے جو شیعوں کے خلاف کچھ نہ کچھ بولتا رہتا ہے اور اس کی وجہ سے بھی لوگ radicalized ہوتے ہیں۔ تو وہاں کے منسٹر آف کلچر کو کچھ عقل آئی اور اس نے یہ چینل بند کر دیا۔ لیکن اگلے ہی دن بادشاہ نے اس منسٹر کو sack کر دیا اور چینل دوبارہ شروع ہو گیا۔ تو ہم خود مسلمان ہی اس کی وجہ بن رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں نے یہ اس لئے کہا ہے کہ آپ جب تک خود نہیں بدلتے، کچھ نہیں ہو سکتا۔ کوئی سال ڈیڑھ سال کی بات ہے کہ امریکہ نے پاکستان کو ساٹھ ملین ڈالرز کی امداد دینی تھی جو سعودی عرب کے ذریعے دی گئی۔ سعودی عرب کے ذریعہ کیوں دی؟ اس لئے کہ تم نے جو شیعوں کے خلاف فساد پیدا کرنا ہے یا کسی گروپ کے خلاف فساد پیدا کرنا ہے وہ کرو تا کہ ہم ڈائریکٹ involved نہ ہوں۔ تو ہم مسلمان جب تک خود اپنی اہمیت کو realize نہیں کریں گے اس وقت تک یہی کچھ ہوتا رہے گا۔ اس لئے ہمیں ایک ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: انگلش پریس کانفرنس میں کسی نے پوچھا تھا تو میں نے اسے یہی کہا تھا کہ جب مسلمان ایک ہو جائیں گے، ایک طاقت بن جائیں گے تو نہ امریکہ کی طاقت ہمارے مقابلے میں کچھ کہہ سکتی ہے نہ کوئی اور ویسٹرن طاقت رہ سکتی ہے۔ پس اگر مسلمان ایک ہو جائیں تو نہ آپ کو یہ شکوہ ہو گا کہ ہم نے اِن کو کیا دیا اور انہوں نے ہمیں کیا دیا؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ نے ان کے لئے محنت کی تو انہوں نے آپ کو تعلیم دے دی۔ ایک عام فیملی کا بچہ جو پاکستان یا انڈیا سے یہاں آیا تھا وہ اگر وہاں ہی رہتا تو اس کا بچہ زیادہ سے زیادہ میٹرک پاس ہوتا۔ یہاں آ کر اس نے پی ایچ ڈی بھی کر لی، اس نے ایم بی بی ایس کر لیا، مزید specialization کر کے consultant بن گیا۔ کوئی انجنیئر بن گیا تو کوئی scientist بن گیا۔ انہوں نے آپ کو تعلیم تو دی لیکن یہاں بھی saturation کی ایک حد ہے۔ اور جب 2008ء کے بعد دنیا میں crisis آیا۔ اس کے بعد سے دیکھ لیں یہ سارا زوال شروع ہو گیا۔ جب ان تعلیم یافتہ لوگوں کی کھپت نہیں ہو سکی تو یہی frustrated لوگ تھے جن کو مُلّاں نے گھیر لیا۔ انہوں نے کہا چلو ان کو قابو کرو۔ تو بہت سارے فیکٹرز اس میں involve ہو گئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مذہب سکھانے کے لئے مسجدوں کا اجراء کیا۔ مذہب کیا آنا تھا ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے والا بنا دیا۔ تو ہمیں یہ سوچنا چاہئے، غور کرنا چاہئے، ہمارے اندر کہاں کہاں غلطیاں ہیں؟ اپنی غلطیوں پہ نظر رکھیں۔

☆......**اس کے بعد ایک نمائندہ نے کہا کہ** آپ کی speech بہت اچھی تھی۔ لیکن برطانیہ کے اندر جو مسلمان طبقہ موجود ہے اس حوالہ سے مَیں بات کر رہا ہوں کہ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ جو کمیونٹیز کے اندر سے radicalization کے خلاف آوازیں اٹھ رہی ہیں وہ اس سیمینار کی صورت میں ہوں یا کسی اور پروگرام کی صورت میں ہوں؟ کیا main stream Britian ان باتوں کو نوٹ کر رہا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
یہ آوازیں ہر ایک حلقے میں اٹھنی چاہئیں۔ جو یہاں 2.3 ملین مسلمان ہیں اُن تک یہ آواز پہنچنی چاہئے۔ آپ لوگوں کو بھی اپنے اپنے حلقے میں یہ آواز اٹھانی چاہئے۔ اس قسم کے functions آرگنائز کرنے چاہئیں۔ مجھے دیکھ لیں، مَیں اب آپ کی ایسٹ لندن کی مسجد میں جا کر تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مَیں تو اپنی مسجد میں ہی کہہ سکتا ہوں۔ پانچ سات ہزار یا آٹھ ہزار آدمی جو میرے پیچھے جمعہ پڑھنے آتے ہیں یا جو سنتے ہیں انہی سے کہہ سکتا ہوں۔ تو اگر آپ اپنی مسجد کے منبر پر یہ پابندی لگا دیں کہ اس منبر کے ذریعہ ایک دوسرے کے خلاف باتیں کرنے کے بجائے صحیح اسلامی تعلیم دینی ہے۔ اب دیکھیں میں نے قرآن شریف کی آٹھ دس آیتوں کے حوالے سے ہی بتایا۔ یہ صرف آٹھ دس آیتیں تو نہیں جو امن اور سلامتی کا پیغام دیتی ہیں یا جنگوں کے طریقے بتاتی ہیں؟ یہ تو بیشمار ہیں۔ تو ان لوگوں کو بتائیں کہ اصل اسلامی تعلیم یہ ہے۔

جب اتنی مسجدیں بن چکی ہیں اور لوگوں کا مسجدوں کی طرف جانے کا رجحان بھی زیادہ ہو گیا ہے تو آپ مولویوں سے یا جو سکالرز وہاں تقریریں کرتے ہیں ان سے جب یہ کہیں گے کہ تم نے امن اور سلامتی کی باتیں کرنی ہیں نہ کہ غلط قسم کے جہاد کی باتیں۔ تو خود ہی اِن لوگوں کے برین واش ہوتے رہیں گے اور جو انہیں غلط طریقے سے قائل کیا جا رہا ہے وہ ختم ہو جائے گا۔

☆......**ایک صحافی نے سوال کیا کہ کیا آپ کو آنے والے دنوں** میں برطانیہ میں موجود idealogical divide یا polarization کم ہوتی دکھائی دے رہی ہے یا بڑھتی نظر آ رہی ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ بڑھتی جائے گی۔ یہ کم کس طرح ہونی ہے؟ آپ خود دیکھ رہے ہیں کہ یہ تو بڑھ رہی ہے اور جس طرح میں نے بہت سارے فیکٹرز کا ذکر کیا ہے کہ نوجوانوں کو تعلیم کے باوجود جاب نہیں مل رہی۔ ابھی میں ایک مثال دے رہا تھا کہ میں ایک مصری لڑکے کو جانتا ہوں جس نے کیمسٹری میں پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے۔ اب جس نے پی ایچ ڈی کی ہے اس کی تو یہی خواہش ہو گی کہ میری تعلیم یا میرے status کے مطابق مجھے جاب ملے یا میں ریسرچ میں جاؤں۔ لیکن اسے کچھ نہیں ملا اور بالآخر وہ omnibus بس چلا رہا ہے۔ تو اس کے بچے یہی کہیں گے کہ ہمارے باپ نے پی۔ ایچ۔ ڈی کر کے کیا کر لیا جو ہم پڑھیں؟ بہتر ہے کہ کچھ اور ہی کرتے ہیں۔ اگر جان کی بازی لگ گئی تو ٹھیک ہے۔ ورنہ کم از کم ہر ماہ ڈالرز تو ملیں گے۔

پھر موصوف نے کہا کہ: آپ کی تقریر بہت شاندار تھی۔ آجکل سوشل میڈیا بہت طاقتور ہے۔ اس کے ذریعہ اس پیغام کو پھیلانا چاہئے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
یہ تو politicians کے ہاتھ میں ہے۔ میں تو politician نہیں ہوں۔ لیکن آپ تو politician ہیں اور آپ کے پاس طاقت بھی ہے تو آپ کم از کم Wales کے علاقہ میں یا اپنی constituencey میں ہی اس پیغام کو پھیلائیں۔ اسی لئے آج میں نے کہا ہے کہ ہر ایک عام آدمی جو اس ملک میں رہتا ہے اس کی بھی ذمہ داری ہے چاہے وہ انگریز ہے یا پاکستانی؟ آپ اس ملک میں رہتے ہیں، یہاں کی شہریت لی ہوئی ہے، یہاں کا پاسپورٹ لیا ہوا ہے۔ اس طرح اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے پاکستانی پاسپورٹ نہیں لیا یا جن مسلمان ملکوں سے آئے ہوئے ہیں وہاں کے پاسپورٹ نہیں لئے ہوئے اور صرف برٹش نیشنل ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ وطن کی محبت تمہارے ایمان کا حصہ ہے۔ کون سے وطن کی محبت؟ صرف اس وطن کی محبت جہاں تمہارا اپنا دین ہو یا جہاں آپ رہتے ہو؟ اس کو differentiate تو نہیں کیا گیا۔ تو پھر وطن کی محبت کا تقاضا ہے کہ جو لوگ یہاں آ رہے ہیں اور فائدہ اُٹھا رہے ہیں وہ یا تو فائدہ نہ اٹھائیں۔ اگر فائدہ اٹھا رہے ہیں تو پھر اس ملک کا جو حق ہے وہ بھی ادا کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دیکھیں! ہم تو ساری دنیا میں پیغام پہنچا رہے ہیں۔ ہمارے پاس جو میڈیا ہے، جو انٹرنیٹ ہے یا ہمارا ایم ٹی اے چینل ہے اس کے ذریعے سے پیغام پہنچا رہے ہیں۔ یا اب باہر کے میڈیا میں بھی ہمیں exposure ملنا شروع ہو گیا ہے۔ یہاں یوکے میں جماعت کو قائم ہوئے سو سال ہو گئے ہیں۔ لیکن پہلے کبھی 'بی بی سی' نے ہمارا پروگرام نہیں دیا۔ اب پچھلے دنوں میں آٹھ دس پروگرام دے دیئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک جرنلسٹ میرا انٹرویو لینے کے لئے بھی آ گئی اور بعد میں ایک پروگرام بنا دیا۔ مَیں جب آسٹریلیا گیا ہوں تو ان کا وہاں جو سب سے بڑا اینکر ہے اس نے پروگرام کیا۔ وہ پروگرام سینتالیس ملکوں میں سنا جاتا ہے۔ اس میں بتایا گیا کہ اسلام کا کیا پیغام ہے اور اسلام کی امن بارے میں کیا تعلیم ہے؟ بلکہ ہمارا رسالہ ریویو آف ریلیجنز ہے اس نے وہ انٹرویو شائع کرنا تھا تو اس نے ٹویٹ کر دیا۔ اس ملائیشین ریجن کے اینکر نے جو وہاں کا سب سے مشہور اینکر ہے اس نے اس Tweet کو دیکھا اور اپنے followers کیلئے retweet کر دیا کہ اس رسالہ میں جو انٹرویو آ رہا ہے وہ بڑا اچھا ہے۔ تو ہماری جہاں تک کوشش ہے ہم پیغام پھیلا رہے ہیں۔ اب میں آسٹریلیا گیا تھا۔ ایک خیال ہے کہ وہاں ان کے انٹرنیشنل پریس، ٹی وی چینلز اور نیوز پیپرز وغیرہ کے ذریعہ کم از کم تین کروڑ لوگوں تک یہ message پہنچا۔ پس ہم تو جو کوشش ہے وہ کر رہے ہیں۔ باقی دنیا کو بھی کوشش کرنی ہو گی۔

موصوف نے کہا کہ آخر میں چھوٹی سی ایک عرض ہے کہ 'مسلمان کون ہے؟' دراصل یہاں سے موومنٹ شروع ہونی چاہئے کہ دنیا میں ہر کلمہ گو مسلمان ہوتا ہے۔ کسی کو کافر کہنا جائز نہیں ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
بالکل جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن کریم میں یہ لکھا ہے کہ جو تمہیں آ کر سلام کہتا ہے اس کو بھی نہ کہو کہ تم کافر ہو۔

☆......**پھر ایک صحافی نمائندہ نے کہا کہ** میرے ذہن میں ایک سوال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عراق کے بعد لیبیا، افغانستان، سیریا جب ان کی حالت ابتر کر دی گئی تو اس کے بعد مسلم دنیا میں بالخصوص امریکہ کے خلاف اور بالعموم 'مغرب' کے خلاف سوالات اٹھنے شروع ہو گئے اور ایک دم ISIS بھی پیدا ہو گئی ہے۔ سنا ہے کہ ان کے پاس جو war equipment ہے اتنا حکومتوں کے پاس بھی نہیں ہے۔ وہ کہاں سے آ رہا ہے۔؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج یہی سوال تو میں نے اٹھایا تھا۔ چلیں فرض کر لیں کہ ان کے پاس equipment کہیں سے آ گیا ہے۔ فرض کریں میں نے آپ کو مار کر آپ سے ایک بڑی اچھی توپ چھین لی۔ اب میرے پاس اس کی گولیاں بھی تو ہونی چاہئیں؟ جب میں سو یا ہزار گولی چلا دوں گا تو باقی کا گولہ بارود میرے پاس کہاں سے آئے گا؟ ہر آرمی کا ایک اصول ہوتا ہے کہ جنگ کے دوران اگلی فوج کی supply line کاٹ دی جائے تا کہ اگلے soldiers اگر لڑ بھی رہے ہیں تو لڑتے رہیں۔ جب سپلائی لائن کٹ آف ہو جائے گی تو وہیں ٹریپ ہو جائیں گے۔ یہاں عجیب کمال ہے کہ نہ ان کی سپلائی لائن کٹتی ہے نہ ان کے تیل کے ٹینکر سمندروں میں روکے جاتے ہیں۔ آخر اس میں سے کچھ نہ کچھ بڑی طاقتوں کو بھی مل رہا ہے تبھی تو انہوں نے اجازت دی ہوئی ہے۔ ایران پر تو فوراً sanctions لگا دیتے ہیں اور اس کی جو پروڈکشن ہے وہ آدھی سے بھی کم ہو جاتی ہے لیکن ISIS پر کوئی روک نہیں لگائی جا رہی۔ یہ سب کیا ہے؟ کہاں سے اسلحہ آ رہا ہے؟ میں تو مسجد میں بیٹھنے والا آدمی ہوں۔ آپ دنیا دار آدمی ہیں، آپ مجھے بتائیں؟

☆......**ایک صحافی نے کہا کہ پہلے سوال ہوا تھا کہ چائلڈ سیکس گرومنگ کے حوالہ سے پاکستانیوں پر جو cases ہوئے ہیں اُس حوالہ سے بھی یہاں تشویش ہے۔**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
یہ اپنے دین سے پرے ہٹنے کی وجہ سے ہے۔ اگر دین کا صحیح علم ہو تو یہ چیزیں کیوں ہوں؟ اب جو فرسٹریشن ہوتی ہے وہ کہیں نہ کہیں تو نکالی ہوتی ہے۔ اس فرسٹریشن کو دور کرنے کے لئے ان چیزوں میں پڑ جاتے ہیں، جنگوں میں پڑ جاتے ہیں، فساد کرنے میں پڑ جاتے ہیں، چوریوں میں پڑ جاتے ہیں یا آپس میں لڑائیوں میں پڑ جاتے ہیں۔ اب کہتے ہیں کہ ایسٹ لندن یا برمنگھم کے بعض علاقوں میں لڑائیاں زیادہ ہوتی ہیں کیونکہ وہاں مسلمان زیادہ ہیں۔ اب یہ مجھے کسی احمدی نے نہیں بتایا۔ دوسرے دوست ہی بتاتے رہتے ہیں کہ اس طرح باتیں ہو رہی ہیں۔ تو یہ کیوں ہو رہا ہے؟ اسی لئے کہ ہم نے جس غرض کے لئے مسجدیں بنائی تھیں وہ حاصل نہیں ہوتی۔ مسجدیں کس لئے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے بندے کو دو قسم کے حقوق ادا کرنے کا کہا ہے۔ ایک خدا تعالیٰ کا حق اور دوسرا بندوں کا حق۔ اگر ان مسجدوں سے نہ خدا کا حق ادا ہو رہا ہو، نہ بندوں کا حق ادا ہونے کی تلقین کی جا رہی ہو اور غلط قسم کی باتیں سکھائی جا رہی ہوں تو کیا ہو گا؟ جب ان کی اپنی حالت ایسی ہے تو انہوں نے یہ چائلڈ سیکس گرومنگ اور child abuse وغیرہ ہی کرنی ہے۔

یہ پریس کانفرنس رات ساڑھے دس بجے تک جاری رہی۔

.... **(باقی آئندہ)**

بقیہ: انگلستان کے 48ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 30؍اگست 2014ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دوسرے دن بعد دوپہر کا خطاب

اگلے دن بات شروع ہوئی تو انہوں نے کہا کہ مجھے امام مہدی اور مسیح موعود کے دعوے کے بارے میں کچھ بتائیں۔ جب انہیں تفصیلات بتائی گئیں تو کہنے لگے کہ وحی کا نزول بند ہو چکا ہے اور نبی کا آنا بہت مشکل ہے کیونکہ آیت خاتم النبیین اس راہ میں رکاوٹ ہے۔ ہم نے مختلف آیات اور مثالیں پیش کیں کہ قرآن کریم کی رُو سے تو وحی کا نزول بند نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات ازلی اور ابدی ہیں۔ پھر انہوں نے دجال کے ظہور اور مسیح موعود کے نزول کے بارے میں سوال کیا۔ جب انہیں اس کا جواب دیا گیا، سمجھایا گیا اور بتایا گیا کہ سعودی عرب سمیت تمام اسلامی ممالک اور معاشرے جس پریشانی کا شکار ہیں اور طرح طرح کے فتنوں نے انہیں گھیرا ہوا ہے، ہر طرف سے سازشوں کا شکار ہو رہے ہیں اور یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد بھی آپ دجّال کے منتظر ہیں۔ کس دجال کے منتظر ہیں؟ بہرحال ان سے باتیں ہوئیں۔ قرآن کریم کی اس بارے میں تین چار آیات تھیں۔ وفات مسیح کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظریہ پیش کیا گیا۔ قرآن کریم کی آیات پیش کی گئیں۔ کہنے لگے کہ وفاتِ مسیح کی تو مجھے سمجھ آ گئی ہے اور مَیں اعلان کرتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ وفات پا گئے ہیں اور آسمان سے نازل نہیں ہوں گے۔ پھر کہنے لگے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کو اعجاز کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ امام مہدی اور مسیح موعود کا معجزہ کیا ہے؟ ہم نے حضور کی پیشگوئیوں اور اکناف عالم میں اشاعت اسلام کی کاوشوں کا ذکر کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اعجاز کا ذکر کرتے ہوئے وفاتِ مسیح کے اعلان کو بطور نشان پیش کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی آیات کی رو سے جب یہ انکشاف فرمایا تو ہر طرف سے کفر کے فتوے لگنے لگے لیکن آج ارض حجاز کا ایک باشندہ یہ اعلان کر رہا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا گئے ہیں تو یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اعجاز ہی ہے۔ پھر اور باتیں ہوتی رہیں اور بہرحال کافی ایمان افروز واقعات یہاں بھی ہوتے رہے۔

اخبارات میں جماعتی خبروں اور مضامین کی تشہیر

اخبارات میں بھی جماعت کی خبریں اور آرٹیکلز وغیرہ شائع ہوتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے قبولیت کی ایسی خاص ہوا چلائی ہے کہ میڈیا کی بڑی توجہ پیدا ہوئی ہے۔ مجموعی طور پر پندرہ سو پچاس اخبارات نے تین ہزار آٹھ سو چھبیس جماعتی مضامین، آرٹیکلز اور خبریں وغیرہ شائع کیں۔ ان اخبارات کے قارئین کی مجموعی تعداد پچپن کروڑ چودہ لاکھ پینسٹھ ہزار بنتی ہے۔

لیفلیٹس اور فلائرز کی تقسیم

لیفلیٹس، فلائرز کی تقسیم کے منصوبہ کے ذریعہ بھی مجموعی طور پر ایک کروڑ چونتیس لاکھ سے زائد لیفلیٹس تقسیم ہوئے۔ اس بارے میں امریکہ میں بھی بڑا کام ہوا ہے۔ سپین میں جامعہ کے طلباء کو بھیجا گیا تھا انہوں نے کافی بڑی تعداد میں تقسیم کیا۔ کینیڈا والوں نے اور جرمنی نے بھی کام کیا۔ سوئٹزرلینڈ، سویڈن، ٹرینیڈاڈ، دنیا کے ہر ملک میں اللہ کے فضل سے ایک ہوا چلی ہوئی ہے اور کام ہو رہا ہے۔ سپین میں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہاں سے جو جامعہ کے فارغ التحصیل تھے ان لڑکوں کو، مربیان کو بھیجا گیا تھا۔ اب تو وہ لڑکے نہیں رہے۔ اس مہم کے ذریعے سپین کے کل ستانوے شہروں میں پمفلٹ تقسیم کئے گئے اور ایک بہت بڑا حصہ کور کیا گیا۔ انہوں نے تین لاکھ کے قریب پمفلٹ تقسیم کئے۔ اس بارے میں ہمارے ایک مربی جو گئے تھے وہ لکھتے ہیں کہ وہاں سپین میں ایک لوکل دکاندار کو ایک پمفلٹ دیا جو سبزیاں بیچ رہا تھا۔ ہم اسے پمفلٹ دے کر آگے چلے گئے۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد جب دوبارہ اس کی دکان کے سامنے سے گزرے تو اس نے ہمیں اپنی دکان کے اندر بلا لیا۔ اس کو جب یہ بتایا گیا کہ ہم حقیقی اسلام کا پیغام جو کہ امن اور شانتی کا پیغام ہے لے کر لندن سے یہاں آئے ہیں تو اس نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور کہنے لگا مَیں آپ کو سلام پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد اصرار کرتا رہا کہ ہمارے ساتھ کھانا کھائیں۔ جب ہم نے اسے بتایا کہ ہمارے پاس اس وقت زیادہ وقت نہیں ہے، ہم نے اور لوگوں تک بھی یہ پیغام پہنچانا ہے تو اس نے زبردستی کھانے کی چیزیں ہمیں ساتھ لے جانے کے لئے دے دیں اور جاتے وقت یہ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیاب کرے۔ اسی طرح مردوں کے، عورتوں کے اور بہت سارے واقعات ہوئے ہیں۔

اسی طرح لیفلیٹس تقسیم کرتے ہوئے بہت سارے واقعات ہیں چند ایک پیش کرتا ہوں۔

مبلغ انچارج صاحب سویڈن لکھتے ہیں کہ ایک روز جب خاکسار کی بیٹی شاپنگ سنٹر میں لیفلٹ تقسیم کر رہی تھی تو ایک صومالی نوجوان نے بروشر لینے کے بعد پوچھا کہ آپ کے امام صاحب سے کیسے رابطہ ہو سکتا ہے؟ اس پر اس کو فون نمبر دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے خاکسار سے رابطہ کیا اور بتایا کہ میرے دادا احمدی تھے اور میری والدہ بھی احمدی ہیں مگر میں احمدی نہیں ہوں۔ لیکن میری والدہ نے مجھے بتایا تھا کہ میرے والد مرحوم کی یہ خواہش تھی کہ مَیں بھی احمدیت قبول کر لوں لیکن میرا کبھی کسی احمدی سے رابطہ نہیں ہوا۔ آج اس بروشر کے ذریعے سے اب مَیں احمدیت کے بارے میں تحقیق کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ان کو لٹریچر مہیا کیا گیا۔ ان کے سوالات کے جوابات دیئے گئے اور چند دن کے بعد وہ آئے اور انہوں نے کہا مجھے شرح صدر ہو گیا ہے اور بیعت کر لی۔

دہلی میں بک فیئر کے دوران نیشنل بک ٹرسٹ آف انڈیا کی طرف سے ایک خصوصی نشست منعقد ہو رہی تھی جہاں امن اور شانتی کی بات ہوئی۔ ہماری ایک لجنہ ممبر نے جو لیفلیٹس تقسیم کر رہی تھیں اسٹیج پر جا کر ایک مقرر کو World crisis and the pathway to peace والا لیفلیٹ دیا۔ ایک نظر دیکھنے کے بعد تقریر کرنے والے شخص نے موجود حاضرین سے کہا کہ اب مَیں یہ آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا ہوں اور لیف لیٹ کا پورا مضمون ایک بڑی تعداد میں موجود حاضرین کو پڑھ کر سنایا اور بعد ازاں موقع پر موجود تمام حاضرین میں لیفلیٹ تقسیم کئے جنہوں نے اس پیغام کو بہت پسند کیا۔

ایک دوست کلیئر گبسن (Claire Gibson) صاحب نے لیف لیٹ ملنے کے بعد تبصرہ کیا کہ مجھے آپ کا اہم اور تفصیلی لیفلیٹ وصول ہوا۔ میں مسلمان نہیں عیسائی ہوں لیکن مجھے ان معلومات کو پڑھ کر بہت مزہ آیا۔ یہ بہت اعلیٰ طریقے سے لکھا گیا ہے اور یہ زندگی کے اہم پہلو بیان کرتا ہے۔ بطور عیسائی ہم بھی انہی قدروں کا ادراک کرتے ہیں لیکن بدقسمتی سے معاشرے میں اس کی کمی ہے۔ میرے خیال سے تمام مذاہب کو اکٹھے ہو جانا چاہئے اور بچوں کو پیروی کرنے کے لئے راستہ مہیا کرنا چاہئے کیونکہ کسی قدر کے خلاف جانا اور پھر اس پر فخر محسوس کرنا مناسب نہیں۔

اسی لئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے تھے کہ اکٹھا کریں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہی کام جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔

بہرحال ہالینڈ سے بھی واقعات ہیں اور مختلف اَور ممالک سے بھی واقعات ہیں۔

بعض دفعہ ایسے واقعات ہو جاتے ہیں کہ اگر کوئی غلط کام کرے تو اللہ تعالیٰ فوری طور پر پکڑ بھی لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مختلف طریق ہیں۔

عبدالباسط صاحب کینیڈا سے لکھتے ہیں کہ اپریل 2012ء کا واقعہ ہے کہ مجلس انصار اللہ کینیڈا کے تحت تبلیغ کا ایک سٹال ایک مارکیٹ میں لگایا گیا۔ ایک روز ہم معمول کے مطابق تبلیغ کر رہے تھے اور ہر گزرنے والے کو فلائر دے رہے تھے۔ لوگوں کی اکثریت اس فلائر کو ہم سے لے لیتی مگر کچھ ایسے بھی تھے جو فلائرز لینے سے معذرت کر دیتے۔ وہاں ایک صومالین مرد اور عورت کو فلائر دیا جو انہوں نے پہلے تو لے لیا لیکن جب اس شخص نے کھڑے ہو کر اس لیف لیٹ کو پڑھا تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو برا بھلا کہنے لگا اور گالیاں دینے لگا۔ پھر وہ اس فلائر کو جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فوٹو تھی زمین پر گرا کر اپنے پاؤں کے نیچے کچل کر روندنے لگا اور گالیاں نکالتا رہا۔ اس کے ساتھ جو عورت تھی وہ اس کو منع کر رہی تھی مگر وہ باز نہیں آ رہا تھا۔ ہمارے ایک نو احمدی بھائی دانیال صاحب جو اس وقت سٹال پر موجود تھے ان کا غصہ اور صبر قابو سے باہر ہو رہا تھا۔ خاکسار نے دانیال صاحب کو صبر کرنے اور معاملہ کو اللہ پر چھوڑنے کے لئے کہا۔ دراصل اس شخص کی نیت یہ تھی کہ یہاں کوئی ہنگامہ آرائی ہو اور ہمارا سٹال بند ہو جائے۔ ہمارے سٹال کے سامنے جوتوں کا بڑا اسٹور تھا جس کے مینیجر بنگلہ دیشی مسلمان تھے وہ بھی یہ واقعہ دیکھ رہے تھے۔ قریباً دو گھنٹے بعد وہی شخص مع عورت کے ہاتھ میں خرید و فروخت کے تھیلے پکڑے ہوئے ہمارے سٹال کے آگے سے گزر کر جانے لگا کہ اچانک ہم سب کے سامنے وہ شخص عین اسی جگہ پر جہاں اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فوٹو والے فلائر کو پیروں کے نیچے رکھ کر روندا تھا وہ ایک دم گرا اور بیہوش ہو گیا۔ اس وقت اس کو طبی امداد دی گئی مگر ہوش نہ آئی۔ پھر ایمبولینس آئی۔ اس کو ہسپتال لے گئے۔ جب یہ واقعہ ہوا تو وہ عورت جو اس شخص کے ہمراہ تھی لوگوں کی بھیڑ میں ہم سے معافی مانگنے لگی۔ کہنے لگی کہ فلائر اور فوٹو کی بے حرمتی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سب کچھ سزا ملی ہے۔ ہمیں معاف کر دیں۔ وہ بزرگ یقیناً اللہ کے پیارے بندے تھے جن کی اس شخص نے ہتک کی تھی۔

رشین ڈیسک کے تحت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی وسیع کام ہو رہا ہے۔ کتابیں اور خطبات کا ترجمہ اور اب تو رشین خط لکھتے ہیں کہ ہمیں بڑی سہولت ہو گئی ہے کہ باقاعدہ ہم ایم ٹی اے پر بھی دیکھ لیتے ہیں۔

بنگلہ ڈیسک کے ذریعہ بھی کافی کام ہو رہا ہے اور ایم ٹی اے پر پروگرام بھی لائیو چل رہے ہیں۔

فرنچ ڈیسک کے ذریعے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی وسیع کام ہو رہا ہے۔ کتابوں کے ترجمے وغیرہ ہو رہے ہیں۔

چینی ڈیسک کے ذریعے بھی اس دفعہ دو کتابیں انہوں نے شائع کی ہیں جن کا پہلے مَیں ذکر کر چکا ہوں۔

ٹرکش ڈیسک کے ذریعے بھی ترکی میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ چار پانچ کتابیں شائع کی گئی ہیں۔

عربی ڈیسک کے ذریعہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پانچ کتب کے تراجم پرنٹنگ کے لئے بھجوائے جا چکے ہیں۔ روحانی خزائن جلد پانچ، (آئینہ کمالات اسلام)، روحانی خزائن جلد گیارہ (انجام آتھم)۔ نور القرآن ہر دو حصص۔ احمد المہدی وغیرہ یہ شائع ہوئی ہیں۔ خطبہ الہامیہ، مواہب الرحمن، سرّ الخلافۃ یہ سب تیار ہو چکی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہو جائیں گی۔

ایم ٹی اے اور عربی پروگراموں کے بارہ میں تاثرات

ایم ٹی اے اور عربی پروگراموں کی وجہ سے جو تاثرات ہیں ان میں الجزائر کے دوست توفیق احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں جوانی میں جب سترہ سال کا تھا تو میں نے ایک بڑی ہی عجیب رؤیا دیکھی کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی عجیب کپڑوں میں دیکھا جو کہ میں نے پہلے نہیں دیکھے تھے۔ یعنی عرب لباس نہ تھا۔ دوسری عجیب بات جو میرے سامنے آئی وہ یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عربی بولتے تھے مگر اس وقت جو زبان بول رہے تھے مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ بات آئی گئی ہوگئی۔ وقت کے ساتھ وہ ایک دن ایسے دوست سے ملے جنہوں نے جماعت کا تعارف کروایا اور بعض کتب سلسلہ بھی دیں۔ ایک کتاب پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی تو بے اختیار یہ کہہ اٹھے کہ خدا کی قسم! یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں نے ان کو خواب میں دیکھا تھا۔ بعد میں میرے دوست نے بتایا کہ یہ امام مہدی ہیں اور ان کی زبان اردو ہے جس سے مجھے اپنی خواب کی تعبیر سمجھ آگئی اور فوراً بیعت کرلی۔

پھر تیونس سے ایک دوست لکھتے ہیں کہ انہیں جماعت کا اور جماعت کے عقائد وفات مسیح اور ختم نبوت کے بارے میں علم ہوا۔ کہتے ہیں کہ میں نے فیصلہ کیا کہ ابھی بیعت نہیں کروں گا۔ پھر میں نے جمعہ کی رات کو ایک خواب دیکھا کہ میں قرآن کریم پڑھ رہا ہوں۔ اس میں ایک آیت پر رکا اور بہت تعجب سے دیکھا کہ لکھا ہوا تھا۔ اے احمد! میں تیرے ساتھ ہوں۔ احمد کا لفظ فرنچ میں لکھا ہوا تھا۔ اس کے بعد میں نے بیعت کرلی۔

پھر محمد خالد صاحب الجزائر سے لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت عبدالقادر جیلانی اور محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ جیسے مختلف اولیائے امت کے بارے میں پڑھا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ یہ لوگ عام لوگوں کی طرح کلام نہیں کرتے اور اپنے نفس سے نہیں بولتے بلکہ الہام اور کشف کی بنا پر کلام کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی کی روشنی میں جب میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی تو فوراً میں نے کہا کہ یہ شخص یقیناً آسمان کی طرف سے مبعوث ہے۔ اور میں نے فوراً بیعت کرلی۔ یہ پھر لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے عاشق صادق کے لئے فدا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

پھر مصر سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ میری بیعت کی تفصیل یہ ہے کہ پانچ سال قبل ایم ٹی اے العربیۃ جب شروع ہوا تو اتفاق سے مجھے یہ چینل مل گیا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھتے ہی شرح صدر ہوگیا کہ یہ شخص کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ پروگرام دیکھنے سے ایمان میں اضافہ ہوا۔ اس کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کلاس روم میں داخل ہوا ہوں جہاں حضرت امام مہدی اپنے طلباء کو پڑھا رہے ہیں۔ جب میں داخل ہوا تو حضور علیہ السلام نے مجھے گلے سے لگالیا۔ اس کے بعد میری تسلی ہوگئی۔ لکھتے ہیں کہ بیعت فارم ارسال کرنے میں اس لئے تاخیر ہوئی کہ میرے اندر بہت سی کمزوریاں اور گناہ اور معاصی پائے جاتے ہیں اور میں ان سے خلاصی پانے کی کوشش بھی کرتا رہا کیونکہ ان کے ساتھ تو شرائط بیعت پر عمل نہیں ہوتا۔ دوسری طرف گھر والوں کے ردّ عمل کا بھی خوف تھا۔ اب دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میری بیعت قبول فرمائے اور مجھے جماعت کے خادمین میں سے بنائے۔

پھر مراکش سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ خواب میں دیکھا کہ میں ایک ایسی مسجد میں ہوں جس کی دیواریں سفید ہیں اور میں محراب کے قریب لیٹا ہوں۔ آپ آتے ہیں اور مجھے گلے لگاتے ہیں (یہ مجھے لکھ رہے ہیں) اور زور سے دباتے ہیں جس سے میرے اندر ویسا ہی جوش پیدا ہوجاتا ہے جیسے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کے مطالعے سے ہوتا ہے۔ دعا کریں کہ اپنے نفس کے اور دوسروں کے حق ادا کرنے کی مجھے توفیق عطا ہو۔

پھر الجزائر سے ایک خاتون لکھتی ہیں۔ میں احمدی نہیں ہوں لیکن ان بے شمار لوگوں میں سے ہوں جو آپ کے دل موہ لینے والے پروگرام بڑی محبت اور دلجمعی کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ آپ کے پروگرام میری خاص توجہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ مجھے آپ کا مختلف موضوعات کو پیش کرنے اور ان پر بحث کرنے کا طریق، نہایت مختلف امور کی نہایت اعلیٰ تفصیل بہت پسند ہے۔ یہ ایم ٹی اے الحوار والوں کو لکھ رہے ہیں۔ یہ ایسی باتیں ہیں جنہوں نے ہمیں اسلام کو ایک مختلف نظر سے دیکھنے پر مجبور کردیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے پروگرامز دیکھنے کے بعد میری اسلام کے ساتھ محبت میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔

ایک پادری انارشاوی صاحب کہنے لگے کہ کاش آپ اپنے خلیفہ صاحب کو یہ بتائیں کہ بہت سے لوگ آپ کی تائید کرتے ہیں۔ کہنے لگے کہ چرچ مادی اور روحانی دونوں لحاظ سے مفلس ہوچکا ہے۔ اس پر ان سے کہا گیا کہ چرچ کو حقیقی مسیح کے خلیفہ کے حوالے کردو۔ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے خود عملاً چرچ کو خلیفہ کے حوالے کردیا ہے۔ اس لئے اب مخلوقات کی ضرورت نہیں رہی کہ حوالے کرے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خلیفہ کی تائید فرمائے تاکہ وہ دنیا کو خدا کی رضا کی منزل تک پہنچائے۔

تحریک وقف نو

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال واقفین نو کی تعداد میں تین ہزار چار سو بیالیس (3442) واقفین کا اضافہ ہوا ہے اور اس اضافے کے ساتھ واقفین کی کل تعداد چوّن ہزار ایک سو پینتیس (54135) ہوگئی ہے۔ لڑکوں کی تعداد تینتیس ہزار ایک سو انیس (33119) اور لڑکیوں کی تعداد اکیس ہزار سولہ (21016) ہے۔ پاکستان میں یہ تعداد سب سے زیادہ ہے اور اس کے بعد بیرون پاکستان سب سے زیادہ جرمنی میں ہے۔ دوسرے نمبر پر انگلستان ہے۔ اور تیسرے نمبر پر انڈیا۔ چوتھے نمبر پر کینیڈا۔

مخزن تصاویر

مخزن تصاویر کا جو شعبہ ہے اس کے تحت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا اچھا کام ہو رہا ہے اور تصویروں کی نمائشیں لگ رہی ہیں اور ان کے ذریعے سے تبلیغ کے بھی مواقع پیدا ہو رہے ہیں۔

جماعتی ویب سائٹ

alislam.org کی جو ہماری ویب سائٹ ہے اس کے ذریعے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یو ایس اے، کینیڈا، پاکستان، بھارت اور برطانیہ سے رضا کار کام کررہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اٹھارہ کتب اور خلفائے سلسلہ کی اٹھارہ کتب ای بک کی شکل میں تبدیل ہوچکی ہیں جو آئی فون، آئی پیڈ اور کنڈل پر پڑھی جاسکتی ہیں۔ میرے تمام خطبات اور تقاریر آڈیو ویڈیو کی صورت میں الاسلام ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ اٹھارہ زبانوں میں خطبہ جمعہ کی آڈیو ویڈیو اور انگریزی خلاصہ سلائڈز اور پی ڈی ایف upload کی جاتی ہیں۔ دو نئی Apps روزنامہ الفضل اور Ask Islam شائع کی گئی ہیں۔ Android اور Apple کی تمام devices پر ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ Samsung TV پر ایم ٹی اے کی App شائع کی گئی ہے اور مزید Apps پر کام جاری ہے جن میں خلافت جوبلی کی دعائیں، شارٹ کنٹری اور اذان شامل ہے۔ قرآن کریم کے اردو اور انگریزی تراجم اور تفاسیر کے علاوہ تینتالیس زبانوں میں تراجم آن لائن available ہیں۔ اس سال آٹھ ہزار سات سو ویڈیوز کو پچیس لاکھ مرتبہ دیکھا گیا ہے۔

پریس اینڈ میڈیا آفس

پریس اور میڈیا آفس بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا کام کر رہا ہے اور جماعت احمدیہ کا پریس کے ذریعے سے دنیا میں کافی بڑا exposure ہوا ہے۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے تحت بھی اس وقت پندرہ ڈیپارٹمنٹس کام کررہے ہیں جس میں 282 مرد اور 42 خواتین شامل ہیں۔ 348 افراد میں سے کل 42 واقفین یا ملازمین ہیں باقی سب والنٹیئرز ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف نئے پروگرام اور لائیو پروگرام بھی شروع کئے گئے ہیں۔ لوگ ان کو بڑا پسند کر رہے ہیں۔ ایم ٹی اے کی نئی اپ لنک (uplink) سہولت بھی مہیا کی گئی ہے۔ جلسہ سالانہ یوکے پر چار علیحدہ نشریات اس سال یہاں سے ہو رہی ہیں جن میں ایم ٹی اے ون، ایم ٹی اے تھری العربیۃ کی معمول کی جلسہ نشریات کے علاوہ غانا ٹی وی کے ذریعہ سے غانا کے لئے تینوں دن خصوصی نشریات کا اہتمام ہوگا۔ سیرالیون ٹی وی کی معاونت سے سیرالیون میں جلسہ کے تینوں روز وہاں کے لوکل ٹی وی پر تین تین گھنٹے کے خصوصی پروگرام کی براہ راست نشریات حدیقۃ المہدی سے پیش کی جائیں گی۔ ایم ٹی اے پر انگریزی زبان کے چوبیس گھنٹے کے نئے چینل کی فزیبلٹی (feasibility) مکمل کر لی گئی ہے اور جائزہ لیا جارہا ہے۔

سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کے ذریعہ ایم ٹی اے کی نشریات گزشتہ سالوں کی نسبت بہت وسعت پاگئی ہیں۔ سوشل میڈیا کے ذریعہ ناظرین MTA کے پروگراموں میں براہ راست شامل ہو رہے ہیں۔ اسی طرح غانا میں ایم ٹی اے کو مزید وسعت دی جارہی ہے۔

ایم ٹی اے کے ذریعہ سے بیعتیں

ایک الجیرئین دوست لکھتے ہیں کہ میں ایک مذہبی رجحان رکھنے والے ایک مذہبی فرقے سے تعلق رکھتا تھا اور بڑا سرگرم رکن تھا۔ اس کی وجہ سے میں دو سال کی سزا بھی کاٹ چکا تھا۔ کہتے ہیں: میں نے مختلف چینلوں کو دیکھتے دیکھتے ایک دن ایم ٹی اے کو دیکھنا شروع کیا اور تمام چینلوں سے مختلف پایا۔ میں نے اس کے بعد تحقیق کرنا شروع کی تو ایک واضح فرق دوسرے مسلمانوں اور احمدیوں میں دیکھا۔ اور ایک بات سب سے نمایاں پائی کہ اس جماعت کا ایک امام ہے اور پوری جماعت کے سر اطاعت میں ایسے جھکے ہوئے ہیں کہ کوئی مثال نہیں ملتی اور یہ جماعت خالصۃً دینی کاموں میں مشغول ہے اور سیاست سے بہت دور ہے۔ اسی امام کی دنیا کو ضرورت تھی۔ میں نے صداقت کو پالیا اور مئی 2014ء میں بیعت کرلی ہے۔

پھر نائیجیریا سے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ امسال بواچی سٹیٹ (Bauchi state) میں خدا کے فضل سے پندرہ دیہات جماعت میں داخل ہوئے ہیں اور ان کو ایم ٹی اے دیکھنے کے لئے ڈشیں لگا کردی ہیں۔ اب دوسرے قریبی دیہاتوں سے بھی لوگ آکر ایم ٹی اے پر خطبہ وغیرہ سنتے ہیں اور پروگرام دیکھتے ہیں۔ ایک شخص نے کہا کہ مجھے جماعت کے متعلق بہت اعتراضات تھے اور دلی تسلی نہیں ہوتی تھی لیکن امام جماعت احمدیہ کا خطبہ سنا اور قدرتی طور پر میرا دل تسلی پا گیا۔ مجھے حقیقی اسلام مل گیا ہے اور سارے اعتراضات ختم ہوگئے ہیں اور میں نے جماعت میں شمولیت اختیار کرلی ہے۔

متوارا (تنزانیہ) سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں۔ متوارا شہر جو ہے صوبے کا ریجنل ہیڈکوارٹر بھی ہے۔ کل آبادی ایک لاکھ آٹھ ہزار ہے۔ یہاں کے مقامی کیبل آپریٹر سے رابطہ کیا گیا کہ وہ کیبل کے چینل میں ایم ٹی اے کو بھی شامل کریں۔ شروع میں انہوں نے انکار کردیا لیکن بعد میں انہوں نے یہ بات مان لی اور اب ایم ٹی اے متوارا شہر کی کیبل پر بھی چلتا ہے جس سے پورا شہر استفادہ کرتا ہے۔

احمدیہ ریڈیو سٹیشنز

احمدیہ ریڈیو سٹیشنز خاص طور پر افریقہ میں بڑے کام کررہے ہیں۔امسال مالی میں پانچ نئے احمدیہ ریڈیو سٹیشنز کا قیام عمل میں لایا گیا۔اب یہاں مالی میں ہی ہمارے گیارہ ریڈیو سٹیشن ہو چکے ہیں اور فرنچ، جولا، بمبارا، سونیکے(Sonikay) فُلفُلدے(Fulfulde) عربی، سُرائی پورے زبانوں میں یہ ریڈیو پروگرام دے رہے ہیں۔

مالی کے ان ریڈیو اسٹیشنز سے اس سال چھتیس ہزار سات سو نہتر گھنٹے پروگرام نشر ہوئے۔ بورکینا فاسو میں ریڈیو سٹیشن کی تعداد چار ہے۔ بائیس ہزار تین سو ستاون گھنٹے کے پروگرام اور اسی طرح مختلف دوسرے پروگرام نشر ہوئے۔

سیرالیون کے احمدیہ مسلم ریڈیو اسٹیشن سے اس سال تقریباً تین ہزار گھنٹے کے پروگرام تین مقامی زبانوں میں نشر ہوئے۔

مجموعی طور پر افریقہ کے تین ممالک میں قائم احمدی ریڈیو سٹیشنز کی تعداد سولہ(16) ہو چکی ہے۔ اور یہ قرآن کریم کی تلاوت، قاعدہ یسرنا القرآن کے اسباق، ترجمہ قرآن، حدیث، ملفوظات وغیرہ مختلف درس دیتے ہیں، خطبات دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا کام ہو رہا ہے۔

احمدیہ ریڈیو سن کران سے فائدہ اٹھا کر قبول احمدیت کا واقعہ

مالی کے ریجن سِگاسَو سے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ ایک شخص ریڈیو احمدیہ پر تشریف لائے اور کہا کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں اور احمدیت کی وجہ سے آج میں جہنم کی آگ سے بچ رہا ہوں۔خاکسار کے استفسار پر انہوں نے کہا کہ مالی کے بعض علماء نے نماز کے متعلق کہا کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس لئے انہوں نے بھی نماز پڑھنا ترک کردی تھی۔مگر ریڈیو احمدیہ پر خلیفہ کا خطبہ جس میں انہوں نے نماز کی اہمیت کا بتایا اس کا مجھ پر بہت گہرا اثر ہوا ہے۔اس کے بعد نماز ترک کرنا مَیں جہنم میں جانا خیال کرتا ہوں۔ پس آج سے مَیں احمدی ہوں اور کبھی اپنی نماز نہیں چھوڑوں گا انشاء اللہ۔ یہ مولویوں کا حال ہے جو خود اسلام کو بدل رہے ہیں اور اس کا الزام جماعت احمدیہ کو دیتے ہیں۔

پھر کانگو کنشاسا سے ہمارے مبلغ سلسلہ تحریر کرتے ہیں کہ 8/دسمبر 2013ء کو باندوندو شہر سے بارہ کلومیٹر دور اڈیما(Adima) گاؤں کے دورے پر گئے، وہاں پمفلٹ تقسیم کئے۔ گاؤں کے چیف سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ہم باقاعدگی سے جماعت کا ریڈیو پروگرام سنتے ہیں۔ اسلام کی اصل تعلیمات اس زمانے میں مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام نے ہی پیش کی ہیں۔ ہمیں پہلے سے ہی احمدیت کا علم ہے اور اس جگہ اس وجہ سے پھر پندرہ افراد نے بیعت کرلی۔

احمدیہ ریڈیو کے ذریعہ سے نمایاں تبدیلی

مالی ریجن کائی(Kayes) سے سایوں تراورے (Sayon Traore) صاحب لکھتے ہیں۔(یہ معلّم ہیں) کہ ان کے ریجن میں ایک بوڑھی خاتون ماماسو(Maman Sow) صاحبہ ایک دن احمدیہ ریڈیو کائی(Kayes) آئیں اور آکر بتایا کہ جب سے یہ ریڈیو شروع ہوا ہے وہ اسے باقاعدگی سے سنتی ہیں۔اس سے پہلے وہ وضو تک کرنا نہ جانتی تھیں مگر اب اس ریڈیو کے ذریعہ انہوں نے وضو اور بہت سی دعائیں سیکھ لی ہیں۔ اگر باقی مسلمان علماء کو دیکھیں تو وہ اسلام کو بدنام کررہے ہیں مگر احمدیت نے ہی اسلام کا اصلی چہرہ لوگوں کو دکھلایا ہے اور انہوں نے اس ریڈیو کے ذریعہ سے اسلام سیکھا ہے۔

پھر مالی سے ہی ایک بزرگ محمد کوناتے صاحب نے بتایا کہ جب سے ریڈیو 'نور' شروع ہوا ہے۔اس وقت سے انہوں نے دیگر تمام ریڈیو سننے چھوڑ دیئے ہیں۔اب وہ مستقل طور پر یہی ریڈیو سنتے رہتے ہیں اور لوگوں کو بھی یہی مشورہ دیتے ہیں کہ اگر اسلام سیکھنا ہے تو یہی ریڈیو سنیں۔ اس ریڈیو کے ذریعہ سے ہی انہوں نے اسلام اور نماز سیکھی۔ اس طرح بے شمار اور واقعات ہیں۔

ریڈیو، ٹی وی پروگرام

دیگر ٹی وی پروگرام جو ہیں ان پر اس سال تیرہ سو چھپن(1356) ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ سے چھ سو سینتالیس گھنٹے وقت ملا۔اس طرح مختلف ممالک کے ملکی ریڈیو سٹیشن پر اکتیس ہزار سات سو بیس گھنٹے پر مشتمل پچیس ہزار آٹھ سو اٹھائیس پروگرام نشر ہوئے۔ اور ان ریڈیو اور ٹی وی پروگراموں کے ذریعہ سے ایک اندازے کے مطابق بیس کروڑ سے زائد افراد تک پیغام حق پہنچا۔

.... (باقی آئندہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر جاوید صاحب پرائیوٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 15 مئی 2014ء کو نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر **مکرم چوہدری غلام احمد صاحب (آف مانچسٹر)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرم چوہدری غلام احمد صاحب (آف مانچسٹر) 11/مئی 2014ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت منشی سربلند خان صاحب کے داماد تھے۔آپ نے لاہور کے حلقہ سول لائن میں لمبا عرصہ صدر جماعت اور سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔بہت نیک، دعاگو، ہمدرد، خلافت سے والہانہ محبت رکھنے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرمہ رضیہ درد صاحبہ ایم۔اے (اہلیہ مکرم پروفیسر مسعود احمد عاطف صاحب مرحوم۔ربوہ) 27 اپریل 2014ء کو چند ماہ کی علالت کے بعد قریباً 85 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ حضرت مولانا عبد الرحیم درد صاحبؓ اور مکرمہ سارہ درد صاحبہ مرحومہ کی بیٹی تھیں جو لجنہ اماء اللہ کی ابتدائی ممبرات میں شامل تھیں۔آپ کو لمبا عرصہ لجنہ اماء اللہ میں مختلف حیثیتوں سے نمایاں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ لجنہ کے زیر اہتمام آپ کی دو کتب بھی شائع ہوئیں نیز آپ کے متعدد مضامین جماعتی رسائل اور اخبارات کی زینت بنتے رہے۔اسی طرح آپ نے جامعہ نصرت گرلز کالج ربوہ میں تقریباً 25 سال تدریس کے فرائض سرانجام دئے۔ آپ ایک کامیاب اور ہر دلعزیز معلمہ تھیں۔آپ نہایت نرم خو، ملنسار، بچوں سے پیار کرنے والی ہمدرد، اور مخلص خاتون تھیں۔قرآن کریم سے بہت پیار تھا اور باقاعدگی سے تلاوت کیا کرتی تھیں۔ خلافت سے عشق و وفا کا تعلق تھا۔ خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے بہت محبت اور عقیدت کا تعلق تھا اور اس محبت کو اپنی اولاد کے دل میں پیدا کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتیں۔مرحومہ موصیہ تھیں اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں عمل میں آئی۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں جو سب مغربی افریقہ کے ملک برکینا فاسو میں مقیم ہیں۔آپ کے چھوٹے بیٹے مکرم حامد مقصود عاطف صاحب بطور مبلغ سلسلہ اور بڑے بیٹے مکرم ڈاکٹر محمود عاطف صاحب ہیومینٹی فرسٹ کے تحت جبکہ بیٹی اپنے میاں مکرم ڈاکٹر محمود بھنو صاحب (آف ماریشس) کے ساتھ نصرت جہاں سکیم کے تحت خدمات سلسلہ میں مصروف ہیں۔

(2) مکرم پروفیسر مرزا محمد کریم صاحب (اسلام آباد۔پاکستان) 5 اپریل 2014 کو دو سال کی علالت کے بعد 74 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت مرزا عبد الحق صاحب مرحوم کے بھتیجے اور حضرت مولوی شیخ محمد صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے تھے۔کئی سال تک آپ کو پہلے مری اور پھر اسلام آباد کے حلقہ G9/1 میں صدر جماعت اور سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔خلافت احمدیہ اور نظام جماعت سے بڑی محبت رکھتے تھے۔مالی قربانی میں پیش پیش، غریب پرور، خدمت خلق کا جذبہ رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔مرحوم موصی تھے اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے بیٹے مکرم عمران احسن صاحب بطور نیشنل سیکرٹری تربیت آسٹریلیا میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(3) مکرم ممتاز حسین امتیاز صاحب (ابن مکرم محمد حسین صاحب خادم مسجد مبارک ربوہ)۔کینیڈا۔ 20 اپریل 2014ء کو 67 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کو لمبا عرصہ شعبہ ضیافت کینیڈا میں رضاکارانہ طور پر قابل قدر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ 1968ء سے لے کر 2008ء تک جلسہ سالانہ کینیڈا کے موقع پر ناظم لنگر خانہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔اس کے علاوہ جامعہ احمدیہ کینیڈا کے کچن میں بھی خدمت بجالاتے رہے۔خدمت کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا آپ کا نمایاں وصف تھا۔بہت اطاعت گزار، خلافت کے فدائی، احمدیت کے سچے خادم، غریب پرور، بہت سی خوبیوں کے مالک مخلص اور باوفا انسان تھے۔مربیان سلسلہ سے خاص تعلق تھا۔ وفات سے چند روز قبل اپنی اولاد سے بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور خدمت دین پر کمربستہ رہنے کا عہد لیا۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرم ناصر احمد صاحب (نصیر آباد۔ربوہ) 18 اپریل 2014 کو 4 ماہ کی علالت کے بعد بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ گزشتہ 10 سال سے آپ کو حفاظت مرکز کے شعبہ میں خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ اپنے محلہ میں مالی تحریکات اور جماعتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ بہت غریب پرور، مخلص اور نیک انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔

(5) مکرمہ امۃ السلام صاحبہ (اہلیہ مکرم سید مصدق احمد شاہ صاحب مرحوم۔دارالعلوم غربی ربوہ) 11 دسمبر 2013ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ نے لمبا عرصہ اپنے محلہ میں سیکرٹری تربیت لجنہ اماء اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ پنجگانہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، انتہائی نیک، خوش اخلاق، منکسر المزاج، غریب پرور اور ہر تحریک پر فوراً لبیک کہنے والی مخلص خاتون تھیں۔خلافت سے عشق اور

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

وفا کا تعلق تھا۔ قرآن کریم کا کافی حصہ زبانی یاد تھا اور قرآن کریم کی تلاوت اور درثمین کی نظمیں خوش الحانی پڑھا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(6) مکرم مرزا عطاء الرحمٰن صاحب (کینیڈا) 28 مارچ 2014ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت صالح علی صاحبؓ (ابن حضرت مرزا صفدر علی صاحبؓ) کے داماد اور مکرم مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب مرحوم (سابق امیر کراچی) کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ 2001ء میں کینیڈا شفٹ ہو گئے تھے۔ بہت شفیق، غریب پرور، علم دوست، مخلص اور نافع الناس وجود تھے۔ کئی احمدی اور غیر احمدی احباب اپنے بچوں اور بچیوں کو آپ کے پاس تعلیم و تربیت کے لئے بھجواتے تھے جس وجہ سے آپ کو تبلیغ کا موقع بھی میسر آتا رہا۔ آپ کے ذریعہ کئی احباب کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ 2005ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے ذہین طلباء و طالبات کے لئے اپنی اہلیہ کے نام پر خورشید عطا سکالرشپ اور 2008ء میں اپنی والدہ کے نام سے حفیظن بیگم سکالرشپ جاری کروایا۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ خلافت سے بہت عقیدت اور وابستگی تھی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ یادگار ہیں۔

(7) مکرمہ منورہ سلطانہ صاحبہ (بنت مکرم بابو محمد بخش صاحب مرحوم۔ ربوہ) 7 مارچ 2014ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے لمبا عرصہ محلہ دار النصر ربوہ میں صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ بہت دیندار، جماعتی غیرت رکھنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی نیز مالی قربانی میں بھی پیش پیش رہتی تھیں۔ آپ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب (وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ) کی ہمشیرہ تھیں۔

(8) مکرم عبد الرحیم سلیم صاحب (ابن مکرم صوبیدار میجر محمد عبد الرحمٰن صاحب مرحوم آف جہلم) 29 اپریل 2014ء کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت محمد حیات صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے اور مکرم شیخ محمد حنیف صاحب مرحوم سابق امیر جماعت کوئٹہ کے داماد تھے۔ آپ کو کوئٹہ اور کھوسکی (ضلع بدین) میں عرصہ 20 سال مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمت کی توفیق ملی۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے انتہائی صابر و شاکر، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کیلئے کوشاں رہنے والے نافع الناس وجود تھے۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ خلافت کے ساتھ گہری وابستگی تھی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(9) عزیزہ لبینہ فاتح (بنت مکرم ڈاکٹر فاتح الدین احمد صاحب۔ انچارج احمدیہ کلینک داسا بنین) عزیزہ 16 اپریل 2014ء کو 4 سال کی عمر میں وفات پا گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ بچی کو وفات سے چند دن قبل ملیریا بخار ہوا۔ ہر ممکنہ علاج تو کیا گیا لیکن اس کے باوجود طبیعت بگڑتی ہی چلی گئی اور آخر جانبر نہ ہو سکی۔ عزیزہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل تھی۔

☆......☆......☆

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 19 مئی 2014ء کو 12 بجے دوپہر مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم غلام سرور طاہر صاحب (آف شیخوپورہ حال یوکے)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرم غلام سرور طاہر صاحب (آف شیخوپورہ۔ حال یوکے)

14 مئی 2014ء کو 66 سال کی عمر میں بعارضہ کینسر وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم نے 1974ء کے فسادات کے بعد اپنے پانچ بھائیوں ایک بہن اور بعض دیگر عزیزوں کے ہمراہ احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ خلافت اور جماعت کے ساتھ اخلاص و وفا کا بڑا گہرا تعلق تھا۔ آپ کو جلسہ سالانہ قادیان اور یوکے پر متعدد مرتبہ نظمیں پڑھنے کی سعادت ملی۔ بہت خوش الحانی سے اور پرسوز آواز میں نظمیں پڑھا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو آپ کی آواز پسند تھی اور دونوں ہی آپ سے بڑا شفقت کا سلوک فرماتے تھے۔ ان کے بعض سفروں میں آپ کو بھی ان کے ساتھ حضرت چوہدری انور حسین صاحب کے ہمراہ جانے کا شرف حاصل ہوا۔ مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ یوکے آنے کے بعد لوکل جماعت میں سیکرٹری رشتہ ناطہ کی حیثیت سے بھی خدمت بجالاتے رہے۔ آپ ایک پرجوش داعی الی اللہ تھے اور آپ کی تبلیغ سے کئی افراد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ چندوں اور مالی تحریکات میں باقاعدگی سے حصہ لیتے تھے۔ آپ خوش مزاج، خوش لباس، ہردلعزیز اور نفیس طبیعت کے مالک تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹیاں اور 6 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم فرحت علی صاحب مربی سلسلہ ربوہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرم محمد سعید انور صاحب (معاون ناظر دار الضیافت ربوہ) 24 اگست 2013ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کو قریباً 50 سال کا عرصہ دار الضیافت ربوہ میں معاون ناظر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ بہت نیک، تحمل مزاج، محنتی، خوش اخلاق، اپنے ساتھ کام کرنے والوں سے شفقت اور محبت سے پیش آنے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک بیٹی ہے۔

(2) مکرم عبد اللطیف انور صاحب (سابق امیر جماعت سویڈن) 28 اپریل 2014ء کو مختصر علالت کے بعد 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحبؓ حلالپوری صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے اور مکرم مولانا محمد احمد جلیل صاحب مرحوم مفتی سلسلہ کے بھائی تھے۔ آپ کو 4 سال بطور امیر جماعت سویڈن کے علاوہ دیگر مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ نمازوں کے پابند، تہجدگزار، دعاگو، خداترس، صلہ رحمی کرنے والے، غریب پرور، مالی قربانی کرنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(3) مکرم راجہ منور احمد مبشر صاحب (ابن مکرم راجہ ناصر احمد صاحب۔ کراچی)

4 مارچ 2014ء کو 51 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت خواجہ خیر الدین صاحبؓ سیکھوانی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑنواسے اور مکرم مولوی قمر الدین صاحب مرحوم سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور سابق انسپکٹر اصلاح و ارشاد کے نواسے تھے۔ آپ نے نائب ناظم صحت جسمانی مجلس انصار اللہ ضلع کراچی کے علاوہ اپنے حلقہ میں سیکرٹری جائیداد کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق پائی۔ نہایت خوش اخلاق ہنس مکھ اور مخلص انسان تھے۔ غیر از جماعت دوستوں سے بھی اچھے تعلقات تھے۔ جب بھی جماعتی خدمت کے لئے بلایا جاتا تو فوراً حاضر ہو جاتے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹیاں اور 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرم مبشر اعجاز احمد صاحب و مکرمہ بشریٰ انجم صاحبہ (اسلام آباد۔ پاکستان)

28 مارچ 2014ء کو آپ کو اور آپ کی والدہ مکرمہ بشریٰ انجم صاحبہ کو اسلام آباد سیکٹر G-11 میں چاقو کے پے در پے وار کرنے کے بعد فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مکرم مبشر اعجاز صاحب اسلام آباد یونیورسٹی میں الیکٹرانکس کے لیکچرار تھے۔ بہت خوش اخلاق، ملنسار، محنتی اور جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے مخلص نوجوان تھے۔

(5) مکرم ڈاکٹر محمد طارق خان رانا صاحب (ڈینٹل سرجن۔ سڈنی آسٹریلیا) 2 مئی 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ایک ماہر ڈینٹسٹ ہونے کی وجہ سے آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کئی افراد کا معالج بننے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ ان کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ اپنوں اور غیروں سبھی کے لئے قربانی کا جذبہ رکھتے تھے۔ پاکستان کے کئی بڑے سیاسی اور حکومتی لیڈروں کے دانتوں کا علاج بھی کرتے رہے۔ ہر ایک کی مدد کرنے کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے۔ MTA پر خطبہ جمعہ باقاعدگی سے دیکھتے اور دوسروں کو بھی دکھاتے۔ بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ محترم خالد سیف اللہ صاحب (قائمقام امیر جماعت آسٹریلیا) کے بھائی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 25 جون 2014ء بروز بدھ قبل نماز ظہر مسجد فضل لندن میں **مکرمہ منظورہ بی بی صاحبہ کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔**

مکرمہ منظورہ بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب مرحوم۔ ربوہ حال برمنگھم)

18 جون 2014ء کو بعمر 71 سال وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ بہت زیادہ دعاگو، نیک، مخلص اور صابر خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ حضور انور کے خطبات جمعہ بہت التزام سے سنا کرتی تھیں۔ کثرت سے تلاوت کرتی تھیں۔ پہلے ربوہ میں اور پھر یوکے آنے کے بعد بھی جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شامل ہوتی رہیں۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور 6 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اس موقع پر مندرجہ ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ نواب راشدہ مبارکہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم سید امین احمد صاحب مرحوم۔ کراچی)

30 مئی 2014ء کو 74 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی پوتی، حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی نواسی اور محترم نواب محمد احمد خان صاحب اور محترمہ امۃ الحمید بیگم صاحبہ کی بیٹی تھیں۔ بہت نیک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم سید عتیق احمد صاحب ترکی میں بحیثیت صدر جماعت خدمت کی توفیق پا رہے ہیں

(2) مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب (ابن مکرم چوہدری برکت علی صاحب۔ ربوہ)

4 مئی 2014ء کو طویل علالت کے بعد بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تحریک وقف بعد از ریٹائرمنٹ کے تحت 1983ء سے 1993ء تک مجلس کارپرداز میں خدمت کی توفیق پائی۔ آپ پابند صوم و صلوۃ، محنتی، انتہائی صاف گو، راستباز اور اعلیٰ علمی ذوق کے مالک ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ اپنی 40 سالہ گورنمنٹ سروس کا تمام عرصہ بہت ایمانداری اور نیک نامی سے گزارا۔ افسران بالا اور محکمہ کی طرف سے آپکی حق تلفی اور زیادتی بھی ہوتی رہی لیکن یہ مخالفت بالآخر جماعت کی تبلیغ پر منتج ہوئی۔ آپ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ کئی احباب کو آپ کے اعلیٰ اخلاق اور تبلیغ کی وجہ سے احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں 5 بیٹیاں اور 2 بیٹے

یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرم مرزا محمد اقبال صاحب درویش قادیان (ابن مکرم مرزا اعظم بیگ صاحب)

11 جون 2014 کو وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے دادا حضرت مرزا رسول بیگ صاحبؓ اور نانا حضرت مرزا نیاز بیگ صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ مرحوم ابتدائی 313 درویشان میں سے تھے۔ احمدیہ شفا خانہ قادیان میں لمبا عرصہ Dentist کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ بعد ازاں مختلف دفاتر میں کارکن کے طور پر بھی خدمت بجا لاتے رہے۔ آپ نیک، عبادت گزار، ملنسار اور مخلص انسان تھے۔ مالی قربانی میں پیش پیش رہتے تھے، انتہائی بہادر، نڈر اور اچھے تیراک بھی تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 4 بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرم ماسٹر محمد الیاس صاحب (ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان)

9 جون 2014 کو پھیپھڑوں کے کینسر کی وجہ سے 84 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کو 1966 میں جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے بعد دعا اور استخارہ کے ذریعہ ایک خواب کی بناء پر احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ قبول احمدیت کے بعد اپنے خاندان والوں کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا مگر بڑے صبرو استقلال کے ساتھ ان مشکلات کا مقابلہ کیا اور اپنے عزیزوں کو تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ ان کے ذریعہ ان کے کئی رشتہ داروں کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ اس وقت آپ ایک کالج میں فزکس کے لیکچرار تھے۔ 1971 میں ہجرت کر کے قادیان آگئے اور تعلیم الاسلام ہائی سکول میں سائنس اور ریاضی کے استاد کی حیثیت سے خدمات بجالانے لگے۔ بعد ازاں آپ سکول کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹیاں اور 5 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(5) مکرم عبد الرحیم سلیم صاحب (ابن مکرم محمد عبدالرحمان صاحب۔ کھوسکی ضلع بدین)

29 اپریل 2014 کو 71 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کے دادا حضرت محمد حیات صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے 313 صحابہ میں شامل تھے۔ آپ کھوسکی جماعت میں 20 سال سے زائد عرصہ تک سیکرٹری مال، سیکرٹری تحریک جدید، سیکرٹری اصلاح و ارشاد اور ناظم علاقہ انصار اللہ ضلع بدین کی حیثیت سے خدمت بجالاتے رہے۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے، انتہائی صابر و شاکر، بلند حوصلہ، غریب پرور، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کرنے والے، نافع الناس وجود تھے۔ خلافت سے گہری وابستگی تھی۔ نیز ایک فعال داعی الی اللہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(6) مکرمہ وزیر بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم ملک فخر اقبال شبلی صاحب۔ ساکن محمودہ ضلع راولپنڈی)

9 فروری 2014 کو 70 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ نے 10 سال اپنے حلقہ میں صدر لجنہ اماء اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ تنظیمی اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، چندہ جات میں باقاعدہ اور مالی قربانی میں پیش پیش، غریبوں کی ہمدرد ایک مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ حضور انور کے خطبات باقاعدگی سے سنا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور 1/7 حصہ کی وصیت کی ہوئی تھی۔

(7) مکرم ملک سعادت احمد صاحب (ابن مکرم ملک مبارک احمد صاحب۔ نواب شاہ)

24 اگست 2013 کو 59 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو سیکرٹری امور عامہ، سیکرٹری ضیافت، ناظم انصار اللہ ضلع نواب شاہ اور تا وقت وفات صدر حلقہ کی حیثیت سے جماعتی خدمت کی توفیق ملی۔ 1974 میں اسیر راہ مولا ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ ہمیشہ جماعت اور خلافت سے گہرے طور پر وابستہ رہے اور اس کے وقار کا خیال رکھنے والے بہت دلیر، مہمان نواز نیک اور مخلص انسان تھے۔

(8) مکرمہ سعید النساء صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان مرحوم۔ شموگہ انڈیا)

3 مئی 2014 کو 92 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کو 21 سال صدر لجنہ اماء اللہ شموگہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نیک، صوم صلوٰۃ کی پابند، انسانیت کی بے لوث خدمت کرنے والی ایک مخلص خاتون تھیں۔ خلافت اور نظام جماعت سے والہانہ محبت اور وفا کا تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 15 جولائی 2014ء کو نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرمہ **عزیزہ فریحہ مجوکہ (بنت مکرم محمد ابراہیم مجوکہ صاحب۔ پٹنی۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔**

آپ 11 جولائی کو بعمر سوا سال وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ عزیزہ وقف نو کی تحریک میں شامل تھیں۔ ٹیومر کی وجہ سے کافی عرصہ سے بیمار تھیں۔ آپ کے والد مکرم محمد ابراہیم مجوکہ صاحب گزشتہ چھ سال سے قائد مجلس پٹنی کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرمہ سعیدہ سیف صاحبہ (اہلیہ مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب مرحوم۔ ربوہ) 19 جون 2014ء کو 88 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ مکرم چوہدری عبدالرحیم صاحب مرحوم کی بیٹی تھیں۔ نصرت گرلز ہائی سکول قادیان سے میٹرک کرنے کے بعد عائشہ دینیات کلاس میں بھی تعلیم حاصل کی۔ تقسیم ملک کے بعد اپنے واقف زندگی خاوند کے ساتھ ربوہ آئیں اور قریباً نصف صدی کا عرصہ قربانی اور وقف کی روح سے گزارا۔ طالب علمی کے زمانہ سے وصیت کے بابرکت نظام میں شامل ہوئیں۔ آپ کو محلہ فیکٹری ایریا ربوہ کی پہلی صدر لجنہ اماء اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی اور کئی سال تک یہ فریضہ احسن طریق پر نبھایا۔ آپ عبادات کا شغف رکھنے والی، بکثرت ذکر الٰہی کرنے والی، قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی، متوکل، سادہ، شفیق، صابرہ وشاکرہ، صلہ رحمی کرنے والی، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ متعدد بچوں نے آپ سے قرآن کریم پڑھنے کی سعادت پائی۔ بچیوں کو جماعتی کاموں کیطرف راغب کرنے کیلئے شفقت اور محبت سے ان کی ٹریننگ کا اہتمام کیا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں 5 بیٹیاں اور 4 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر اوّل مجلس انصار اللہ پاکستان ہیں جو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں واقف زندگی ڈاکٹر کی حیثیت سے خدمت بجا لا رہے ہیں۔

(2) مکرم محمد فاضل عارف صاحب (آف کراچی)

8 جون 2014ء کو 55 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کو جگر کے کینسر کی تکلیف تھی جسے بڑے حوصلہ اور صبر سے برداشت کیا۔ آپ تادم آخر حلقہ مارٹن روڈ کراچی کے صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ باجماعت نماز کے پابند، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم اور ذکر الٰہی کرنے والے، بڑے دیانتدار، ہمیشہ سچ بولنے والے، غریب پرور، مستحق لوگوں کی خاموشی سے امداد کرنے والے، مخلص اور نیک انسان تھے۔ چندہ جات اور ہر مالی تحریک میں بڑے ذوق وشوق سے حصہ لیتے تھے۔ مربیان کرام اور مرکزی عہدیداران کا بہت احترام کرتے اور ان کی خدمت اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے تھے۔ نظام جماعت اور خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ضعیف والدہ اور اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹیاں اور 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم محمد اشرف عارف صاحب (مبلغ سلسلہ کینیڈا) کے چھوٹے بھائی تھے۔

(3) مکرمہ عائشہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالقدیر خان صاحب آف شاہدرہ لاہور)

گزشتہ دنوں لاہور میں 81 سال کی عمر میں وفات پاگئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ متقی، پرہیزگار، عبادت گزار، انتہائی دعا گو، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ نے شاہدرہ میں اپنے مکان سے ملحقہ پلاٹ خرید کر اس پر مسجد تعمیر کروائی۔ کئی بچے بچیوں کو قرآن پاک پڑھانے کی توفیق پائی۔ چندہ جات اور مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹی اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم عبد الستار خان صاحب مبلغ سلسلہ و امیر جماعت گوئٹے مالا کی بڑی ہمشیرہ اور مکرم نثار احمد خان صاحب مرحوم (مربی سلسلہ) کی والدہ تھیں۔

(4) مکرم سلیم احمد صاحب (ابن مکرم کاکا خان صاحب۔ موضع حسن قبول پورہ ضلع پٹیالہ۔ انڈیا) 25 جون 2014ء کو 37 سال کی عمر میں اچانک حرکت قلب بند ہونے سے وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 1994ء میں 17 سال کی عمر میں اپنے والدین کے ہمراہ احمدیت قبول کرنے کی سعادت پائی اور 1995ء میں قادیان آگئے۔ آپ پنجاب، ہریانہ اور یوپی میں جماعتی گاڑیوں کے ڈرائیور کی حیثیت سے خدمت بجالاتے رہے۔ گزشتہ چند سال سے لجنہ اماء اللہ بھارت کی گاڑی کے ڈرائیور کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ بہت ملنسار، محنتی، باہمت، صحتمند اور مخلص نوجوان تھے۔ پسماندگان میں والدین اور اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(5) عزیزم محمد حنان کاشف (واقف نو۔ ابن مکرم عبدالہادی صاحب آف بشیر آباد سندھ) 30 مئی 2014ء کو 27 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ سندھ سے اپنے دادا جان کی انجیو پلاسٹی کروانے کی غرض سے ربوہ آئے ہوئے تھے کہ اچانک طبیعت بہت خراب ہوگئی اور دو دن کی علالت کے بعد خدا کے حضور حاضر ہوگئے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ مکرم رشید احمد صاحب طیب (مربی سلسلہ دفتر ps ربوہ) کے بھانجے تھے۔

(6) مکرمہ فائقہ اعظم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد اعظم خان صاحب آف ملائیشیا) 22 مئی 2014ء کو ملائشیا میں وفات پاگئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ مکرم مجید احمد صاحب سولنگی کی بیٹی تھیں۔ آپ ربوہ میں بڑے ذوق وشوق سے وقف عارضی کیا کرتی تھیں۔ بہت ہی صابرہ وشاکرہ اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(7) مکرمہ امۃ السلام اقبال صاحبہ (اہلیہ مکرم نیر اقبال صاحب۔ جرمنی) 29 جون 2014ء کو طویل علالت کے بعد 48 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے صدر لجنہ روڈ گاؤ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ صوم وصلوٰۃ اور اسلامی احکامات کی پابند، نہایت ملنسار، جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ 3 بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے بیٹے عزیزم اظہر اقبال جامعہ احمدیہ جرمنی کے درجہ ثانیہ کے طالبعلم ہیں۔

(8) مکرم ملک عبدالمجید صاحب (مجید آئرن سٹور والے) ربوہ 5 جون 2014ء کو ربوہ میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ ربوہ کے ابتدائی مکینوں میں سے تھے۔ نمازوں کے پابند، دعا گو، مہمان

نواز ،کاروبار میں دیانتدار، بڑی سادہ اور وضع دار طبیعت کے مالک تھے۔خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے خاص تعلق رکھنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے انہیں بہت عقیدت و محبت تھی ۔پسماندگان میں ایک بیٹی اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(9)مکرم یاسر محمود اکبر صاحب (ابن مکرم اکبر علی صاحب آف بوریانوالہ تحصیل کھاریاں) 18 ستمبر 2013ء کو 32 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ گلی میں شور سن کر گھر سے باہر نکلے تو ایک خاتون (جوسکول ٹیچر ہے) اس نے ان کے پیٹ میں گولی ماردی جس سے ان کی وفات ہوئی۔مرحوم ہنس مکھ اور بہت مخلص انسان تھے۔احمدی احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت افراد سے بھی اچھے تعلقات تھے

(10) مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم مرزا عبد الغفور صاحب۔ربوہ)28 جون 2014ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پا گئیں ۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔آپ مکرم ٹھیکیدار محمد حنیف صاحب آف احمد نگر کی بیٹی تھیں ۔آپ کو بچپن سے ہی دینی اور جماعتی خدمت کا بہت شوق تھا۔صوم وصلوٰۃ کی پابند، کثرت سے ذکر الٰہی اور درود شریف پڑھنے والی اور مالی قربانی میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں ۔اپنے بچوں کی اچھی دینی تربیت کی جو اپنی اپنی جگہ کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 5 بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں ۔آپ مکرم محمود احمد شمس صاحب (سابق امیر جماعت سویڈن) کی ہمشیرہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

☆......☆......☆

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 23رجولائی 2014ء بروز بدھ۔ قبل نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **مکرم طاہر نواز صاحب (ابن مکرم محمد اسلم وڑائچ صاحب آف چک نمبر 9 پنیار۔حال کلپیم ۔یوکے) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔**

آپ 13 جولائی 2014ء کو مختصر علالت کے بعد 51 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم دل کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ان کا ہارٹ ٹرانسپلانٹ کا آپریشن ہوا جو کامیاب نہ ہوسکا اور اسی وجہ سے آپ کی وفات ہوگئی۔آپ نہایت اطاعت شعار اور جماعت کے ساتھ اخلاص اور محبت کا تعلق رکھنے والے نیک انسان تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ سردار بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری ہدایت اللہ صاحب مرحوم ۔نمبر دار چک نمبر 35 جنوبی ضلع سرگودھا):14 جولائی 2014 کو 103 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چوہدری مولیٰ بخش صاحب رضی اللہ عنہ کی بہو تھیں۔صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، بکثرت تلاوت قرآن کرنے اور نوافل ادا کرنے والی تھیں۔ بڑی مہمان نواز ،غریب پرور، مالی قربانی اور تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں ۔آپ کی صحت اور حافظہ بہت اچھا تھا۔قرآن کریم کے 15 پارے اور عربی قصیدہ حفظ تھا۔ بہت سے بچوں کو قرآن بڑی محبت اور توجہ سے پڑھایا۔نظام جماعت کی مکمل اطاعت کرنے والی اور مرکزی عہدیداران اور مربیان کرام کی بڑی چاہت سے مہمان نوازی کیا کرتی تھیں۔اسی طرح جماعتی خبارات اور رسائل کا باقاعدگی سے مطالعہ کیا کرتی تھیں ۔خلافت اور خلیفۂ وقت سے اخلاص اور محبت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 4 بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔تمام بچے اپنی اپنی جگہ کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔آپ مکرم پروفیسر سلطان اکبر صاحب کی والدہ اور مکرم حمید احمد صاحب رضا کارکن دفتر ps لندن کی دادی تھیں۔

(2) مکرم ملک مبارک احمد صاحب (ابن مکرم سردار احمد خان صاحب آف لاہور): 18 مئی 2014ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کے آباء و اجداد کا تعلق نوشہرہ ککے زئیاں ضلع سیالکوٹ سے تھا اور آپ حضرت ماسٹر عبد العزیز صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔آپ انشورنس کارپوریشن آف پاکستان کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے تھے۔آپ کو اپنے حلقہ میں صدر جماعت کے علاوہ مجلس انصاراللہ میں خدمت کی توفیق ملی ۔چندہ جات کی بر وقت ادائیگی ان کا شعار تھا۔انتہائی سادہ مزاج اور درویش صفت انسان تھے ۔ 28 مئی 2010ء کے سانحہ لاہور کے وقت وہ دارالذکر کے ہال میں تھے جہاں ان کے بازو میں گولی اور جسم میں چھرے لگے، تاہم اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرم فرید احمد صاحب (ابن مکرم عبد الرحمن صاحب برہمن بڑیا ۔بنگلہ دیش): 14 جولائی 2014ء کو 88 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کو 1957ء سے 1963ء تک قائد مجلس خدام الاحمدیہ برہمن بڑیا نیز 35 سال لوکل سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی ۔چندہ کی وصولی کیلئے پیدل چل کر پورے ضلع کا چکر لگاتے تھے۔مخالفین احمدیت نے دوبار آپ پر حملہ کیا جس سے آپ شدید زخمی بھی ہوئے۔احمدیت کی بنا پر مخالفین نے آپ سے تجارت کرنے کی ممانعت کا اعلان کیا جس وجہ سے آپ کو بھاری مالی نقصان بھی برداشت کرنا پڑا۔ جب مخالفین نے برہمن بڑیا کی جماعتی مرکزی مسجد پر قبضہ کرلیا تو آپ کے گھر کے صحن میں چار سال تک نمازوں اور عید کا انتظام ہوتا رہا۔اسی طرح آپ نے جماعت کے لئے ایک علیحدہ قبرستان بنانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔مرحوم موصی تھے۔

(4)مکرم قریشی محمد عارف صاحب (حلقہ محمد نگر۔لاہور):

گزشتہ دنوں پاکستان میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کو 2 سال صدر حلقہ کے علاوہ لمبا عرصہ مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔پنجوقتہ نمازوں کے پابند، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے، چندوں میں باقاعدہ، بہت باہمت، سادہ مزاج ، ہمدرد اور ایک نیک مخلص انسان تھے۔بہترین داعی الی للہ تھے اور اچھوتے رنگ میں تبلیغ کیا کرتے تھے۔مخالفت کے باوجود احمدیت کو کبھی نہیں چھپایا۔ان کی دکان پر ہمیشہ اَلَیْسَ اللہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ آویزاں رہا۔نظام جماعت اور خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ عہدیداران جماعت کی اطاعت اور ان کا احترام کرتے تھے۔مرحوم موصی تھے۔

(5) مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد سلیم صاحب۔ آف کنری سندھ):7 مارچ 2014ء کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، خوش اخلاق، مہمان نواز، غریب پرور، صاحب رؤیا وکشوف، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ جماعتی عہدیداران کا بہت احترام کرتی تھیں۔ناخواندہ ہونے کے باوجود جماعت کے سب پروگراموں میں ذوق وشوق سے شامل ہوتی تھیں۔خلافت سے بہت محبت اور اخلاص کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں 3 بیٹیاں اور 6 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(6) مکرمہ سیدہ نعیمہ صاحبہ (اہلیہ مکرم سید محمد یحییٰ صاحب آف لاہور): 2 فروری 2014 کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت ڈپٹی سید غلام حسین شاہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔ لاہور میں اپنے حلقہ میں صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی ۔آپ پابند صوم وصلوٰۃ ، دعا گو ،مہمان نواز ،غریب پرور ، چندہ جات میں باقاعدہ اور ہر کسی سے خندہ پیشانی سے پیش آنے والی ایک بزرگ خاتون تھیں۔خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے بہت عقیدت اور احترام کا تعلق تھا۔

(7) مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم مرزا سعید بیگ صاحب مرحوم ۔ربوہ): 4 جولائی 2014ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں ۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ مکرم مولوی غلام محمد صاحب کی بیٹی اور مکرم مولوی عبد الرزاق بٹ صاحب مرحوم مربی سلسلہ کی ہمشیرہ تھیں۔آپ نماز اور روزہ کی پابند، پرہیز گار، مہمان نواز ، غریب پرور ، بکثرت صدقہ و خیرات کرنے والی ، چندہ جات میں باقاعدہ، نیک اور مخلص خاتون تھیں ۔مرحومہ موصیہ تھیں۔

(8) مکرمہ رابعہ محمود صاحبہ (اہلیہ مکرم محمود احمد صاحب۔ ربوہ): 8راپریل 2014ء کو 64 سال کی عمر میں وفات پا گئیں ۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، چندہ جات میں باقاعدہ، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔

(9) مکرمہ ثمینہ عاطف صاحبہ (اہلیہ مکرم سید عاطف ندیم صاحب۔لاہور): 14 اپریل 2014ء کو 37 سال کی عمر میں وفات پا گئیں اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ دمہ کی مریضہ تھیں ۔بے حد دکھی ہونے کے باوجود کبھی زبان پر کوئی شکوہ نہ لاتیں اور ہمیشہ اللہ کی رضا پر راضی رہتیں ۔اپنے گھر کے کام کاج میں کبھی اپنی بیماری کو حائل نہیں ہونے دیا۔ بہت خاموش طبع ، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ 3 کمسن بچے یادگار چھوڑے ہیں۔

(10) مکرم وسیم احمد صاحب (ابن مکرم چوہدری ممتاز احمد صاحب آف ڈھیر چک 29 ضلع ننکانہ صاحب) : 10 جنوری 2014ء کو 53 سال کی عمر میں وفات پا گئے ۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ 1996ء میں کراچی سے جرمنی چلے گئے جہاں کافی عرصہ اپنی جماعت کے معاون سیکرٹری مال اور سیکرٹری جائیداد کی حیثیت سے خدمت بجالانے کی توفیق پائی۔2006ء میں کینسر تشخیص ہوا تو حضور ایدہ اللہ کی دعاؤں سے ان کا کامیاب آپریشن ہوا اور اس کے بعد 7 سال زندگی پائی ۔نماز باجماعت اور چندہ جات میں باقاعدہ تھے۔ 100 مساجد تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ جماعت اور خلافت سے عشق کا تعلق تھا۔

(11) مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب کاہلوں (چھور مغلیاں چک نمبر 117 ضلع ننکانہ صاحب):23 اپریل 2014ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نمازوں کے بہت پابند تھے۔ آپ کو اذان دینے کا بڑا شوق تھا۔چندہ جات میں باقاعدہ تھے ۔نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔پسماندگان میں 5 بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(12) مکرم میاں اشفاق احمد نون صاحب (ابن مکرم عبد السمیع نون صاحب مرحوم ایڈوکیٹ سرگودھا): 17راپریل 2014ء کو 55 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت میاں عبد العزیز نون صاحبؓ آف ہلال پور صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے ۔ بہت مہمان نواز ، صاف گو، اعلیٰ اخلاق کے مالک، نیک اور مخلص انسان تھے۔چندہ جات کی ادائیگی بروقت کرتے اور مالی تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

مخالفین احمدیت یہ نہیں سمجھتے کہ یہ ظاہری قانونی پابندیاں جسموں کو تو پابند کرسکتی ہیں لیکن دلوں کو نہیں۔ باوجود جذباتی اذیت کے، باوجود مالی نقصان کے، باوجود جان کی قربانی لینے کے، دشمن احمدیت ہمارے دلوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں چھین سکتا ہمارے دلوں سے تمام تر تکلیفیں دینے کے باوجود اور نقصان پہنچانے کے باوجود ہمارے آقا ومطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں نکال سکتا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 26 دسمبر 2014ء بمقام مسجد بیت الفتوح۔لندن

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج قادیان میں جلسہ سالانہ شروع ہوا ہے۔اسی طرح بعض اور ممالک ہیں دنیا کے جہاں ان دنوں میں جلسہ سالانہ ہورہا ہے۔ بعض افریقن ممالک ہیں اور اس وقت یہی وقت ہے وہاں کا بھی یہ خطبہ ان کے جلسے کے پروگرام کا حصہ ہی بن گیا ہے۔ایک وقت تھا کہ قادیان میں صرف جلسہ سالانہ ہوا کرتا تھا پھر پارٹیشن ہوئی پاکستان میں بھی جلسہ سالانہ شروع ہو گیا لیکن مخالفین احمدیت اور حکومتوں کو پاکستان میں احمدیوں کا اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنا سخت ناگوار گزرا جس کی وجہ سے ایک قانون کے تحت جلسوں پر پابندی لگا دی گئی اور یوں جماعت احمدیہ کے پاکستان میں بسنے والے لاکھوں افراد کو اپنے زعم میں ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ذکر سے محروم کردیا۔لیکن مخالفین احمدیت یہ نہیں سمجھتے کہ یہ ظاہری قانونی پابندیاں جسموں کو تو پابند کرسکتی ہیں لیکن دلوں کو نہیں۔ باوجود جذباتی اذیت کے، باوجود مالی نقصان کے، باوجود جان کی قربانی لینے کے، دشمن احمدیت ہمارے دلوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں چھین سکتا ہمارے دلوں سے تمام تر تکلیفیں دینے کے باوجود اور نقصان پہنچانے کے باوجود ہمارے آقا ومطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں نکال سکتا۔ ہمارے مخالفین جو بظاہر ہمارے کلمہ گو بھائی ہیں یہ کلمے سے محبت کا عجیب دعویٰ کرتے ہیں کہ بجائے اس بات پر خوش ہونے کے کہ مسلمانوں میں سے ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو کلمے کی محبت میں نا صرف ہر چیز قربان کرنے کا دعویٰ کرتا ہے بلکہ عملاً ثابت بھی کر چکا ہے کہ کلمے کی محبت ان کے بچے بچے کے دل میں راسخ ہے۔ پھر بھی کلمہ پڑھنے سے روکنے کے لئے ہر جائز اور ناجائز کوشش کرتے ہیں۔ مخالفین احمدیت کی احمدیوں کو تکلیف پہنچانے کی کوششوں کو ہر منصف مزاج احمدیت کی مخالفت نہیں بلکہ اسلام کی ہی مخالفت کہے گا۔

بہرحال جلسے کے حوالے سے پاکستان کے احمدیوں اور پاکستان کے جلسے کا بھی ذکر آ گیا۔ ہر سال دسمبر کا مہینہ پاکستان میں بسنے والے احمدیوں کے لئے جلسے کے حوالے سے جذبات میں ایک غیر معمولی جوش پیدا کرنے والا بن کے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ان کے یہ جذبات خدا تعالیٰ کے حضور اس طرح بہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے ہر مخالفت ہر تنگی ہر مشکل کو خس وخاشاک کی طرح بہا کر لے جائیں اور پاکستان کے احمدی بھی ان برکتوں سے فیضیاب ہوسکیں جن سے آج دنیائے احمدیت فیض پارہی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائم کردہ اس جلسے کے نظام نے بین الاقوامی حیثیت اختیار کرلی ہے گو چند ممالک میں پہلے بھی جلسے ہوتے تھے جب ربوہ میں جلسے ہوا کرتے تھے لیکن ان کی وسعت اب کئی گنا زیادہ ہوچکی ہے ان جلسوں میں اور مزید نئے ممالک بھی شامل ہوچکے ہیں اور صرف احمدی ہی نہیں بلکہ دنیا کے کئی ممالک کے دنیاوی لیڈر اور دوسرے مذاہب کے ماننے والے بلکہ بعض شریف الطبع مسلمان بھی جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کو ایک ایسی تقریب قرار دیتے ہیں جو دنیا کو اسلام کی حقیقت بتا کر اسلام کی خوبصورت تعلیم سے آگاہ کرتی ہے۔ پس یہ نتائج تو نکلنے تھے اور نکل رہے ہیں کہ دنیا کو پتا لگ رہا ہے اسلام کا جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے۔ دنیا کو اسلام کی خوبصورت تعلیم کا جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے پتا چلنا تھا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے جس کے بارے میں خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے واشگاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ اس جلسے کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے یعنی یہی جلسہ ہے جس کے ذریعہ سے دنیا میں اسلام کا نام بلند ہونا ہے کیونکہ اس جلسہ میں آنے والے وہ کچھ سیکھیں گے جو ان کی علمی اور عملی حالتوں میں ایک انقلاب پیدا کرنے والا ہوگا اور پھر یہ علمی اور عملی انقلاب دنیا پر اپنی خوبصورتی ظاہر کرکے دنیا کو اسلام کی خوبصورتی اور اس کے سب سے کامل مکمل اور سب مذاہب سے بالاتر مذہب ہونا ثابت کرے گا کیونکہ صرف انسانی کوششیں ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائید یہ کام دکھائے گی۔ آپ علیہ السلام نے مزید واضح فرمایا کہ اس سلسلے کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب ان میں آ ملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا نہ نیچر کے تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا نہ خوارق کے انکار کرنے والے باقی رہیں گے اور نہ ان میں بیہودہ اور بے اثر اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانے والے اور خدا تعالیٰ اس امت وسط کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کردے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا وہی راہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنھم کو سکھلائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتداء سے صدیق اور شہید اور صلحاء پاتے رہے ہیں۔ یہی ہوگا ضرور یہی ہوگا جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔

پس یہ جلسہ یقیناً طبیعتوں میں انقلاب لانے کا ذریعہ ہے اور ہونا چاہئے۔ دشمن نادان ہے سمجھتا نہیں کہ امام الزمان ہونے کا اعلان کرنے والے نے مسیح محمدی کا اعلان کرنے والے نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں جماعت قائم کررہا ہوں بلکہ فرمایا تھا کہ اس سلسلے کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ پس اگر دشمنان احمدیت میں ہمت ہے تو خدا تعالیٰ سے مقابلہ کرلیں لیکن یاد رکھیں کہ مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے وہ پیارے ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید ونصرت ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ آپ کو تو اس زمانے میں اپنے دین کی عظمت قائم کرنے کے لئے مامور ہی خدا تعالیٰ نے کیا ہے۔ پس مخالفت سے پہلے آپ کے اس اعلان پر غور کرنا چاہئے جس میں آپ نے فرمایا ایک شعر کا ایک مصرع ہے ”کہ اے میرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار“۔ مخالفین کو یاد رکھنا چاہئے کہ افراد جماعت کو دی جانے والی عارضی تکلیفیں جماعتوں کو ختم نہیں کرسکتیں چند افراد کو تو نقصان پہنچا سکتی ہیں اور پھر وہ جماعت جس کو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل ہو اور خود اسے اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہو کھڑا کیا ہو اس کو یہ کس طرح نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ پس ایک حکومت کیا تمام دنیا کی حکومتیں مل کر بھی دنیا سے جماعت احمدیہ کو نہیں مٹا سکتیں۔ انشاء اللہ۔ کیونکہ یہی وہ جماعت ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کامل اور مکمل دین کو حقیقی دین کی حقیقی تعلیم کو تمام افراط وتفریط سے پاک کرکے اس اصلی شکل میں قائم کرنا ہے جو ہمارے آقا ومطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے۔ پس یہ الفاظ ہیں پر شوکت الفاظ ہیں اور اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر یہ الفاظ پیش کئے گئے ہیں۔ پس یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ دشمن اپنی کوششیں کریں اور سلسلہ کو ختم کرسکیں لیکن ہمیں بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ ہم جلسے منعقد کرتے ہیں ہم جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ نہ یہ سلسلہ معمولی سلسلہ ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قائم فرمایا ہے نہ یہ جلسے معمولی جلسے ہیں جو آپ نے جاری فرمائے۔ نہ ایک احمدی کا احمدی کہلانا معمولی حیثیت رکھتا ہے بلکہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے ہر احمدی پر۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی کمزور ہیں چلے بھی جائیں گے بلکہ ساری دنیا بھی مجھے چھوڑ دے گی تب بھی خدا تعالیٰ نہیں چھوڑے گا یہ وعدہ ہے اس کا۔

پس ہر احمدی کی یہ ذمہ داری ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت میں حصہ دار بننے کے لئے وہ انقلاب اپنے اندر پیدا کرے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ماننے والوں میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ پس ہمارا صرف جلسے میں شامل ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں ان لوگوں میں شامل ہونے کی ضرورت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنتے ہیں۔ پس جلسے کے ماحول سے ایک روحانی انقلاب اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش اور اس کے حصول کے لئے دعا ہمیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنائے گی۔

پس اس کے بعد ہمارے پاس کوئی عذر نہیں رہ جاتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے کے حوالے سے ہی جہاں ہمیں اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں بندوں کے حق ادا کرنے کی طرف بھی بہت توجہ دلائی ہے۔ آپ نے جلسے میں شامل ہونے والوں کو نیکی تقویٰ پرہیزگاری کی طرف توجہ دلانے کے بعد اس طرف بھی توجہ دلائی بلکہ بڑے درد سے اپنے ماننے والوں سے یہ توقع رکھی کہ وہ نرم دلی اور باہم محبت اور مؤاخات میں بھائی چارے میں ایک نمونہ بن جائیں۔ انکسار دکھانے والے ہوں۔ ایک دوسرے کے لئے قربانی کا جذبہ رکھنے والے اور سچائی اور راستبازی کے اعلیٰ معیار قائم کرنیوالے ہوں۔ بدخوئی کرنا اور کج خلقی دکھانے سے وہ دور رہنے والے ہوں۔ پس اس لحاظ سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا یہ اعلیٰ اخلاق جو ہیں ان میں ہم نمونہ ہیں؟ کیا دوسرے کی خاطر قربانی کرنے میں ہم مثال بننے کی کوشش کررہے ہیں؟ کیا عاجزی اور انکساری کے ہم میں وہ معیار ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں اور جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے اور جن کے نمونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے ہمارے سامنے پیش فرمائے۔ اگر نہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے حصہ لینے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے ہماری کوشش تو پھر نہ ہونے کے برابر ہے۔ پس دنیا میں

جلسوں میں شامل ہونے والے جو مختلف جماعتہائے احمدیہ کے جلسے ہیں ان میں شامل ہونے والے عموماً اور قادیان کے جلسے میں شامل ہونے والے خاص طور پر کہ مسیح پاک کی بستی میں جلسے میں شامل ہو رہے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس درد کو خاص طور پر محسوس کریں جس کا اظہار آپ نے جلسے میں شامل ہونے والوں سے فرمایا ہے۔ جلسے کے شامل ہونے والوں کے لئے دعاؤں کا خزانہ تو ایسا خزانہ ہے جو تا قیامت چلتا چلا جانے والا ہے۔

پس خوش قسمت ہوں گے ہم میں سے وہ جو اس سے فیضیاب ہونے والے ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات پیش کروں گا جن میں آپ نے اپنی جماعت کے افراد سے جو توقعات رکھی ہیں ان کا کچھ اظہار ہوتا ہے۔ آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت اگر جماعت بننا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کہ ایک موت اختیار کرے نفسانی امور اور نفسانی اغراض سے بچے اور اللہ تعالیٰ کو سب شئے پر مقدم رکھے۔ بہت سی ریاکاریوں اور بیہودہ باتوں سے انسان تباہ ہو جاتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ چاہیئے کہ تم ہر قسم کے جذبات سے بچو۔ ہر ایک اجنبی جو تم کو ملتا ہے وہ تمہارے منہ کو تاڑتا ہے اور تمہارے اخلاق عادات استقامت پابندیٔ احکام الٰہی کو دیکھتا ہے کہ کیسے ہیں؟ اگر عمدہ نہیں تو وہ تمہارے ذریعہ ٹھوکر کھاتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں یہ جماعت جس کو خدا تعالیٰ نمونہ بنانا چاہتا ہے اگر اس کا بھی یہی حال ہوا کہ ان میں اخوت اور ہمدردی نہ ہو تو بڑی خرابی ہوگی۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ دین کے ساتھ دنیا جمع نہیں ہو سکتی ہاں خدمتگار کے طور پر تو بیشک ہو سکتی ہے لیکن بطور شریک کے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ یہ کبھی نہیں سنا گیا کہ جس کا تعلق صافی اللہ تعالیٰ سے ہو وہ ٹکڑے مانگتا پھرے۔ اللہ تعالیٰ تو اس کی اولاد پر بھی رحم کرتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔ ہماری جماعت میں وہی شریک سمجھنے چاہئیں جو بیعت کے موافق دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہیں۔ جب کوئی شخص اس عہد کی رعایت رکھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف حرکت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو طاقت دے دیتا ہے۔ پھر آپ نے بڑے درد سے فرمایا کہ ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہئے کہ نری لفاظی پر نہ رہے بلکہ بیعت کے سچے منشاء کو پورا کرنیوالی ہو۔ اندرونی تبدیلی کرنی چاہئے صرف مسائل سے تم خدا تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے۔ اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں۔ فرمایا اپنے نفس کی تبدیلی کے واسطے سعی کرو کوشش کرو نماز میں دعائیں مانگو صدقات خیرات اور دوسرے ہر طرح کے حیلے سے والذین جاھدوا فینا۔ میں شامل ہو جاؤ۔

پس یہ چند نصائح ہیں جو میں نے لی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کے روحانی اور اخلاقی معیار کو بلند کرنے کے لئے بے شمار نصائح فرمائی ہیں۔ ہمیں انہیں سامنے رکھتے ہوئے اپنے میں اور غیر میں ایک واضح فرق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے بغیر ہم بیعت کے مقصد کو پورا نہیں کر سکتے۔ پس اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے پہلے خود کوشش کرنے کی ضرورت ہے تبھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی دعاؤں کا وارث بننے کے لئے بھی اپنے آپ کو ان دعاؤں کی قبولیت کا حقدار بنانے کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ پس یہ جلسے ہمیں ان دعاؤں سے حصہ لینے والا ماحول میسر کرتے ہیں ان میں ہمیں اپنے جائزے لیتے ہوئے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے معیاروں کو بلند کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کو پانے کے راستوں کو ہم جلد سے جلد طے کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسری بات قادیان والوں جو جلسے میں شامل ہیں ان کے لئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں خاص طور پر ان کے لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے میں شامل ہونے والوں کو موسم کے لحاظ سے بستر بھی اپنے ساتھ لانے کا فرمایا ہوا ہے۔ اس لئے ہندوستان میں رہنے والے خاص طور پر جس حد تک اس پر عمل کر سکتے ہیں ان کو کرنا چاہئے بلکہ پاکستانیوں کو بھی۔ گو کہ اب کچھ حد تک جلسے کے انتظامات کے تحت بستروں کا انتظام تو ہے لیکن مکمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہندوستان سے آنے والوں کو زیادہ امید نہیں رکھنی چاہئے کہ ان کے لئے مکمل انتظام ہوگا۔ باہر سے آنے والے بھی گرم کپڑے جس حد تک لے جا سکتے ہیں انہیں ہمیشہ لے جانے چاہئیں۔ اصل مقصد تو روحانی ماحول سے فیضیاب ہونا ہے۔ اپنی عملی حالتوں کی طرف توجہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ رہائش کا جس حد تک سہولت سے انتظام کیا جا سکتا ہے ہوتا ہے اور اچھا انتظام ہوتا ہے لیکن اگر پھر بھی بعض لوگوں کو اپنی بیماریوں اور بعض اور وجوہات کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے اور عمر کا تقاضا بھی ہے تو پھر بہتر ہے کہ نہ جائیں جلسے پے۔ جلسے پر آنا اور اس کے ماحول سے فیضیاب ہونا بہرحال تھوڑی سی تکلیف میں سے گزر کر ہی ہوگا قربانی تو دینی پڑے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام باوجود اس کے کہ مہمانوں اپنے مہمانوں کے وہ اعلیٰ معیار قائم کئے جن کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے پھر بھی جلسے کے دنوں میں آپ نے خاص طور پر فرمایا کہ سب سے ایک جیسا سلوک ہونا چاہئے۔ اس لئے کوئی خاص مطالبے جو ہیں وہ نہیں ہونے چاہئیں وہاں اور کہیں بھی دنیا میں جلسے جہاں ہوتے ہیں نہیں ہونے چاہئیں اور اس بات کی تلاش کریں کہ ہم نے مسیح پاک کی بستی میں آ کر زیادہ سے زیادہ فیض کس طرح اٹھانا ہے اور ان باتوں کی تلاش کریں اور انہیں حاصل کرنے کی کوشش کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے چاہتے ہیں۔ ہر شامل ہونے والا جلسے میں شامل ہونے والا بجائے ان چیزوں کی تلاش کے اپنے آپ کو اس روحانی ماحول میں ڈبونے کی کوشش کرے۔ دعاؤں میں وقت گزاریں۔ ان دنوں میں خاص طور پر جہاں اپنے ایمان وایقان کے لئے دعائیں کریں وہاں خاص طور پر جماعت کی ترقی خلافت سے وابستگی اور اس تعلق میں بڑھتے چلے جانے کے لئے بھی دعا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت سے جو توقعات وابستہ کی ہیں ان کے حاصل کرنے کے لئے بھی دعا کریں۔ مؤمنین کی دعائیں ایک دوسرے کی مددگار ہوتی ہیں۔ پس جماعت کے لئے خلیفہ وقت کے لئے ایک دوسرے کے لئے دعائیں خود دعا کرنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنانے والی ہوں گی۔ انشاء اللہ

آپ کی دعائیں ان دعاؤں میں حصہ دار بنیں گی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کے لئے کی ہیں۔ جلسہ کے بخیر وخوبی اختتام پذیر ہونے اور دشمن کے ہر شر کو اس پر الٹنے کے لئے بھی دعائیں کریں کیونکہ دشمن کہیں بھی کچھ بھی کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن اور مقصد کو جلد پورا ہوتا دیکھنے کے لئے دعائیں کریں۔ اپنے رات دن صبح شام ذکر الٰہی میں گزاریں۔ تبھی جلسے میں شامل ہونے کے مقصد کو حاصل کرنے والے بن سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جلد ہمیں وہ نظارے دکھائے جب ہم دنیا کو مسیح محمدی کے ساتھ جڑ کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوتا ہوا دیکھنے والے ہوں۔ نمازوں کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو ہمارے ایک مبلغ سلسلہ سابق مبلغ مکرم احمد شمشیر سوقیا صاحب کا ہے جو 24/دسمبر 2014ء کو ماریشس میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ 1933ء میں آپ پیدا ہوئے۔ آپ ماریشس کے رہنے والے تھے آپ کے والد عبد الستار سوقیا صاحب لمبا عرصہ صدر جماعت رہے۔ آپ کے دادا عبد المناف سوقیا صاحب نے حضرت صوفی غلام محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبلغ سلسلہ کے ذریعہ بیعت کی تھی۔ 1952ء میں مکرم شمشیر سوقیا صاحب نے سینئر سکول سرٹیفکیٹ کا امتحان کیمبرج یونیورسٹی سے پاس کیا۔ 53ء میں آپ نے سول سروس میں نوکری شروع کی۔ 1962ء میں جب آپ بطور انسپکٹر انکم ٹیکس کام کر رہے تھے۔ زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لے لیا۔ 6/نومبر 1962ء کو جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوئے۔ جولائی 1966ء کو جامعہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ مختلف حیثیت سے جماعتی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ خطبات کے تراجم اور دوسرے علمی کاموں میں آپ کو علمی کام کرنے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، مغفرت کا سلوک فرمائے۔

☆☆

M/S NAIEM GARMENTS
QILLA BAZAR, POONCH. (J&K)
Deals in : Ladies Suits,
Gents Wear &Baby Suits etc.
Prop. MOHAMMAD SHER
Mob.09596748256, 9086224927

Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Rapair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian

گردھاری لال، ملکھی رام سیالکوٹ والے کی پرانی دُوکان
لوتھرا جیولرز قادیان
Kewal krishan & Karan Luthra
Shivala Chowk, Main Bazar , Qadian
Ph.9888 594 111, 8054 893 264
E-mail: luthrajewellers@live.com
LUTHRA JEWELLERS
SIGN OF PURITY
Since 1948

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

منقولات

''آج کل پاکستان میں سب سے خطرناک ہتھیار کسی پر بھی الزام لگا دینا ہے اور اگر وہ غیر مسلم ہو تو اور بھی آسان ہے کہ اُس پر توہین رسالت کا الزام لگا دیا جائے''

مکرم لقمان شہزاد صاحب ابن مکرم اللہ دتہ صاحب آف بھڑی شاہ رحمان ضلع گوجرانوالہ کو مخالفین احمدیت نے مؤرخہ 27 ردسمبر کو صبح بعد نماز فجر فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 2 جنوری 2015 میں آپ کی شہادت کا ذکر فرمایا۔ لقمان شہزاد کی شہادت پر عرفان حسین صاحب کا ایک مختصر مضمون ''ڈان'' کراچی 3 جنوری 2015ء میں شائع ہوا ہے جسے منقولات کے تحت ذیل میں دیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

ذرا لقمن احمد شہزاد کے گھر والوں سے پوچھیں ایک احمدی نوجوان جسے چند روز پہلے مار ڈالا گیا وہ آپ کو بتا سکیں گے کہ بعض تقاریر بھی کتنی مہلک ہو سکتی ہیں۔

لقمن شہزاد جیوٹی وی کے ایک مذہبی پروگرام کے پانچ دن بعد قتل کر دیا گیا۔ جس میں اویسی نام کے ایک مذہبی ملانے یہ فتویٰ دیا کہ احمدی پاکستان اور اسلام کے لئے خطرہ ہیں۔ اس ملا کو معروف ٹی وی ہوسٹ عامر لیاقت نے اپنے پروگرام میں بلایا تھا۔ یہ وہی عامر لیاقت ہے، 2008ء میں جس نے اپنے ایک مذہبی پروگرام میں احمدیوں کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیا تھا۔ اور جس کے نتیجہ میں دو معروف احمدی سندھ میں قتل کر دیئے گئے تھے۔ زہریلی تقاریر اور بیانات کے ذریعہ اقلیتوں کو بدنام کرنے اور بعض دفعہ بلکہ اکثر اوقات مار دینے کا سلسلہ صدیوں سے چل رہا ہے۔ ایسی تقریروں کے ذریعہ کمزور اور قابل رحم گروہوں کی طرف عوام کے غیض و غضب کا رخ موڑ دیا جاتا ہے۔ تا کہ حکام اس طرح اپنی کمزوریوں اور جرائم پر پردہ ڈال سکیں۔

1870ء میں فرانس اور جرمنی کی جنگ میں جب فرانس کو شکست ہوئی تو حکومت نے اس شکست کے لئے یہودیوں کو قربانی کا بکرا بنایا۔ اور ستم ظریفی دیکھیں کہ جب اتحادیوں کے ہاتھوں دوسری جنگ عظیم میں جرمنوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تو ہٹلر نے انہیں یہودیوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ انہیں جنگی قیدی کیمپوں میں رکھا اور ''ہولوکاسٹ'' کا واقعہ ہوا۔ ہمارے لیڈر اکثر ''آئیڈیالوجی آف پاکستان'' کا حوالہ دیتے ہیں۔ مگر کبھی صاف صاف نہیں بتاتے کہ آخر یہ آئیڈیالوجی ہے کیا۔ اسی بنا پر بنگالیوں اور بلوچوں کو باغی قرار دیا گیا اور سادہ لوح اکثریت نے بڑی آسانی سے اسے تسلیم بھی کر لیا۔

دنیا کے اکثر معاشروں میں فتنہ اور فساد پر اُکسانا ایک سنگین جرم سمجھا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی ٹی وی کا مہمان کسی اقلیتی گروہ کے خلاف قتل کا فتویٰ دے تو یہ ایک سنگین جرم ہے۔ اور ایسے شخص کے خلاف تعزیری کاروائی ہونی چاہئے۔ لیکن جب 2008ء کے ایک مذہبی ٹی وی پروگرام میں ایک گیسٹ نے ایسے اشتعال انگیز الفاظ استعمال کئے جس کے نتیجہ میں دو احمدی قتل کر دیئے گئے، پھر بھی اُس شخص کو آزاد چھوڑ دیا گیا۔ اور کوئی کاروائی نہیں کی گئی اور اگرچہ ''جیو'' والوں نے حالیہ پروگرام پر معذرت کی لیکن عامر لیاقت کو آزاد چھوڑ دیا گیا تا کہ وہ اپنے پروگرام میں ایسے لوگوں کو اپنے غصہ کا نشانہ بنائے جنہوں نے اس جرم پر اُس کی نشان دہی کی اور سوشل میڈیا پر ایسے لوگوں کو قانونی مقدمات کی دھمکیاں دے۔

اسی طرح کا ایک اور شخص مولانا عبد العزیز ہے جو لال مسجد سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے اپنے ساتھیوں کو اُن فوجیوں پر گولیاں چلانے کا حکم دیا تھا، جو مسلح دہشت گردوں سے مسجد کو پاک کرنے کیلئے بھیجے گئے تھے اور جو خود برقعہ میں فرار ہوتے ہوئے گرفتار ہوا تھا۔ اگرچہ اس واقعہ میں درجنوں بے گناہ لوگ مارے گئے تھے لیکن عدالت نے اُسے بے گناہ قرار دیکر چھوڑ دیا تھا۔ اور میڈیا نے اُسے ایک ولی اور ہیرو بنا کر پیش کیا۔ حالانکہ یہاں بھی اشتعال انگیز تقریروں کے ذریعہ اپنے حامیوں کو اس بات پر اکسایا گیا کہ وہ سچائی اور انصاف کا خون کریں حالانکہ ہم سب کئی ماہ تک خود دیکھتے رہے کہ نوجوان مذہبی طالبان کس طرح بدامنی پھیلاتے رہے۔ عبد العزیز اور اُس کے بھائی کے اکسانے پر اندھا دھند فائرنگ بھی کرتے رہے۔ لیکن میڈیا کے ایک حصہ نے اس بدامنی اور کشت و خون کا ذمہ دار حکومت کو ٹھہرایا۔

آج کل پاکستان میں سب سے خطرناک ہتھیار کسی پر بھی الزام لگا دینا ہے اور اگر وہ غیر مسلم ہو تو اور بھی آسان ہے کہ اُس پر توہین رسالت کا الزام لگا دیا جائے ایسی صورت میں کسی عدالت میں الزام کی سچائی ثابت کرنے کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ عدالت میں الزام دہرانے سے ایک اور مقدمہ درج ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس طرح اپنا دفاع بھی ممکن نہیں ہوتا اور اگر پھر بھی جج ایسے شخص کو بیگناہ قرار دے کر چھوڑ دے تو پھر بھی وہ بچ نہیں سکتا۔ یا تو وہ جیل میں ہی مار دیا جاتا ہے اور اگر رہا ہو جائے تو باہر قتل کر دیا جاتا ہے۔

آج کل پاکستان میں رہنے والے احمدی، ہندو، سکھ عیسائی سخت خوف و ہراس کی زندگی گذار رہے ہیں۔ حتیٰ کہ شیعہ بھی محفوظ نہیں ہیں۔ اور یہ سب اشتعال انگیز الفاظ کا شاخسانہ ہے۔

(مرسلہ و انگریزی سے ترجمہ: شریف احمد بانی، کراچی)

❁❁

BY IRFAN HUSAIN

Words as weapons

WORDS can kill as surely as bullets. Ask those mourning the death of Luqman Ahmed Shahzad, an Ahmadi gunned down a few days ago, just how deadly words can be.

The victim was murdered five days after a Geo TV religious broadcast in which Owaisi, a cleric invited by the popular host, Amir Liaquat, pronounced that Ahmadis were a danger to Pakistan and Islam. In 2008, two Ahmadis were killed in Sindh soon after a cleric declared Ahmadis to be *wajibul qatal*, or deserving of murder on the same host's programme.

Over the centuries, hate speech has been used to demonise minorities in a bid to marginalise — and all too often kill — those seen as the 'other'. Also, by directing public anger against weak, vulnerable groups, rulers deflect attention away from their own failings.

Thus, Jews in France were made the scapegoats for the defeat in the war against Germany in 1870. Ironically, German Jews were blamed when Germany was defeated by the Allies in the First World War. Rising anti-Semitism across Europe led to the Holocaust carried out by the Nazis in the Second World War. Jews were as much the victims of Hitler's verbal campaign as they were of the gas ovens in German concentration camps.

In post-9/11 America, the word 'terrorist' is now almost synonymous with 'Muslim'. And as we have seen in TV images of the ongoing racial unrest in the United States, stereotypes of violent young blacks evoke a violent response from white police officers.

More often than not, images and words call up old racial and religious memories. Extremist Islamic groups invoke the Crusades when composing their anti-West, anti-Israel narrative. In the West, ancient memories of Ottoman armies still linger. Long after the threat had subsided, mothers in England would warn their children to behave, or "the Turks will come and get you".

But clerics and politicians are not the only ones who use words to manipulate people. Marketing experts know which buttons to push to get us to buy things we don't need. The sociologist Vance Packard documented this sophisticated assault on our psyche in his classic work *The Hidden Persuaders* written over fifty years ago.

Another author to discuss the power of words is Max Barry who, in his recent book *Lexicon*, conjures up a secretive group of poets who train adepts to control people by using special words. In this novel, words are not used just to manipulate, but to kill.

It was George Orwell who really explored the frightening extent to which politicians control entire populations through words. In *1984*, his story of a totalitarian future state, the government uses Newspeak to communicate with the populace. Individualism is attacked as 'thoughtcrime', and everybody is under constant surveillance.

Our leaders, for their part, often invoke 'the ideology of Pakistan' without ever clearly defining it. From Bengali nationalists in 1971 to Baloch secessionists now, dissidents have been dubbed 'miscreants'. Sadly, a brainwashed majority has accepted the state's one-sided narrative.

In most societies, incitement to violence is a crime, so a TV chat show guest who openly calls for members of a persecuted minority to be murdered would normally be charged. But when this happened in 2008 on the religious show, the offending guest walked off even though his words may have resulted in two murders.

Although Geo has apologised for the recent broadcast, it nevertheless allowed Amir Liaquat to unleash an unrepentant rant on his show where he threatened his detractors on social media with lawsuits.

In most societies, incitement to violence is a crime.

Another person to threaten his critics is Maulana Abdul Aziz of Lal Masjid, the cleric who tried to flee in a burqa after ordering his cohorts to fire upon troops who went in to clear the mosque of the heavily armed militants who had gathered there. Although the firefight resulted in scores of deaths, the court found Abdul Aziz innocent of all charges, and the media made him a saint and a hero.

Here again, emotive words were deployed by his supporters to turn the truth on its head. Although we had all witnessed the months-long build-up to the final shootout, together with all the lawlessness caused by young seminarians at the behest of Abdul Aziz and his brother, sections of the media made it seem that it was the government that had precipitated the violent climax to the drama.

Perhaps the most lethal weapon in Pakistan today is to accuse somebody, preferably a non-Muslim, of blasphemy. Such a charge doesn't have to be substantiated in any legal sense since it cannot be repeated in court for fear of compounding the original blasphemy. Thus, there can be no defence. And even if a judge does declare the accused not guilty, chances are that he or she will be killed either in jail, or on being released.

These are difficult days for Pakistani Ahmadis, Hindus, Christians, Sikhs as well as Shias. Ultimately, it's all about words. ■

irfan.husain@gmail.com

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 24

شروع ہو جائے تو ہماری مسجدیں نمازیوں سے بھر جائیں۔ صرف عہدے داران ہی اس پر عمل کرنا شروع کر دیں تو بہت فرق پڑ سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز سے ہی فراغت حاصل کرنی چاہتا ہے اس نے حیوانوں سے بڑھ کر کیا کیا۔ اس میں اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں پھر۔ پس اس طرف ہر احمدی کو بہت بڑھ کر کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر یہ عہد ہم سے لیا کہ نماز تہجد کا بھی التزام کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں نماز تہجد کا التزام کرنا چاہئے کیونکہ یہ گزشتہ صالحین کا طریق رہا ہے۔ اور قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ یہ عادت گناہوں سے روکتی ہے اور برائیوں کو ختم کرتی ہے اور جسمانی بیماریوں سے بچاتی ہے۔ پس نہ صرف روحانی علاج ہے بلکہ جسمانی علاج بھی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ تہجد کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اس کو دعا کرنے کا موقع بہر حال مل جائے گا۔ اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے۔

پس توجہ کی ضرورت ہے اس طرف بھی ہمیں۔ پھر آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا ہم سے عہد لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس گنا رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پس بڑی اہمیت ہے درود کی اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے بھی درود انتہائی ضروری ہے۔ پھر بیعت میں ایک عہد ہم یہ کرتے ہیں کہ استغفار میں باقاعدگی اختیار کریں گے۔ ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص استغفار کو چمٹا رہتا ہے یعنی بہت زیادہ استغفار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے اور اس کی ہر مشکل سے اس کے لئے کشائش کی راہ پیدا کر دیتا ہے اور ان راہوں سے رزق دیتا ہے جن کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔ پھر یہ عہد ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا رہوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر اہم کام اگر اللہ تعالیٰ کی حمد کے بغیر شروع کیا جائے تو وہ بے برکت اور بے اثر ہوتا ہے۔ پھر ایک عہد ہم نے یہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عام مخلوق کو تکلیف نہیں دیں گے۔ پھر یہ عہد ہے کہ مسلمانوں کو خاص طور پر اپنے نفسانی جوشوں سے ناجائز تکلیف نہیں دیں گے جس حد تک عفو کا سلوک ہو سکتا ہے کرنا ہے۔ جو اصلاح بھی کرنی ہے صاحب اختیار نے کرنی ہے ہر ایک کا کام نہیں کہ اصلاح کرتا پھرے۔ خود کسی سے بدلے نہیں لینے عاجزی اور انکساری کو اپنا شعار بنانا ہے۔

پھر یہ عہد ہے کہ ہر حالت میں خدا تعالیٰ کا وفادار رہنا ہے۔ خوشی اور تکلیف ہر حالت میں خدا تعالیٰ کا دامن ہی پکڑے رکھنا ہے۔ اس کا یہ طرز عمل بھی اس کے لئے خیر و برکت کا ہی باعث بن جاتا ہے کیونکہ وہ صبر کے ثواب کو حاصل کرتا ہے۔ پس ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی دوڑنا ایک مؤمن کا کام ہے اور جب یہ ہوگا تو اس عہد کو بھی ہم پورا کرنے والے ہوں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر ذلت اور دکھ کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں اور کبھی کسی مصیبت کے وارد ہونے پر منہ نہیں پھیریں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے۔ نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سبّ وشتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے۔ پس ہم نے اللہ تعالیٰ کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بن کر رہنا ہے اور اس کے لئے کوشش کرنی ہے انشاء اللہ اور دکھ اور ذلت بھی دیئے جائیں تو بھی اس کی پرواہ نہیں کرنی یہ ہمارا عہد ہے۔ پھر یہ عہد ہے کہ رسم و رواج کے پیچھے نہیں چلیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دین کے معاملے میں کوئی ایسی رسم پیدا کرتا ہے جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں تو وہ رسم مردود اور غیر مقبول ہے۔ پس اس بارے میں بہت ہر وقت ہمیں ہوشیار رہنا چاہئے۔ آجکل شادی بیاہ کے معاملے میں غلط قسم کے رسوم و رواج پیدا ہو گئے ہیں احمدیوں کو اس سے بچنا چاہئے۔ اپنے دائیں بائیں دیکھ کر دوسروں کو دیکھ کر ان رسوم میں نہیں پڑنا چاہئے۔ اس بارے میں تفصیل سے بھی ایک دفعہ میں بتا چکا ہوں۔ سیکرٹریان تربیت اور لجنہ کو چاہئے کہ وہ وقتاً فوقتاً جماعت کو یہ باتیں سامنے رکھتے رہیں تا کہ غیر مقبول فعل سے افراد جماعت بچتے رہیں۔

پھر یہ عہد ہے کہ ہوا و ہوس کے پیچھے نہیں چلوں گا کبھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں جو کوئی اپنے رب کے آگے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے اور اپنے نفس کی خواہشوں کو روکتا ہے تو جنت اس کا مقام ہے۔ ہوائے نفس کو روکنا یہی فنا فی اللہ ہونا ہے اور اس سے انسان خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کر کے اس جہان میں مقام جنت کو پہنچ سکتا ہے۔ پھر یہ عہد ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فرمان کو اپنے لئے مشعل راہ ہم بنائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ہمارا صرف ایک ہی رسول ہے اور صرف ایک ہی قرآن شریف اس رسول پر نازل ہوا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پا سکتے ہیں۔ پس اس کے حصول کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔

پھر یہ عہد ہے تکبر اور نخوت کو مکمل طور پر چھوڑ دیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہانوں میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔ پس بڑے خوف کا مقام ہے۔ پھر فرمایا میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خدائے ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ پھر یہ عہد لیا گیا ہے کہ فروتنی اور عاجزی اختیار کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر عاجزی اور انکساری اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ رفع کرے گا اس کو بلند کر دے گا اور یہاں تک کہ اس کو علیین میں جگہ دے گا۔ عاجزی انکساری اختیار کرنے سے ایک درجہ بلند ہوتا جائے گا یہاں تک بلند ہوتا جائے گا اگر یہ مسلسل رہے تو جنتوں کے اعلیٰ ترین معیار جو ہیں ان میں جگہ دے دے گا۔ پھر یہ عہد ہے کہ ہم ہمیشہ خوش خلقی اپنا شیوہ بنائیں گے۔ اس کو بھی ہر ایک کو سامنے رکھنا چاہئے۔ پھر یہ عہد ہے کہ حلیمی اور مسکینی سے اپنی زندگی بسر کریں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دل کے پاس تلاش کرو۔

پھر یہ عہد لیا کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان مال عزت اور اولاد سے زیادہ عزیز سمجھوں گا۔

پھر یہ عہد لیا کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمیشہ ہمدردی کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یاد رکھو اللہ تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق سے ہمدردی کی جائے۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ تم میں سے ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن کریم کی تعلیم ہے۔

پھر یہ عہد لیا کہ خداداد طاقتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاؤں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جس قدر خلقت کی حاجات ہیں اور جس قدر مختلف وجوہ اور طریق کی راہ سے قسام ازل نے بعض کو بعض کا محتاج کر رکھا ہے ان تمام امور میں محض للہ اپنی حقیقی اور بے غرضانہ اور سچی ہمدردی سے جو اپنے وجود سے صادر ہو سکتی ہے ان کو نفع پہنچاوے اور ہر یک مدد کے محتاج کو اپنی خداداد قوت سے مدد دے اور ان کی دنیا و آخرت دونوں کی اصلاح کے لئے زور لگاوے۔

پھر یہ عہد آپ نے لیا کہ آپ سے ایک ایسا قریبی رشتہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہم نے قائم کرنا ہے جس میں اطاعت کا وہ مقام حاصل ہو جو نہ کسی رشتے میں پایا جاتا ہے نہ کسی خادمانہ حالت میں پایا جاتا ہے۔ ان تمام باتوں کی اطاعت کرنی ہے جو آپ ہماری دینی علمی روحانی اور عملی تربیت کے لئے ہمیں فرما گئے ہیں یا آپ کے بعد خلافت احمدیہ کے ذریعہ سے جماعت کے افراد تک وہ پہنچتی ہیں جو شریعت کے قیام کے لئے ہیں جو قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اسوہ حسنہ کے مطابق ہیں کہ اس کے بغیر نہ ہی ہماری ترقی ہو سکتی ہے نہ ہماری اکائی قائم رہ سکتی ہے۔ پس ہمیں یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ گزشتہ سال میں ہم نے اپنے عہد کو کس حد تک نبھایا اور اگر کمیاں ہیں تو اس سال ہم نے کس طرح انہیں پورا کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’ہماری جماعت میں وہی شامل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے۔ اور اپنی ہمت اور کوشش کے مطابق اس پر عمل کرتا ہے‘‘۔

نمازوں کے بعد حضور انور نے دو جنازہ غائب پڑھائے۔ ایک تو ہمارے شہید بھائی کا جنازہ ہے مکرم لقمان شہزاد صاحب ابن مکرم اللہ دتہ صاحب آف بھڑی شاہ رحمان ضلع گوجرانوالہ کو مخالفین احمدیت نے مؤرخہ 27/دسمبر کو صبح بعد نماز فجر فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شہید مرحوم نے 27/نومبر 2007ء کو بیعت کر کے نظام جماعت میں شمولیت اختیار کی تھی۔ 27 دسمبر کو جب آپ فجر کی نماز ادا کر کے اپنے ڈیرے پر جا رہے تھے تو مخالفین نے تعاقب کر کے پیچھے سے سر میں گولی ماری جس سے آپ شدید زخمی ہو گئے۔ ہسپتال لے جایا جا رہا تھا کہ راستے میں جام شہادت نوش فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم 5/اپریل 1989ء کو پیدا ہوئے۔ نہایت ایماندار نیک دل نیک سیرت شریف النفس ملنسار شخصیت کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ شہید کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کے خاندان کو بھی احمدیت کے نور سے فیضیاب ہونے کی توفیق دے۔

دوسرا جنازہ غائب مکرمہ شہزادے ستانوس کا ہے۔ یہ مقدونیہ کی رہنے والی ہیں۔ 19/نومبر 2014ء کو 49 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ 1996ء میں اپنے میاں کی احمدیت قبول کرنے کے چند ماہ بعد بیعت کرنے کی ان کو سعادت ملی تھی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے بچے اور خاوند کو بھی جماعت کے ساتھ اخلاص اور وفا میں بڑھاتا چلا جائے۔ ☆☆☆

تصحیح: اخبار بدر مجریہ 18-25 دسمبر 2014 (عشق رسول نمبر) کے صفحہ 36 سطر 7 پر محترم ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی نعت ’’بدرگاہِ ذی شان خیر الانام‘‘ کے متعلق لکھا ہے کہ ’’اس کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2002 کے موقع پر فرمایا تھا کہ: ’’جب سے میں نے ہوش سنبھالی ہے کبھی ایسی نعت حضرت مسیح موعودؑ کی نعتوں کے بعد نہ سنی نہ دیکھی اور میرا خیال ہے کہ ہمیشہ کیلئے یہ نعت حضرت میر صاحبؓ کو خراجِ تحسین پیش کرتی رہے گی۔‘‘

اس ضمن میں مکرم لئیق احمد طاہر صاحب مبلغ سلسلہ یوکے نے توجہ دلائی ہے کہ یہ نظم جلسہ سالانہ جرمنی 2001 کے موقع پر پڑھی گئی تھی۔ احباب درستی فرمالیں۔ (ادارہ)

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320
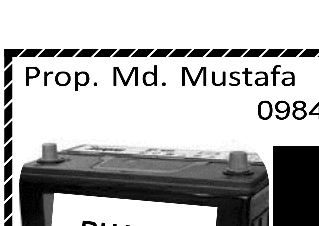

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka

EDITOR	REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57	SUBSCRIPTION
MANSOOR AHMAD Tel. : (0091) 1872-224757 Manager: 09464066686 Editor : 08283058886 e : badrqadian@rediffmail.com	ہفت روزہ بدر قادیان The Weekly **BADR** Qadian Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516 Postal Reg. No. GDP/001/2013-15 Vol. 64 Thursday 8-15 Jan 2015 Issue No. 2-3	ANNUAL : Rs. 550/- By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $: 60 Euro : 80 Canadian DollarPostal Reg. No. GDP/001/2013-15

اگر ہم نے اپنے سالوں کی خوشیوں کو حقیقی رنگ میں منانا ہے تو ان باتوں کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے توقع رکھتے ہیں کہ ہم نیکیوں کی گہرائی میں جا کر انہیں سمجھ کر ان پر عمل کریں اور برائیوں سے اپنے آپ کو اس طرح بچائیں جیسے ایک خونخوار درندے کو دیکھ کر انسان اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 2 رجنوری 2015ء بمقام مسجد بیت الفتوح۔لندن

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج کا جمعہ اس نئے سال 2015ء کا پہلا جمعہ ہے۔ مجھے مختلف لوگوں کے نئے سال کے مبارکباد کے پیغام آ رہے ہیں۔ فیکسیں بھی زبانی بھی لوگ کہتے ہیں۔ آپ سب کو بھی یہ نیا سال ہر لحاظ سے مبارک ہو لیکن ساتھ ہی میں یہ بھی کہوں گا کہ ایک دوسرے کو مبارکباد دینے کا فائدہ ہمیں تبھی ہو گا جب ہم اپنے یہ جائزے لیں کہ گزشتہ سال میں ہم نے اپنے احمدی ہونے کے حق کو کس قدر ادا کیا ہے اور آئندہ کے لئے ہم اس حق کو ادا کرنے کے لئے کتنی کوشش کریں گے۔ پس ہمیں اس جمعہ سے آئندہ کے لئے ایسے ارادے قائم کرنے چاہئیں جو نئے سال میں ہمارے لئے اس حق کی ادائیگی کے لئے چستی اور محنت کا سامان پیدا کرتے رہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے ہمارے ذمہ جو کام لگایا گیا ہے اس کا حق نیکیوں کے بجا لانے سے ہی ادا ہو گا لیکن ان نیکیوں کے معیار کیا ہونے چاہئیں تو واضح ہو کہ ہر اس شخص کے لئے جو احمدیت میں داخل ہوتا ہے اور احمدی ہے۔ یہ معیار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے خود مہیا فرما دیئے ہیں بیان فرما دیئے ہیں اور اب تو نئے وسائل اور نئی ٹیکنالوجی کے ذریعہ سے ہر شخص کم از کم سال میں ایک دفعہ خلیفہ وقت کے ہاتھ پر یہ عہد کرتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بیان فرمودہ معیاروں کو حاصل کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرے گا اور احمدی کے لئے یہ معیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت میں کھول کر بیان فرما دیئے ہیں۔ کہنے کو تو یہ دس شرائط بیعت ہیں لیکن ان میں ایک احمدی ہونے کے ناطے جو ذمہ داریاں ہیں ان کی تعداد موٹے طور پر بھی لیں تو تیس سے زیادہ بنتی ہے۔

پس اگر ہم نے اپنے سالوں کی خوشیوں کو حقیقی رنگ میں منانا ہے تو ان باتوں کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے توقع رکھتے ہیں کہ ہم نیکیوں کی گہرائی میں جا کر انہیں سمجھ کر ان پر عمل کریں اور برائیوں سے اپنے آپ کو اس طرح بچائیں جیسے ایک خونخوار درندے کو دیکھ کر انسان اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جب یہ ہو گا تو تب ہم نہ صرف اپنی حالتوں میں انقلاب لانے والے ہوں گے بلکہ دنیا کو بدلنے اور خدا تعالیٰ کے قریب لانے کا ذریعہ بن سکیں گے۔ بہر حال ان باتوں کی تھوڑی سی تفصیل یاددہانی کے طور پر آج میں بیان کروں گا۔ یہ یاددہانی انتہائی ضروری ہے۔ ہماری بیعت کا مقصد ہمارے سامنے آتے رہنا چاہئے۔ پہلی بات جو آپ نے ہمیں فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ شرک سے بچنے کا عہد ہے۔ ایک مؤمن جو خدا پر ایمان لانے والا ہو اور خدا پر ایمان کی وجہ سے ہی خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں زمانے کے امام کی بیعت کر رہا ہو۔ ایسے شخص کا اور شرک کا تو دور کا بھی واسطہ نہیں ہو سکتا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک مشرک اللہ تعالیٰ کی بات مانے لیکن نہیں جس باریک شرک کی طرف ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام توجہ دلا رہے ہیں وہ کوئی ظاہری شرک نہیں ہے بلکہ مخفی شرک ہے جو ایک مؤمن کے ایمان کو کمزور کر دیتا ہے۔ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لا الہ الا اللہ کہیں اور دل میں ہزاروں بت جمع ہوں بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر بھروسہ رکھتا ہے جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہئے۔ ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بت پرست ہے۔ بت صرف وہی نہیں ہیں جو سونے یا چاندی یا پیتل یا پتھر وغیرہ سے بنائے جائیں اور ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے بلکہ ہر ایک چیز یا قول یا فعل جس کو وہ عظمت دی جائے جو خدا تعالیٰ کا حق ہے وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں بت ہے۔ پس آج ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ گزشتہ سال میں ہم نے ان تدبیروں اور حیلوں پر انحصار کیا انہی کو سب کچھ سمجھا یا یہ چیزیں صرف ہم نے تدبیر کے طور پر استعمال کیں اور خدا تعالیٰ کے حضور جھک کر ان تدبیروں سے اللہ تعالیٰ کی خیر اور برکت چاہی۔ اپنے آپ کا انصاف کی نظر سے جائزہ خود ہمیں اپنے عہد کی حقیقت بتا دے گا۔

پھر آپ علیہ السلام نے ہم سے یہ عہد لیا کہ جھوٹ نہیں بولوں گا۔ فرماتے ہیں کہ جھوٹ بھی ایک بت ہے جس پر بھروسہ کرنیوالا خدا کا بھروسہ چھوڑ دیتا ہے۔ پس اس باریکیت سے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ پھر فرمایا یہ عہد کرو کہ زنا سے بچو گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ زنا کے قریب مت جاؤ۔ یعنی ایسی تقریبوں سے دور رہو جن سے یہ خیال بھی دل میں پیدا ہو سکتا ہو۔ اور ان راہوں کو اختیار نہ کرو جن سے ان گناہوں کے وقوع کا اندیشہ ہو۔ اب آجکل ٹی وی ہے انٹرنیٹ ہے اس پر ایسی بیہودہ فلمیں چلتی ہیں یا کھولنے سے نکل آتی ہیں جو نظر کا بھی زنا ہے خیالات کا بھی زنا ہے پھر برائیوں میں مبتلا کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔ گھروں کے ٹوٹنے کی وجہ ہے۔ پس اس بارے میں بھی بہت فکر سے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

پھر ایک عہد ہم سے یہ لیا کہ بدنظری سے بچوں گا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں غض بصر کا حکم دیا ہے تاکہ بدنظری کا موقع ہی پیدا نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آگ اس آنکھ پر حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو دیکھنے کی بجائے جھک جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ہمیں تاکید ہے کہ نامحرم عورتوں کو اور ان کی زینت کی جگہ کو ہرگز نہ دیکھیں۔ فرماتے ہیں ضرور ہے کہ بے قیدی کی نظروں سے کسی وقت ٹھوکریں پیش آویں۔ سو چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں۔ اس لئے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی۔ پھر آپ نے ہم سے یہ عہد لیا کہ ہر ایک فسق و فجور سے بچوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے باہر نکلنا فسق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ گالی گلوچ کرنا فسق ہے۔

پھر ایک عہد یہ لیا گیا ہے۔ بیعت کرنے والے سے کہ ظلم نہیں کرے گا۔ ظلم ایک انتہائی بڑا گناہ ہے۔ کسی کا حق غلط طریق سے دبانا بہت بڑا ظلم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا گیا کہ کونسا ظلم سب سے بڑا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کے حق میں سے ایک ہاتھ زمین دبا لے ایک ہاتھ زمین دبا لے۔ پس بڑے خوف کا مقام ہے۔ وہ لوگ جو مقدمات میں اناؤں کی وجہ سے یا ذاتی مفادات کو حاصل کرنے کی وجہ سے لوگوں کے حق مارتے ہیں ان کو سوچنا چاہئے۔ پھر ایک عہد ہم سے یہ لیا گیا ہے کہ خیانت نہیں کریں گے اور خیانت نہ کرنے کا معیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پیش فرمایا فرمایا اس شخص سے بھی خیانت سے پیش نہ آؤ جو تم سے خیانت سے پیش آ چکا ہے۔ پس یہ معیار ہیں جو ہمیں حاصل کرنے ہیں۔

پھر یہ عہد ہے کہ ہر قسم کے فساد سے بچوں گا۔ اپنوں کے ساتھ جھگڑوں اور فساد کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا غیروں سے جو ہمیں تکلیفیں پہنچا رہے ہیں ان سے بھی سلوک میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں تعلیم دی ہے وہ کیا ہے؟ فرمایا وہ لوگ جو محض اس وجہ سے تمہیں چھوڑتے اور تم سے الگ ہوتے ہیں کہ تم نے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلے میں شمولیت اختیار کر لی ہے ان سے دنگا یا فساد مت کرو بلکہ ان کے لئے غائبانہ دعا کرو۔ فرمایا دیکھو میں اس امر کے لئے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگاموں کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سن کر بھی صبر کرو۔ بدی کا جواب نیکی سے دو۔

پھر ایک عہد ہم سے یہ لیا کہ بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہوں گا۔ یہ باغیانہ رویہ چاہے نظام جماعت کے کسی ادنیٰ کارکن کے خلاف ہے یا حکومت وقت کے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے رویوں سے بھی بچنے کی ہدایت فرمائی ہے جن سے بغاوت کی بو آتی ہے۔ پھر لڑائی جھگڑے دنگا فساد بھی اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ انسان نفسانی جوشوں سے مغلوب ہوتا ہے۔ پس چھوٹی سے چھوٹی بات بھی جو کسی بھی طرح نفسانی جوشوں کو ابھارنے والی یا ان سے مغلوب کرنے والی ہے ان سے بچنے کی بھرپور کوشش کرنا ایک احمدی کا فرض ہے۔

پھر فرمایا کہ احمدیت میں داخل ہو کر تم نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی بھی پابندی کرنی ہے کہ نمازوں کو پانچ وقت اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کرنا ہے اس بات کا بھی عہد کرو۔ دس سال کے عمر کے بچے پر بھی نماز فرض ہے۔ پس والدین کو اس کی نگرانی کی ضرورت ہے اور اس نگرانی کا حق تبھی ادا ہو گا جب خود والدین نمازوں میں نمونہ ہوں گے۔ اگر اس پر عمل

باقی صفحہ 23 پر ملاحظہ فرمائیں

کمپوزنگ ـــ ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badr, at Fazle-Umar Printing Press Qadian, Harchowal Road Po. Qadian,
Distt. Gurdaspur-143516, Punjab, India. And published at office of the Weekly Badr Moh- Ahmadiyya, Harchowal Road P.o Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor: Mansoor Ahmad